زینب

لجنہ اماء اللہ ناروے

اپریل، مئی، جون 2014ء

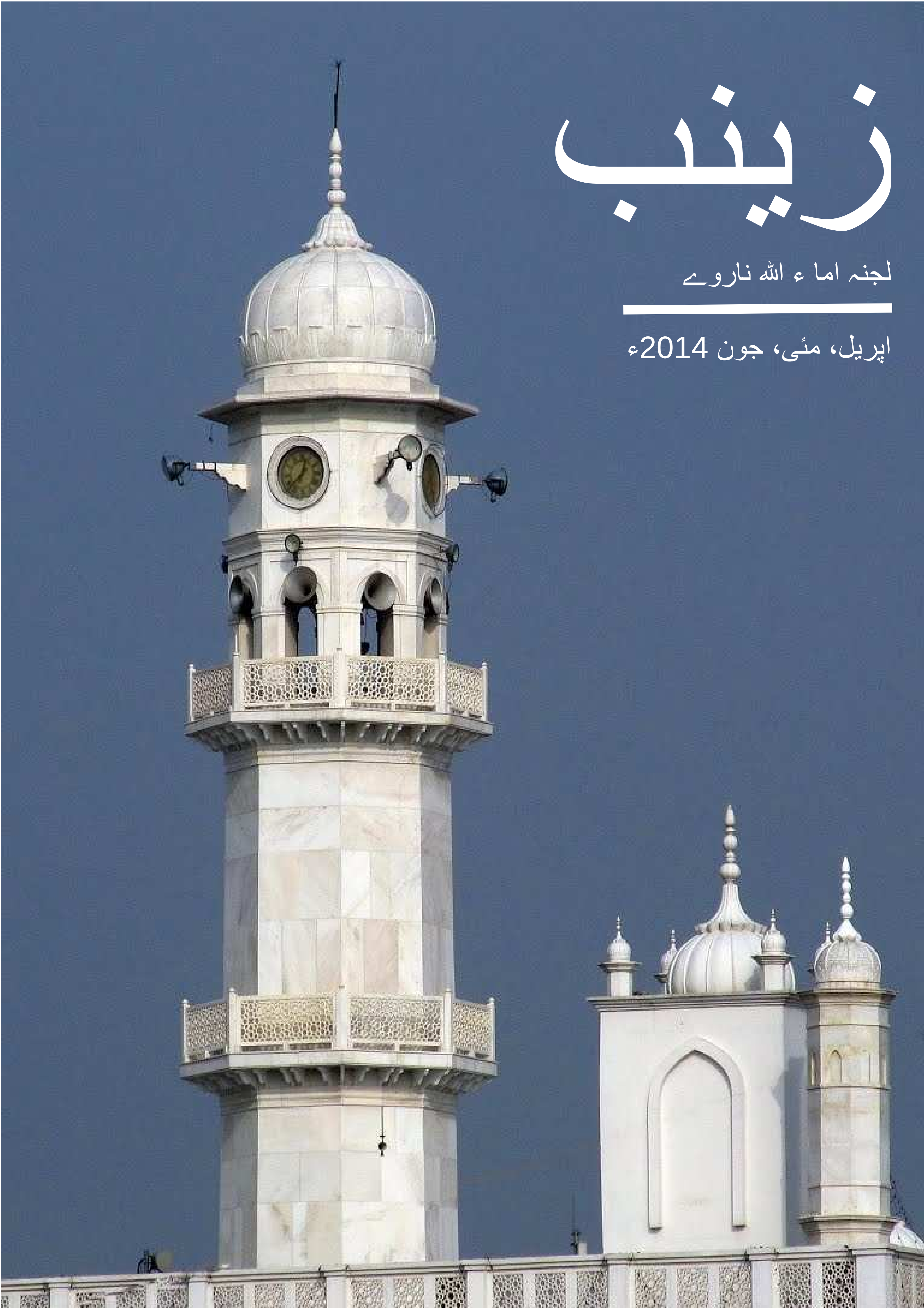

دعائیہ تحریک

(فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ 30 مئی 2014)

*سورۃ الفاتحہ(کثرت سےپڑھیں) * درودشریف (نماز میں پڑھا جانے والا۔کثرت سے پڑھیں)

Hellig er Allah og all lovprisning tilkommer Deg (alene); Hellig er Allah den aller størst, velsign, Å Allah, Muhammad og Muhammads folk.	اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ، اللہ تعالیٰ پاک ہے بڑی عظمت والا ہے۔ اے اللہ محمد (ﷺ) پر اور آپؐ کی آل پر بڑی رحمتیں اور برکات نازل فرما۔	سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ
Jeg søker Allahs tilgivelse for alle mine synder og vender meg til Ham.	میں اپنے رب سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں اور اُسی کی طرف لوٹتا ہوں۔	اَسْتَغفِرُ اللّٰہِ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ۔
Å vår Herre, la utholdenhet strømme nedover oss, og styrk våre føtter, og hjelp oss mot det vantro folk.	اے اللہ ! ہم کو صبر دے اور ہمارے قدموں کو مضبوط کر دے اور ہماری مدد فرما کافر لوگوں کے مقابلہ میں۔	رَبَّنَا اَفْرِ غْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَا مَنَا وَ انْصُرْ نَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْن
Vår Herre, la ikke våre hjerter forderves etter at Du har rettledet oss, og skjenk oss barmhjertighet fra Deg, for Du er alene den som skjenker alle ting.	اے ہمارے رب! تو ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو کج نہ کر اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت (کے سامان) عطا کر۔ یقیناً تو ہی بہت عطا کرنے والا ہے۔	رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْ بَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَ ھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّاب۔
Å Allah, vi tar deg som skjold mot våre fiender, og vi søker tilflukt hos deg fra deres ondskap.	اے اللہ! ہم کرتے ہیں تجھے مقابلہ میں ان کافروں کے اور پناہ مانگتے ہیں تیری اُن کے تمام شرّ اور مضر اثرات سے۔	اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْ رِ ھِمْ وَ نَعُوْ ذُبِکَ مِنْ شُرُوْ رِ ھِمْ
O min herre,enhver ting er under Din kontrol.Så O min herre,beskyttt meg,hjelp meg og vis meg nåde.	اے میرے رب ہر ایک چیز تیری خادم ہے ۔اے میرے رب پس مجھے محفوظ رکھ اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما۔	رَبِّ کُلُّ شَیْئٍ خَا دِمُکَ رَبِّ فَا حْفِظْنِیْ وَانْصُرْ نِیْ وَارْحَمْنِیْ
Vår herre,tilgi oss våre feil og våre synder i vår sak,og befest våre føtter og hjelp oss mot det vantro folk.	اے ہمارے رب!ہمارے گناہ بخش دے اور اپنے معاملے میں ہماری زیادتی بھی۔اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور ہمیں کافر قوم کے خلاف نصرت عطا کر۔	رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا ذُ نُوْ بَنَا وَاِسْرَا فَنَا فِیْ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَا مَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْ مِ الْکٰفِرِیْنَ۔
Å min herre! Hør på min bønn og knus dine og mine fiender,oppfyl ditt løfte og hjelp din tjener,og vis oss våre dager og gjør sverdet ditt skarpere for oss og spar ikke en eneste av de ikke troende som bevisst vekker beskymring.	اے میرے رب میری دعا کو سن اور اپنے اور میرے دشمنوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور اپنا وعدہ پورا فرما اور ہمیں اپنے (وعدوں کے) دن دکھا اور اپنی تلوار ہمارے لئے سونت لے اور شریر کافروں میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑ۔	یَا رَبِّ فَا سْمَعْ دُ عَا نِیْ وَمَزِّقْ اَ عْدَا نَکَ وَاَعْدَا نِیْ وَاَنْجِزْ وَعْدَکَ وَانْصُرْعَبْدَکَ وَاَرِنَا اَیَّا مَکَ وَشَھِّرْ لَنَا حُسَا مَکَ وَ لَا تَذَرْمِنَ الْکَا فِرِ یْنَ شَرِیْرًا۔

از طرف شعبہ تر بیت لجنہ اما ءِ اللہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

زینب

سہ ماہی

اپریل، مئی، جون 2014

مجلس ادارت

سرپرستِ اعلیٰ مکرم زرتشت منیر احمد خان صاحب

امیر جماعت احمدیہ ناروے

زیر نگرانی مکرمہ سیّدہ بشریٰ خالد صاحبہ

صدر لجنہ اماء اللہ ناروے

مدیرہ حصہ اردو، کتابت محترمہ منصورہ نصیر صاحبہ

مدیرہ حصہ نارویجن محترمہ مہرین شاہد صاحبہ

تقسیم واشاعت محترمہ منصورہ نصیر صاحبہ

پرنٹنگ محترمہ شمسہ خالد صاحبہ

شائع کردہ شعبہ اشاعت لجنہ اماء اللہ ناروے

Søren Bulls vei 1

1051 OslO

Tlf: +47 22322746

FAX: +47 22320211

فہرست مضامین

اداریہ	2
القران الکریم	3
حدیث	4
خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 24 مئی 2013ء	5
خلافت کی اہمیت و برکات	6
خلفاء کی قبولیتِ دُعا کے اعجاز	8
نظم	15
حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ اور اطاعتِ امام	16
''اِک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ''	19
نظم	22
حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی تحریک نصرت جہاں سکیم اور اس کے ثمرات	23
نظم	25
خلافتِ رابعہ میں ہجرت کے اثمار	26
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ امن کے پیامبر	29
لجنہ عہد	32
''خونِ شہیدانِ اُمّت کا اے کم نظر''	33
حضور کے ساتھ لجنہ اماء اللہ برطانیہ کے سوال وجواب	36
روزہ کی اہمیت	38
پکوان	40
صحت	41
یادرفتگان	42
دعائیہ اعلانات	44
اردو کا صفحہ	45
ناصرات کا صفحہ (شمسہ خالد اور مدیحہ محمود)	46

اداریہ

دسمبر 1907ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا۔ "ستائیس کو ایک واقعہ"

اس الہام کے پانچ ماہ بعد ایک عظیم الشّان واقعہ رُونما ہوا۔ یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں تھا۔ اِس واقعہ کی خبر خُداوند کریم نے پہلے سے ہی دے رکھی تھی۔ اُس دن امام مہدی علیہ السلام کے بعد عالمگیر غلبۂ اِسلام کے لیے ایک آسمانی نظام کی بنیاد رکھی گئی۔ 27 مئی کو الہام کے مطابق جماعتِ احمدیہ میں نظامِ خلافت قائم ہوا۔ سورۃ النّور کی آیتِ استخلاف میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے خلافت کا وعدہ کرتے ہوئے اِنہیں یقین دلایا ہے کہ خلافت کے ذریعہ مومنوں کی خوف کی حالت کو ضرور اَمن کی حالت میں بدل دے گا۔

نبی اُس وقت آتا ہے جب دُنیا خرابی اور فساد سے بھر چکی ہوتی ہے اور ہر طرف شِرک اور ظُلمت کا دور دورہ ہوتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی پہلی قدرت کی صورت ظاہر ہوتا ہے۔ اُس کے ذریعہ مومنوں کی ایک جماعت قائم ہوتی ہے۔ نبی کی وفات کے بعد حالات بہت تشویشناک ہوتے ہیں۔ دُنیا سمجھتی ہے کہ نبی کی وفات کے ساتھ ہی وہ مشن یا وہ جماعت ختم ہو جائیگی۔ دشمن تابڑ توڑ حملوں کے ذریعے سے نبی کے لگائے ہوئے ننھے سے پودے کو جڑ سے اُکھیڑ پھینکنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ وقت مومنوں کے لئے خوف کا وقت ہوتا ہے۔ تب خُدا تعالیٰ مومنوں کی جماعت میں خلافت کا نظام قائم کرتا ہے اور اُن کی خوف کی حالت کو امن میں تبدیل کر دیتا ہے۔

آخرین کے اِس دور میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام کے بعد اپنے وعدہ کے مطابق جماعت احمدیہ کو خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ کے عظیم الشّان نظام سے نوازا ہے۔ اپنی زندگی میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو تسلّی دیتے ہوئے اس کی بشارت دی تھی۔

جماعت احمدیہ کی تاریخ اس امر پر گواہ ہے کہ قدرتِ ثانیہ یعنی خلافتِ احمدیہ کی قیادت میں جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ترقی کی بُلند سے بُلند تر منزلیں طے کرتی چلی جا رہی ہے۔ تبلیغِ اسلام، تعلیم اور بے لوث خدمتِ انسانیّت کے میدان میں جماعت کی خدمات کا ساری دُنیا اعتراف کر رہی ہے۔ محبّت، پیار اور امن و سلامتی کا پیغام آج ساری دُنیا میں خلافت کے بابرکت نظام کے ذریعہ پھیل رہا ہے۔

ایم ٹی اے اور دیگر الیکٹرونک روابط کے ذریعہ اللہ کی اَمانت کو دُنیا کے ہر کونے پہنچایا جا رہا ہے۔ دُنیا کی ہر زبان میں لٹریچر شائع کیا جا رہا ہے۔ ستّر سے زائد زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم تیار ہو کر شائع ہو چکے ہیں۔ جماعت خلافت کے بابرکت سایہ میں 204 سے زائد ممالک میں منظّم اور مستحکم ہو چکی ہے۔ احمدیوں کی تعداد دُنیا میں کروڑوں تک جا پہنچی ہے۔ اور **یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا** کا ایمان اَفروز نظارہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

1934ء میں احرار کا فتنہ اُٹھا۔ اُن کا خیال تھا کہ جماعت احمدیہ کا نام و نشان مٹا دیا جائے گا۔ 1947ء میں قادیان سے پاکستان کی ہجرت اور بے سروسامانی، 1947ء میں جماعت کے خلاف ملک گیر ہنگامے، اور 1974ء کے فسادات قتل و غارت گری کے بعد جماعت کے خلاف حکومت کی قانون سازی، 1984ء میں رسوائے زمانہ آرڈیننس کا اِجراء اور پاکستان کے فوجی ڈکٹیٹر کا اعلان کہ وہ احمدیت کو ختم کر کے دم لے گا، اِن مصائب و آلام سے جماعت جس مومنانہ استقامت کے ساتھ گزری ہے اور ہر خوف کی حالت امن میں تبدیل ہوتی رہی ہے۔ یہ سب خلافت کی برکت ہی تو تھی۔ خُدا تعالیٰ نے جماعتِ احمدیہ کو خلافت کے انعام سے سرفراز کیا ہے۔ وہ خلیفۂ وقت کو قبولیتِ دُعا کا اعجاز بھی عطا کرتا ہے۔ **حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا:** ''اللہ تعالیٰ جس کسی کو منصبِ خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اُس کی دُعاؤں کی قبولیّت کو بڑھا دیتا ہے۔''

اگر ہم چاہتے ہیں کہ خلافت کی برکات سے مُستفید ہوں تو ہمیں اپنے پیارے خلیفہ سے محبت اور اطاعت کا ذاتی تعلق پیدا کرنا ہوگا۔ خلافت سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ نہ صرف خلیفۂ وقت کی اطاعت کی جائے بلکہ نظامِ خلافت کی طرف سے قائم کردہ نظامِ جماعت اور اُس کے ایک ایک عہدیدار کی اطاعت کرنا ہم اپنا فرض اَوّلین خیال کریں۔

اے خُدا تُو ہمیں اِس کی توفیق عطا فرما کہ ہم خلیفۂ وقت کی اطاعت کرتے ہوئے مُحبّت اور پیار کے ساتھ نظامِ خلافت کی بھی تعاون کریں۔ اور زندگی کے آخری سانس تک وفا کے عہد کو نبھاتے چلے جائیں۔ آمین

القرآن کریم

سورۃ الصّف

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ
اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ
مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ
وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ
اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا
هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝٧

۷۔اور (یاد کرو) جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل! یقیناً میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔اس کی تصدیق کرتے ہوئے آیا ہوں جو تورات میں سے میرے سامنے ہے اور ایک عظیم رسول کی خوشخبری دیتے ہوئے جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔پس جب وہ کھلے نشانوں کے ساتھ ان کے پاس آیا تو انہوں نے کہا یہ تو ایک کھلا کھلا جادو ہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ
الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ ؕ
وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝٨

۸۔اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جُھوٹ گھڑے حالانکہ اُسے اسلام کی طرف بلایا جا رہا ہو۔اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ
وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝٩

۹۔وہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں حالانکہ اللہ ہر حال میں اپنا نور پورا کرنے والا ہے خواہ کافر ناپسند کریں۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ
الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ
الْمُشْرِكُوْنَ ۝١٠ ع ۱ ۱۰ ۹

۱۰۔وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اُسے دین (کے ہر شعبہ) پر کلیۃً غالب کردے خواہ مشرک بُرا منائیں۔

(اردو ترجمہ بیان فرمودہ حضرت مرزا طاہر احمد)

حدیث نبوی ﷺ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے سنا ''سب اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے اور ہر انسان کو اس کی نیت کے مطابق ہی بدلہ ملتا ہے پس جس شخص نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی خاطر ہجرت کی (اور ان کی خوشنودی کے لئے اپنے وطن اور خواہشات کو ترک کیا) اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لئے ہی ہوگی لیکن جس نے دُنیا حاصل کرنے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی خاطر ہجرت کی تو اس کی ہجرت کی غرض خدا تعالیٰ کے نزدیک بھی یہی سمجھی جائے گی اور ثواب میں سے اس کو کچھ نہیں ملے گا۔'' (حدیقۃ الصالحین صفحہ 1)

کلام الامام

ارشاد سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام:

''اے حق کے بھوکو اور پیاسو! سن لو کہ یہ وہ دن ہیں جن کا ابتداء سے وعدہ تھا۔ خدا ان قصوں کو بہت لمبا نہیں کرے گا اور جس طرح تم دیکھتے ہو کہ جب ایک بلند مینار پر چراغ رکھا جائے تو دُور دُور تک اس کی روشنی پھیل جاتی ہے اور یا جب آسمان کے ایک طرف بجلی چمکتی ہے تو سب طرفیں ساتھ ہی روشن ہو جاتی ہیں۔ ایسا ہی اِن دنوں میں ہوگا۔ کیونکہ خدا نے اپنی پیشگوئی کے پورا کرنے کے لیے کہ مسیح کی منادی بجلی کی طرح دنیا میں پھر جائے گی یا بلند مینار کے چراغ کی طرح دُنیا کے چار گوشہ میں پھیلے گی زمین پر ہر ایک سامان کر دیا ہے اور ریل اور تار اور اگن بوٹ اور ڈاک کے احسن انتظاموں اور سیر و سیاحت کے سہل طریقوں کو کامل طور پر جاری فرما دیا ہے۔ سو یہ سب کچھ پیدا کیا گیا تا وہ بات پوری ہو کہ مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت بجلی کی طرح ہر ایک کنارہ کو روشن کرے گی۔ اور مسیح کا منارہ جس کا حدیثوں میں ذکر ہے دراصل اس کی بھی یہی حقیقت ہے کہ مسیح کی ندا اور روشنی ایسی جلد دُنیا میں پھیلے گی جیسے اُونچے مینار پر سے آواز اور روشنی دُور تک جاتی ہے۔ اس لیے ریل اور تار اور اگن بوٹ اور ڈاک اور تمام اسباب سہولت تبلیغ اور سہولت سفر مسیح کے زمانہ کی ایک خاص علامت ہے جس کو اکثر نبیوں نے ذکر کیا ہے۔ اور قرآن بھی کہتا ہے وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ (التکویر: آیت ۵) یعنی عام دعوت کا زمانہ جو مسیح موعود کا زمانہ ہے وہ ہے جب کہ اونٹ بے کار ہو جائیں گے۔ یعنی کوئی ایسی نئی سواری پیدا ہو جائے گی جو اونٹوں کی حاجت نہیں پڑے گی۔ اور حدیث میں بھی ہے کہ یُتْرَکُ الْقِلَاصُ فَلَا یُسْعٰی عَلَیْھَا۔ یعنی اس زمانہ میں اونٹ بے کار ہو جائیں گے۔ اور یہ علامت کسی اور نبی کے زمانہ کو نہیں دی گئی۔

سو شکر کرو کہ آسمان پر نور پھیلانے کے لئے تیاریاں ہیں۔ زمین میں زمینی برکات کا ایک جوش ہے یعنی سفر اور حضر میں اور ہر ایک بات میں وہ آرام تم دیکھ رہے ہو جو تمہارے باپ دادوں نے نہیں دیکھے۔ گویا دنیا نئی ہوگئی۔ بے بہار کے میوے ایک ہی وقت میں مل سکتے ہیں۔ چھ مہینے کا سفر چند روز میں ہو سکتا ہے۔ ہزاروں کوسوں کی خبریں ایک ساعت میں آسکتی ہیں۔ ہر ایک کام کی سہولت کے لئے مشینیں اور کلیں موجود ہیں۔ اگر چاہو تو ریل میں یوں سفر کر سکتے ہو جیسے گھر کے ایک بستان سرائے میں۔ پس کیا زمین پر ایک انقلاب نہیں آیا؟ پس جب کہ زمین پر ایک عجوبہ نما انقلاب پیدا ہو گیا اس لئے خدائے قادر چاہتا ہے کہ آسمان میں بھی ایک عجوبہ نما انقلاب پیدا ہو جائے اور یہ دونوں مسیح کے زمانہ کی نشانیاں ہیں۔'' (گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، روحانی خزائن جلد ۱۷ مطبوعہ لندن، صفحہ ۱۵ تا ۱۷)

خلافت کے انعام سے فیض پانے، اعمال صالح بجالانے اور عبادت واطاعت کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی تلقین

یقیناً اللہ کی تقدیر یہی ہے کہ خلافت احمدیہ کا سلسلہ دائمی ہے

یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا، تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو، یہ بیج بڑھے گا، پھولے گا اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 24 مئی 2013ء کو بیت النور کیلگری کینیڈا میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو کہ مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے پر براہِ راست نشر کیا گیا، حضور انور نے خطبہ کے آغاز میں سورۃ النور کی آیات 52 تا 57 کی تلاوت وترجمہ کے بعد فرمایا کہ 27 مئی کا دن جماعت احمدیہ میں یوم خلافت کے طور پر منایا جاتا ہے۔ حضور انور نے اس دن کی اہمیت بیان کی۔ خلافت کے قیام کی بابت آنحضرت ﷺ کی حدیث کی تشریح وتوضیح بیان کی اور فرمایا کہ رسالہ وصیت میں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اس دُنیا سے رخصت ہونے کی خبر دی وہاں جماعت کی روحانی، مالی اور انتظامی طریق کار کو بھی واضح فرما دیا اور اس کے قائم ہونے اور ہمیشہ رہنے کی خبر دی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ میں جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم گذشتہ 105 سال سے اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کو پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ جماعت پر مختلف دور آئے لیکن جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی ترقی کی منازل پر بڑی تیزی سے آگے بڑھتی چلی جارہی ہے۔ خلافت احمدیہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائیدات کا سلسلہ مسلسل جاری ہے۔ پیشگوئی کے مطابق خلافت کا یہ سلسلہ دائمی ہے۔ یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے اور آئندہ بھی یہ نظام اللہ تعالیٰ کے فضل سے جاری رہے گا۔

حضور انور نے فرمایا کہ تلاوت کی گئی آیات میں خلافت سے فیض پانے والوں کی بعض نشانیاں بتائی گئی ہیں وہ سمعنا واطعنا پر عمل پیرا ہوتے ہیں، وہ اپنے معاملات خدا اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلوں کے مطابق طے کرتے ہیں۔ ضمناً فرمایا کہ خلیفہ وقت کی نمائندگی میں جماعت کے کارکن اور عہدیدران اگر خدا تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے اور تقویٰ سے کام لیتے ہوئے فیصلے نہیں کریں گے یا اپنے مفوضہ کام سرانجام نہیں دینگے تو وہ خلیفہ وقت کو بھی بدنام کر رہے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے آگے خود بھی گنہگار بن رہے ہونگے اور خلیفہ وقت کو بھی گنہگار بنا رہے ہوں گے۔ پس خاص طور پر قاضی صاحبان، عہدیدران اور امراء جن کے سپرد فیصلوں کی ذمہ داری بھی ہے ان کو انصاف پر قائم رہتے ہوئے خلافت کی مضبوطی کا باعث بننے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ورنہ وہی لوگ جو بظاہر عہدیدار ہیں خلافت اور نظام جماعت کی جڑیں کھوکھلی کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ فرمایا کہ ہم ہر اجتماع پر عہد تو کرتے ہیں کہ خلیفہ وقت جو بھی معروف فیصلہ فرمائیں گے اس کی پابندی کرنی ضروری سمجھیں گے لیکن بعض چھوٹی چھوٹی باتوں کی بھی پابندی نہیں کرتے بلکہ قرآن کے جو احکامات ہیں ان کی بھی پابندی کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ حضور انور نے بعض مستورات کے پردہ کی حکم عدولی کی مثال دی۔ فرمایا نماز ایک بنیادی حکم ہے لیکن اس میں ہمارے اچھے بھلے کارکن بھی سستی دکھا جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میری بیعت کچھ فائدہ نہیں دے گی اگر اس کے ساتھ عمل صالح نہیں۔

حضور انور نے فرمایا خلافت کا وعدہ مشروط ہے جب یہ شرطیں پوری ہوں گی تو پھر تمکنت بھی حاصل ہوگی اور خوف کی حالت بھی امن میں بدلتی جائے گی۔ افراد جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ تقویٰ پر چلنا، نمازوں کا قیام اور مالی قربانی میں بڑھنا انہیں خلافت کے فیض سے فیضاب کرتا چلا جائے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر تمہاری زندگی اور تمہاری موت اور تمہاری ہر ایک حرکت اور تمہاری نرمی اور گرمی محض خدا تعالیٰ کے لئے ہو جائے گی اور ہر ایک تلخی اور مصیبت کے وقت تم خدا کا امتحان نہیں کرو گے اور تعلق کو نہیں توڑو گے بلکہ آگے قدم بڑھاؤ گے تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم خدا کی خاص قوم ہو جاؤ گے۔ خدا کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ، کینہ پروری سے پرہیز کرو اور بنی نوع سے سچی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ۔ ہر ایک نیکی کی راہ اختیار کرو نامعلوم کس راہ سے تم قبول کئے جاؤ۔

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سب کا خلافت احمدیہ سے سچا اور وفا کا تعلق قائم فرمائے۔ اطاعت اور عبادتوں کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ خلافت کے انعام سے ہمیشہ فیضاب ہوتے رہیں۔ آمین (روزنامہ الفضل 29 مئی 2013ء)

خلافت کی اہمیت و برکات

(عتیقہ خلیل صاحبہ مجلس بیت النصر)

جہاں تک انسانی معاشرہ میں نظام کا تعلق ہے، یہ دُنیا کے ہر خطہ، ہر ملک اور ہر قبیلہ میں موجود ہے اور اس کا ہر جگہ ہونا اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ یہ واقعی فطرت کی آواز ہے۔ لیکن ان نظاموں میں آئے دن پیدا ہونے والی گڑبڑ اور تبدیلیاں، برپا ہونے والے انقلابات اور رونما ہونے والے فسادات کی وجہ سے، اس بات پر یقین آجاتا ہے کہ یہ حقیقی نظام نہیں ہیں۔ ان میں مرکزیت کی وہ فطری رُوح نہیں ہے جو خدا تعالیٰ کی منشاء کے مطابق ہے۔

خدا تعالیٰ تو چاہتا ہے کہ بنی نوع انسان پرسکون زندگی بسر کرے پورے اطمینان کے ساتھ اس دُنیا میں رہے۔ اس نقطہء نظر کو سامنے رکھ کر جب ہم ساری دُنیا میں مختلف نظاموں کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں اس سوال کا جواب صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب قرآن کریم میں ملتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

ترجمہ۔ اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا اور جو دین اُس نے اِن کے لیئے پسند کیا ہے وہ اِن کے لیئے مضبوطی سے قائم کردے گا اور اِن کے خوف کے بعد وہ اِن کو امن کی حالت میں بدل دے گا اور وہ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔ (سورۃ النور)

لغت کی رو سے خلافت کے معنی جانشینی کے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں، خلیفہ کے معنی جانشینی کے ہیں جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانے کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اِس کو دور کرنے کے واسطے، جو اِن کی جگہ آتے ہیں اِن کو خلیفہ کہتے ہیں۔ پس خلافت نبوت کی جانشینی ہے اور خلیفہ نبی کے شروع کیئے ہوئے مشن کو خدا تعالیٰ سے راہنمائی حاصل کرکے نبی کی نشان کردہ راہوں پر چلتے ہوئے آگے سے آگے بڑھاتا، اور نہ صرف اِس کے تشنہ تکمیل منصوبوں اور سکیموں کو تکمیل تک پہنچاتا ہے بلکہ اس کی بعثت کی غرض کو پورا کرنے کی خاطر وہ نئے پروگراموں اور منصوبوں کی بناء بھی ڈالتا ہے اور اس طرح سے تجدید دین کرتا ہے اور اپنے فرائض کو پوری شدت، جوش وخروش اور تیزی کے ساتھ ادا کرتا ہے۔ کیونکہ لفظ خلیفہ مبالغہ کا صیغہ ہے خلافت حقہ کا تصور، جو خدا تعالیٰ کی طرف سے قائم ہوتا ہے اور جو دُنیا کے ہر نظام سے ہر پہلو میں کہیں بہتر اور زیادہ موثر ہے۔

خلافت کی برکات بنیادی اور اصولی طور پر دو طرح کی ہوتی ہیں۔ 1۔ تمکنت دین 2۔ ازالہ خوف

دین کی اشاعت اس کی وسعت، اس کا استحکام، فتوحات، منظّم

اور مربوط طور پر اس کی عمارت کو بلند کرنا اور یہ سب باتیں جو بعد میں آنے والے خلفاء کے زمانے میں پوری ہوتی ہیں وہ خلافت کی برکات ہوتی ہیں۔اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ کو آپ کے دورِ خلافت کی ابتداء میں فرمایا۔

''مبارک ہو قادیان کی غریب جماعت! خلافت کی رحمتیں اور برکتیں تم پر نازل ہوتی ہیں۔''

خلیفہ وقت کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسا ولولہ اور ایسی اُمنگ عطا ہوتی ہے کہ وہ اس کی بدولت تمکنت دین کے لیئے ہر قسم کے نامساعد حالات کے باوجود کسی بھی ضروری اقدام کرنے سے گریز نہیں کرتے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا۔

امام اور خلیفہ کی ضرورت یہی ہے کہ ہر قدم پر جو مومن اٹھاتا ہے اُس کے پیچھے اُٹھاتا ہے اپنی مرضی اور خواہشات کو اُس کی مرضی اور خواہشات کے تابع کرتا ہے اپنی تدبیروں کو اس کی تدبیروں کے تابع کرتا ہے اپنے ارادوں کو اُس کے ارادوں کے تابع کرتا ہے۔پس کامیابی اُسی کو ملتی ہے جو اپنے آپ کو مکمل طور پر خلافت سے وابستہ رکھتا ہے کامیابی اُسے ملتی ہے جو اپنا سب کچھ خلافت پر نثار کرتا ہے کامیابی اُسے ملتی ہے جو خلیفہ وقت کی دُعائیں حاصل کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصبِ خلافت سے سرفراز کرتا ہے تو اُس کی دُعاؤں کی قبولیت کو بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دُعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔

پس خدا تعالیٰ خلیفہ وقت کو ایسی غیر معمولی شجاعت و بہادری اور اس کے ساتھ ایسی فراست عطا فرماتا ہے کہ اگر ہر شخص اس کے ساتھ کامل فرمانبرداری کا نمونہ دکھادے تو ہر قسم کی مشکلات اور آفات و مصائب کے بادل دیکھتے ہی دیکھتے چھٹ جاتے ہیں۔

پس آج جماعت احمدیہ کا ہر بچہ، بوڑھا اور نوجوان اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی اس بارے میں فعلی شہادت گزشتہ ایک صدی سے پوری ہوتی دیکھی ہے اور دیکھ رہا ہوں اور نہ صرف احمدی بلکہ غیر از جماعت بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔گزشتہ مثالیں تو بہت ساری ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی وفات کے بعد پھر حضرت مصلح موعودؓ کی وفات کے بعد، پھر خلافت خامسہ کے انتخاب کی کاروائی ایم ٹی اے پر دیکھ کر، جو ایم ٹی اے پر دکھائی گئی تھی۔مخالفین نے یہ اعتراف کیا کہ تمہارے سچے ہونے کا تو ہمیں پتہ نہیں لیکن یہ بہر حال پتہ لگ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت تمہارے ساتھ ہے۔تو بہر حال یہ اللہ تعالیٰ کا جماعت احمدیہ پر بہت بڑا احسان ہے اور اس کی نعمت ہے جس کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے اور یہ شکر ہی ہے جو اس نعمت کو بڑھاتا چلا جائے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

''یعنی اگر تم شکر گزار بنے رہو تو میں اور بھی زیادہ دوں گا اس نعمت کے جو افضال ہیں ان سے میں تمہیں بھرتا چلا جاؤں گا۔''

پس خلافت ایک عظیم نعمت ہے اور اس کی عظمت ہم پر بہت بڑی ذمہ داریاں بھی ڈالتی ہیں اور وہ یہ ہے کہ ہم خلافت کے قائم رکھنے کی پوری کوشش کریں اور اس کے لیئے ہر ممکن قربانی سے کبھی بھی اور ذرہ بھر بھی گریز نہ کریں لیکن یہ تو اسی وقت ہوسکتا ہے جب ہم میں سے ہر ایک کے دل میں خلافت کا پیار اور محبت کوٹ کوٹ کر بھر جائے۔اور خلافت سے سچے پیار اور تعلق کی کنجی ،خلافت جوبلی کی دُعاؤں اور اطاعت کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے اللہ تعالیٰ ہمیں خلافت سے سچا اور حقیقی تعلق قائم کرنے کی توفیق دے۔آمین

خلفاء کی قبولیتِ دُعا کے اعجاز

اللہ تعالیٰ کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں خلافت کی نعمت سے نوازا ہے چونکہ خلیفہ خُدا بناتا ہے۔اس لئے وہ اس کی دُعاؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہے۔اُس کے دِل میں جماعت کی محبت ڈالتا ہے اور جماعت کے لوگوں کو بھی اُس کی محبت سے سرشار کر دیتا ہے۔

خلیفۃ المسیح کی دُعا کی قبولیت کے چند واقعات قارئین کی خدمت میں اِزدیادِ ایمان کے لئے پیش کئے جا رہے ہیں:۔

محترمہ طاہرہ زرتشت صاحبہ تحریر کرتی ہیں:۔

یہ واقعہ چند ہی دن پیشتر کا ہے۔میرے میاں جماعتی کام سے نارتھ کیپ گئے ہوئے تھے۔شام کے وقت ہماری چھوٹی بیٹی حبۃ الرحمٰن کا فون آیا اور اس نے بتایا کہ اُس کے بیٹے عفّان کی طبیعت اچانک بگڑ گئی ہے۔اُس کی تشویشناک حالت کے پیشِ نظر ایمبولینس میں لے کر ہسپتال جا رہی ہوں۔وہ روتی جا رہی تھی کہ بہت دُعا کریں اور جس قدر جلدی ہو سکے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دُعا کی درخواست لکھ کر فیکس کر دیں۔میں نے پوچھا بچے کو کیا ہوا ہے؟ ابھی چند گھنٹے پہلے جب میں آپ سے بات کر رہی تھی تو وہ بالکل ٹھیک تھا۔ تھا۔وہ میری بات کا جواب نہ دے سکی۔وہ روتی جا رہی تھی کہ آپ خود بھی دُعا کریں اور جس قدر جلد ممکن ہو۔حضور کی خدمت میں دُعا کی فیکس کر دیں کیونکہ عفّان کی حالت خطرے میں ہے۔

لہٰذا اُسی وقت عاجزہ نے حضورِ انور کی خدمت میں ایک عریضہ دُعا کی غرض سے فیکس کر دیا اور خود بھی دُعا میں لگ گئی۔ بچے کو ایمرجنسی وارڈ میں داخل کیا گیا۔کوئی چیز اس کے اندر ٹھہر نہیں رہی تھی۔مسلسل قے کر کے نڈھال اور بے ہوش ہو چکا تھا۔

بہرحال میں روزانہ حضورِ انور کی خدمت میں تازہ صورت حال تحریر کرتے ہوئے دُعا کی درخواست کرتی رہی۔چوتھے دن بتایا گیا کہ آج بچے کو بے ہوش کر کے کوئی ٹیسٹ لینا ہے۔ ڈاکٹروں نے بتایا کہ بسا اوقات بعض بچے اِسی بے ہوشی کی حالت میں چل بستے ہیں۔چنانچہ بہت پریشانی میں حُضورِ انور کی خدمت میں ایک اور درخواست فیکس کی۔

چند گھنٹوں کے بعد مجھے میری بیٹی کا فون آیا اور اُس نے بتایا کہ بچّہ بے ہوشی کے بعد بہت جلد ہوش میں آ گیا۔اور اتنی جلدی ہوش میں آنا ڈاکٹروں کے لئے باعثِ حیرت تھا۔جب اُسے اپنے کمرے میں واپس لایا گیا تو بجائے لیٹنے اور رونے کے اُن کے ہاتھوں میں بیٹھا مسکرا رہا تھا۔مزید چیک اَپ کے بعد ڈاکٹروں نے بتایا کہ تمام خدشات اور خطرات دُور ہو چکے ہیں اور بتایا کہ ہم حیران ہیں کہ بیماری کے سلسلہ میں ہمیں جو شکوک تھے۔ٹیسٹ کے رزلٹ میں اُن کا نشان تک بھی نہیں ہے۔ بالآخر ایک ہفتہ کے بعد اِس بچّہ کو ہسپتال سے فارغ کر دیا گیا۔ بچے کی اِس بیماری کے دوران ہمارے پیارے آقا اِس بچے کی

صحت کے لئے دُعا کرتے رہے۔ ایک دن عاجزہ کو اس کی حالت کے متعلق اطلاع دینے میں کوتاہی ہوگئی تو حضُور اِنور نے اپنے ایک سٹاف ممبر کے ذریعہ بذریعہ فون بچّے کی حالت کے بارے میں دریافت فرمایا۔ ہمارے جان سے پیارے خلیفۃ المسیح کا محبّت، پیار اور شفقت کا سلوک اور خلیفۂ وقت کی استجابتِ دُعا کا اعجاز جماعت کا ہر فرد خود مشاہدہ کرتا ہے۔

دوسرا واقعہ خلافتِ رابعہ کے دور کا ہے:۔

ہم اُن دِنوں اوسلو کے ایک مضافاتی علاقے ہولملیا میں رہائش پذیر تھے۔ ہمارے آس پاس نارویجن اور پاکستانیوں کے علاوہ کچھ کُرد اور ٹرکش خاندان بھی آباد تھے۔

ایک کُرد فیملی جو ہمارے گھر کے قریب ہی رہائش رکھتی تھی۔ اُن کی تین بیٹیاں تھیں جو میری بچیوں کی ہم عمر تھیں۔ یہ بچیاں اکثر مل کر کھیلا کرتی تھیں۔ اُن کی ایک بیٹی کے پاؤں میں تکلیف تھی وہ اکثر چلتے چلتے یا کھیلتے ہوئے تکلیف کی وجہ سے بیٹھ جاتی۔ ہماری بیٹی دُرِّثمین نے ایک دن ہمیں بتایا کہ اِس لڑکی کے پاؤں میں تکلیف زیادہ ہوگئی ہے۔ اُس کے پاؤں کا انگوٹھا بالکل ڈیڈ ہو چکا ہے۔ جس کی وجہ سے باقی پاؤں میں بھی تکلیف کے پھیلنے کا اندیشہ ہے۔ ڈاکٹروں نے کہا ہے۔ اِس پاؤں کو کاٹنا پڑے گا ورنہ آہستہ آہستہ ساری ٹانگ ہی بے کار ہو جائی گی۔ اُس بچّی کی والدہ نے بھی جب اِس تکلیف کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا تو میں نے اُنہیں بتایا کہ ہمارے پیارے خلیفۃ المسیح دُعا بھی کرتے ہیں اور ہومیو پیتھی ادویات کے ساتھ علاج بھی تجویز کرتے ہیں۔ اگر آپ کو اعتراض نہ ہو اور آپ کو اِنشراحِ قلب ہو تو ہومیو پیتھی دوائی کا اِنتظام ہوسکتا ہے۔ نیز ہم اپنے خلیفہ کی خدمت میں دُعا کے لئے خط بھی لکھ دیں گے۔ ہمیں یقین ہے کہ خدا تعالیٰ اُن کی دُعا کو قبول فرماتے ہوئے اللہ نے چاہا تو شفا ہو جائے گی۔ وہ خاتون کہنے لگیں۔ ہم کافی دیر سے اس بچّی کا علاج کروا رہے ہیں مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اگر ہماری بچی کو شفاء ہو جائے تو اس سے بڑی خوشی کی بات ہمارے لئے کیا ہو سکتی ہے۔

چنانچہ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں دُعا کے لئے خط لکھا اور حضُور کا تجویز کردہ ہومیو پیتھی دوائی کا ایک نسخہ تیار کر کے اُس بچی کو دیا۔ کچھ عرصہ اُس بچّی نے وہ دوائی کھائی۔ آہستہ آہستہ اس کی اِنفیکشن بالکل ختم ہوگئی اور ایک دن وہ ہمارے گھر آئی خوشی سے پھُولی نہیں سما رہی تھی۔ اُس نے اپنا پاؤں دکھایا اور وہ انگوٹھا جو مُردہ ہو چکا تھا اب حرکت کر رہا تھا۔ چند دنوں میں وہ مکمل شفاء یاب ہوگئی۔ اُس کی والدہ کی خوشی و مسرت دیدنی تھی اور وہ اکثر خلیفۃ المسیح الرابع کو اپنا سلام لکھوایا کرتی تھی۔ یہ خلیفۃ المسیح کی استجابتِ دُعا کا ایک ایسا اعجاز تھا جسے ایک کٹر غیر احمدی خاندان نے مشاہدہ کیا۔

محترمہ سیّدہ بشریٰ خالد صاحبہ تحریر کرتی ہیں:۔

خاکسار کی زندگی خلافت کی برکتوں سے بھری پڑی ہے۔ اپنی صحت اور جماعتی ذمہ داری کی وجہ سے میں نے اپنی جاب 50% کم کر دی۔ ادارے نے مجھے بلایا اور کہا کہ آپ کوئی آسان جاب ڈھونڈیں اور کام کریں ورنہ پیسے بند کر دیں گے۔ میں نے حضور اِنور کی خدمت میں ساری تفصیل دُعا کی غرض سے لکھی اور خاص طور پہ اس بات کی درخواست کی کہ اللہ میرے چندے میں کمی نہ کرے۔ پیارے آقا کا محبت بھرا دُعائیہ خط آیا کہ اللہ

آپ کی تمام پریشانیاں دُور کرے اور اپنے فضلوں سے نوازے غلامِ مسیح الزماں کی دُعا کا تیر چلا۔ مجھے دوبارہ میٹینگ پے بلایا گیا میری شیف میرے ساتھ گئی۔ اللہ اس بات پہ گواہ ہے کہ میٹینگ میں میری شیف میری تائید میں بولتی رہی کہ اس کو زیادہ کام پہ زور نہ دیں ورنہ یہ جو ہمارے پاس 50% کام کرتی ہے اس سے بھی رہ جائے گی۔ حیرت اس وقت مجھے زیادہ ہوئی جب ادارے کی ممبر نے جو پچھلی میٹینگ میں بہت سختی سے بول رہی تھی، نہایت نرمی سے کہنے لگی کہ میں نے بھی اس بات پہ غور کیا ہے کہ اس کو پریشان نہیں کرنا چاہیے۔ میں اس کا کیس آگے خود بھیجوں گی اور اس کے پیسے بھی بند نہیں کروں گی۔ اللہ گواہ ہے جو خاکسار ایک لفظ اپنی حمایت میں بولی ہو۔ ایسا لگتا تھا کہ اللہ نے خلیفہ وقت کی دُعا سے دو فرشتے مقرر کر دیے تھے جو میرے حق میں بول رہے ہیں۔ مجھے آج تک یاد نہیں کہ میں نے حضورِ انور کی خدمت میں کسی کام کی غرض سے دُعائیہ خط لکھا ہو اور وہ کام نہ ہوا ہو۔ اللہ میرے آقا کی صحت و عمر میں برکت عطا کرے۔ آمین

محترمہ اَمتہ القدوس قدسیہ صاحبہ تحریر کرتی ہیں:۔

یوں تو ہر احمدی کی زندگی خلافت سے دلی وابستگی کی وجہ سے ایسے معجزات سے بھری پڑی ہے کہ کسی بھی تکلیف، پریشانی یا کسی مسئلہ کے موقع پر خدا پر بھروسہ کرتے ہوئے خلیفہ وقت کو دُعا کا لکھا ہو اور خط پوسٹ کرنے سے پہلے ہی قبولیت کی گھڑی شروع ہو جاتی ہے۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔ لیکن آج میں آپکو دو ایسے واقعات قبولیت دُعا کے بتاؤں گی جن سے ظاہر ہوگا کہ وہ غیر از جماعت بہنوں نے بھی کس طرح خلافت کی برکات سے فائدہ اٹھایا۔

یہ 2010ء کی بات ہے۔ میری ایک غیر احمدی دوست راستے میں مجھے ملی۔ وہ اپنے میاں کے ویزے کی وجہ سے بہت پریشان تھی۔ اس کے وکیل نے جواب دے دیا تھا۔ پولیس کی تحقیقات ہو رہی تھی اور کچھ ہی دنوں میں اسے جواب آ جانا تھا کہ اسکے میاں کو یہاں ناروے سے واپس جانا ہوگا۔

میں نے اسے اپنے گھر بلایا۔ اور ہم نے بیٹھ کر حضور کی خدمت میں خط لکھا۔ اس نے الگ سے اپنے سارے حالات لکھے اور ساتھ ہی، میں نے بھی دُعا کا خط لکھ کر پوسٹ کر دیا۔ کچھ دنوں بعد اس کی عدالت میں پیشی تھی۔ خدا کا فضل ہو گیا۔ اور عدالت میں جج نے پولیس کو ڈانٹ دیا کہ تم لوگ غلط رپورٹ تیار کر کے لاتے ہو اور ہمارا وقت ضائع کرتے ہو۔ چنانچہ اس وقت تو اس نے کوئی فیصلہ نہ سنایا بلکہ انتظار کرنے کو کہا۔ لیکن بعد میں اس کا کیس منظور ہو گیا۔ اور خدا کے فضل اور خلیفہ وقت کو خط لکھنے اور خلافت کی برکات کی وجہ سے وہ دونوں میاں بیوی ہنسی خوشی اسی ملک میں رہ رہے ہیں۔ وہ لوگ احمدی ہوں نہ ہوں لیکن ان کی شرافت اور عقلمندی اور انسانیت اور امن پسندی اور بزرگوں کا ادب اور خدا اور دُعا پر کامل یقین ہی تھا جس کی وجہ سے خدا نے انہیں آزمائش سے نکالا۔ اب ہماری یہ دُعا ہے کہ خدا انہیں ایسا ایمان اور تقویٰ عطا فرمائے کہ وہ اسلام احمدیت کی سچائی کو سمجھتے ہوئے اس پر ایمان بھی لا سکیں۔ اے اللہ تو ایسا ہی کر۔ آمین۔

یہ دوسرا بالکل تازہ واقعہ ہے۔ ہمارے ایک اور غیر از جماعت فیملی دوست ایک کیس میں پچھلے تین سال پھنسے ہوئے تھے۔ اور وکیلوں اور کورٹ عدالتوں کے چکر میں ہزاروں کرونز خرچ کر چکے تھے۔ جس کی وجہ سے ان کے گھریلو حالات بھی پریشان کن تھے۔ ایک دن میں نے ان سے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں اور اس یقین کیساتھ کہ میں حضور کو دُعا کیلئے لکھوں۔ ہمیں امید ہے کہ خدا ضرور کوئی حل نکالے گا۔ چنانچہ ہم نے حضور کو سارے حالات تفصیل سے لکھے اور دُعا کی درخواست کی۔ ابھی تک ہمیں اس خط کا جواب نہیں آیا۔ لیکن اس خط کے لکھنے کے تقریباً 15 دن بعد ان کی پیشی تھی۔ اور وہ معاملہ جو تین

سالوں سے اٹکا ہوا تھا، اس کا فیصلہ ان کے حق میں ہو گیا۔ اور دوسری پارٹی جو کہ جھوٹا کیس لڑ رہی تھی۔ عدالت نے اس پر ہرجانہ کا دعویٰ بھی کیا۔ اور ان کو بھی ان کی ساری رقم واپس مل جائے گی۔ انشاء اللہ۔ غرض یہ کہ خدا کے فضل اور مسیح زماں کی خلافت کی برکات نے ناممکن کو ممکن کر دکھایا۔

یہ غیر از جماعت خاندان ویسے ہی بہت شریف النفس اور فتنہ وفساد سے دُور رہنے والے لوگ ہیں۔ میں سب پڑھنے والوں سے درخواست کروں گی کہ آپ ان کے لئے دُعا کریں کہ خدا انہیں بھی ایسی بصیرت اور تقویٰ عطا کرے اور اس قبولیت دُعا کے بعد انہیں احمدیت کی سچائی کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق ہو۔ آمین۔ الحمدللہ۔

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے
اے میرے فلسفیو! زورِ دُعا دیکھو تو

محترمہ شمع راحیلہ صاحبہ تحریر کرتی ہیں:۔

یوں تو خدا کے فضل سے بارہا ایسے مواقع آئے۔ کسی مشکل میں پیارے آقا کو دُعا کے لئے خط لکھا تو کبھی تو جواب ملنے پر اور کبھی صرف خط لکھنے کے فوراً بعد ہی خدا تعالیٰ نے مشکل دور فرما دی۔ مگر آج جو واقعہ میں لکھنا چاہتی ہوں وہ الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کی برکت کا ہے جو دو مرتبہ ہوا۔ آج میں ایک کا ذکر کرنا چاہتی ہوں۔

میرے بھائی کا بیٹا چودہ سال پہلے پاکستان سے جرمنی آیا۔ اس کا اسائلم کا انٹرویو پہلی مرتبہ نامنظور ہو گیا۔ پھر اس سال جنوری میں دوبارہ انٹرویو تھا وہ بہت پریشان تھا۔ اُس نے بتایا کہ جب میں جج کے سامنے گیا اور سوال وجواب ہو رہے تھے میرا دھیان اپنی اَلَیْسَ اللّٰہُ کی انگوٹھی کی طرف بار بار جا رہا تھا۔ جج نے مجھ سے پوچھا!! کہ میں اپنے ہاتھ کی طرف بار بار کیوں دیکھ رہا ہوں؟ تو میں نے اُسے بتایا کہ یہ میری انگوٹھی ہے جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام لکھا ہوا ہے۔ اُس نے اِس کا مطلب پوچھا تو میں نے بتایا کہ اُن کی ایک پریشانی کے موقع پر یہ الہام ہوا تھا اور اس کا مطلب بھی بتایا۔ جج نے کہا کہ تجھے اس پر یقین ہے کہ خدا تمہارے ساتھ ہے۔ میں نے جواب دیا کہ مجھے اس پر پورا یقین ہے کہ خدا میرے لئے کافی ہے۔ یہ سن کر جج نے کہا کہ تم آج سے اپنی نئی زندگی شروع کرو جس میں تم اپنے دین پر آزادی سے عمل کر سکتے ہو اور اُس نے کہا کہ تمہیں مبارک ہو۔ بعد میں وکیل نے بھی اُسے مبارک دی اور کہا کہ تمہارا کیس پاس ہو گا۔ حالانکہ جرمنی میں اس طرح وہ کبھی نہیں بتاتے انٹرویو کے کچھ ہفتے بعد وہ خط لکھتے ہیں۔

(جب نیشنل سیکرٹری اشاعت نے مجھے کہا کہ کوئی واقعہ لکھ کر دوں۔ میں نے کہا واقعہ تو ہے۔ جج نے تو میرے بھائی کے بیٹے کو کہہ دیا ہے مگر ابھی تک خط نہیں آیا۔ مجھے نہیں سمجھ آ رہی کہ ابھی لکھ کر دوں یا نہیں۔ اُنھوں نے کہا تم لکھ دو۔ ہو سکتا ہے کہ اسی طرح جواب جلدی آ جائے۔ خدا کا ایسا فضل ہوا کہ ابھی میں نے لکھا نہیں تھا کہ اُس کے تیسرے دن اُس کو عدالت کا خط آ گیا کہ تمہارا کیس منظور ہو گیا ہے۔)

محترمہ عتیقہ ناصر صاحبہ تحریر کرتی ہیں:۔

اللہ تعالیٰ نے پیاری جماعت کو خلافت سے نوازا ہے۔ اسی طرح اس جماعت کے ہر ممبر کا اپنے خلیفہ سے ایک تعلق ہے۔ ہمیں جب کوئی بھی مشکل ہوتی تو اپنے اللہ تعالیٰ کے اور زیادہ قریب ہو جاتے ہیں۔ اس کے آگے جھکتے اور مانگتے ہیں اور ساتھ ساتھ اپنے پیارے خلیفہ جو کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہیں سے دُعا

کی درخواست کرتے ہیں۔میں جو واقعہ بیان کرنا چاہتی ہوں یہ پیارے خلیفۃ المسیح کی دُعا کی برکت کا نتیجہ ہے۔میرا چھوٹا بھائی جس کو شوگر تھی۔شوگر کی وجہ سے اُس کے گردے بھی ختم ہوگئے تھے جن سے اس کا خون صاف ہوتا تھا۔اُس کی طرف سے میری امی جان بہت پریشان تھی اور ہر وقت دُعائیں اور حضور کو خط لکھنا۔۱۹۹۹ء میں جرمنی کے جلسہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ آئے تو امی جان، بھائی اور ابو جان کی ملاقات تھی۔امی جان نے جب حضور کو دیکھا تو بہت زیادہ رونے لگ پڑی اور بار بار ایک ہی جملہ کہتی جاتی تھیں۔حضور میرے بیٹے کے لئے دُعا کریں۔میرے بیٹے کو اللہ تعالیٰ صحت دے۔ پیارے خلیفہ نے جب امی جان کی یہ حالت دیکھی تو بھائی کی صحت کے بارے میں ساری تفصیل پوچھی۔میرے بھائی کو گلے سے لگایا اور امی جان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے اور وہ ضرور آپ کے بیٹے کو صحت دے گا اور اس کی شادی بھی ہوگی۔اُس دن کے بعد میری امی کو تسلی اور اطمینان ہوگیا۔ابو اور امی حضور کو دُعا کے لئے خط لکھتے۔ٹھیک چھ ہفتے بعد میرے بھائی کا اپریشن ہوا۔گردے بھی پڑے اور لبلبہ بھی پڑا۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُس کی شادی بھی ہوئی اور ماشاء اللہ تین بچے ہیں۔میری امی کہتی ہیں یہ سب میرے اللہ تعالیٰ کا فضل اور پیارے خلیفہ کی دُعائیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا۔جزاکم اللہ

محترمہ سیّدہ امتہ السلام عقیل تحریر کرتی ہیں:۔

اپریل 2009 کی بات ہے میرے والد صاحب بہت زیادہ بیمار ہوگئے یہاں تک کہ ڈاکٹرز بالکل نا اُمید ہوگئے۔والد صاحب چونکہ سخت تکلیف میں تھے ان کی حالت ہم سے برداشت نہیں ہورہی تھی۔بہت زیادہ دُعائیں اور صدقات سب کچھ کررہے تھے لیکن کوئی اُمید نظر نہیں آرہی تھی۔اس دوران میں بھی بھی پاکستان گئی ہوئی تھی۔میں نے لنڈن پرائیویٹ سیکرٹری کے آفس فون کیا۔لنڈن قریباً فجر کی نماز کا وقت ہونے والا تھا۔بہت تڑپ اور درد سے خلیفہ وقت کی خدمت میں سیکرٹری صاحب کو دُعا کے لئے درخواست لکھوائی۔صورتحال اس قدر نازک تھی کہ خط یا Fax کا سہارا نہیں لیا جاسکتا تھا۔اس لئے فون پر ہی درخواست پیش کی۔اسی دن یعنی قریباً 2-3 گھنٹوں بعد فضل عمر ہسپتال سے بھائی آئے اور بتایا کہ اب ڈاکٹرز کہہ رہے ہیں کہ شاہ صاحب خطرے سے باہر ہیں۔اور ہمیں سمجھ نہیں آرہی کہ یہ کیسے ہوگیا۔وہاں کے ڈاکٹرز اور ہمارے لئے آج تک والد صاحب کا بچ جانا کسی بڑے معجزے سے کم نہیں۔ماشاء اللہ میرے والد صاحب حیات ہیں ان کی صحت والی لمبی زندگی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

دوسرا واقعہ:۔ ہمارے نارویجن ہمسائے ایک دن غالباً فروری 2014ء کے پہلے ہفتے کی بات ہے میرے میاں صاحب کو گھر کی پارکنگ میں ملے اور کہنے لگے کہ ہم تو بہت زیادہ پریشانی میں ہیں۔قریباً 9 ماہ ہوگئے اپنا مکان سیل کرنے کے لئے لگایا ہوا ہے۔اب تک وہ فروخت نہیں ہوا۔ یہاں بتاتی چلوں کہ ہم اور ہمارے تین ہمسائے اکٹھے ہی قریباً ایک ہی ماہ میں شفٹ ہوئے تھے اور نیا مکان خریدنے سے پہلے کا اس نے اپنا مکان بیچنے کے لئے لگایا ہوا تھا اور اچھے علاقے میں مکان تھا۔اب صورتحال یہ نظر آتی ہے کہ وہ بے بسی کے عالم میں انتہائی نا اُمید ہوکر کہتا ہے کہ ہم نے ارادہ کرلیا ہے کہ ہم یہ والا مکان چونکہ بالکل نیا ہے یہ آسانی سے بک جائے گا اس کو بیچ کر واپس اُسی مکان میں چلے جائیں، کیونکہ اب ہمارے لئے ناممکن ہوگیا ہے دونوں گھروں کے اخراجات برداشت کرنا۔ان کی یہ بات سن کر میرے میاں صاحب بہت پریشان ہوئے اور مجھے فون پہ ساری بات بتائی اور کہنے لگے اس کے لئے دُعا کرو اتنا اچھا ہمسایہ ہمارا اس قدر پریشان ہے۔میں نے بے اختیار اپنے میاں صاحب سے کہا کہ میں ایسا کرتی

ہوں کہ ابھی حضور کو خط لکھتی ہوں۔اللہ تعالیٰ ان کی پریشانی دُور کردے گا۔

وہ ایسا کوئی قبولیت کا وقت تھا کہ میں اتنی عاجز اور ست،فوراً حضور کو خط لکھنے بیٹھ گئی اور ساری تفصیل خلیفہ وقت کی خدمت میں لکھی۔ ابھی بمشکل ایک ہفتہ گزرا ہوگا۔ہمسائی سے ملاقات ہوئی میں نے اسے بتائے بغیر ایک دم سے کہا کہ مکان بک گیا؟ یعنی ایسے یقین سے کہا کہ جیسے مجھے علم ہے،وہ خوشی سے ایسے چیخ کر بولی کہ ہاں مکان بک گیا ہے ابھی ہم وہاں سے ہی آرہے ہیں اور بہت اچھی قیمت پر فروخت ہوا ہے۔ان کو بہت مبارکباد دی۔اور میں نے اپنے ہمسائیوں کو خلیفہ وقت کے متعلق اور خط لکھنے کے بارے میں بتایا وہ اتنی حیرت سے یہ سب سن رہے تھے کہ کہنے لگے کہ ہم آپ سے اس Megic کے متعلق تفصیل سے بات کرینگے۔کیونکہ ہمارا مکان ہمارے لئے بہت بڑا امتحان بن گیا تھا اور ہمیں ابھی بھی یقین نہیں آرہا ہے کہ ہم اس مشکل سے کیسے نکلے ہیں۔

محترمہ آسیہ منصور صاحبہ تحریر کرتی ہیں:۔

میرے چھوٹے اور پیارے بھائی کی اچانک وفات سے ہمارے سروں پر غم کا ایک پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا۔میں نے اور گھر کے باقی افراد نے بھی حضور انور کی خدمت میں دُعا کے لئے خط لکھا۔حضور کی طرف سے دُعاؤں اور تسلی بھرا خط ملا۔جس کے بعد ہمارے دلوں کی بے چینی اور بیقراری اللہ تعالیٰ کے فضل سے صبر اور سکون کی حالت میں بدل گئی اور ہم اللہ تعالیٰ کی اس رضا پر راضی ہوگئے۔

محترمہ اَمتہ النور منعم صاحبہ تحریر کرتی ہیں:۔

میرے میاں کی جاب اپریل 2014 میں ختم ہورہی تھی۔جب وہ پچھلے سال جلسہ سالانہ برطانیہ میں شرکت کے لئے گئے تو وہاں حضور اقدس کی خدمت میں بہتر روزگار ملنے کے لئے دُعا کی درخواست کی۔اس کے بعد ان کی تعلیم کے مطابق صرف ایک جاب کا اشتہار آیا جہاں انہوں نے اپلائی کر دیا۔دو ماہ بعد وہاں سے انٹرویو کے لئے بلایا گیا۔اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور پیارے حضور کی دُعا کی برکت سے انہیں نومبر 2013 میں ہی جاب مل گئی۔اَلحمدللہ ثم اَلحمدللہ

محترمہ سعیدہ انور صاحبہ تحریر کرتی ہیں:۔

خدا کا یہ احسان ہے ہم پہ بھاری
کہ جس نے ہے اپنی یہ نعمت اتاری

مجھے خلافت کی برکات کے متعلق کچھ بیان کرنا ہے۔ویسے تو ایک احمدی ہونے کی حیثیت سے خلافت کی برکات سے ہم ہمیشہ ہی فیضیاب ہوتے رہتے ہیں جس کا ایک زندہ ثبوت یہ ہے کہ ہر جمعتہ المبارک کے دن ہم حضور ایّدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ سے مُستفیض ہوتے ہیں لیکن آج میں ایک اپنا ذاتی واقعہ بیان کروں گی۔ہوا یوں کہ میں اپنی بیٹی شمائلہ کی پیدائش سے پہلے اس کی تندرست صحت مند پیدائش کے متعلق کچھ پریشان تھی۔ لہذا میں نے پہلے حضور اید اللہ تعالیٰ کی خدمتِ اقدس میں دُعائیہ خط تحریر کیا پھر میں نے رات کو خصوصی طور پر دُعا کی۔تو صبح کی نماز کے بعد میں نے خواب دیکھا جس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں سورت الفلق اور سورت الناس کی تلاوت کثرت سے کیا کروں۔جیسے کہ ہمارا یقین ہے کہ جب ہم حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں خط تحریر کر کے پوسٹ کر دیتے ہیں اُسی وقت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے ہمارے

لیے دُعا ہونا شروع ہو جاتی ہے اور مجھے تو ذاتی طور پر خلافت کی برکت حاصل کرنے کا ایسا تجربہ ہوا کہ خدا تعالیٰ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دُعا قبول کرتے ہوئے مجھے خواب میں دکھا دیا کہ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا جس سے مجھے ذہنی سکون ہوا اور دل مطمئن ہو گیا اور خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے صحت اور تندرستی والی بیٹی عطا کی۔ آمین

عزیزہ اقصیٰ ادریس تھونسبرگ سے لکھتی ہیں:۔

کہ میری ایک غیر از جماعت سہیلی اپنے گھریلو مسائل، دینی کمزوری اور جاب نہ ہونے کی وجہ سے بہت پریشان تھی۔ میں نے اس کی طرف سے حضور انور کو دُعائیہ خط لکھا اور مسائل کا ذکر کیا۔ تھوڑے ہی دنوں میں اس نے بتایا کہ اسکے مسائل حل ہوگئے ہیں۔ اب وہ دین میں بھی دلچسپی رکھتی ہے۔ اس کو اچھی جاب بھی مل گئی ہے اور وہ اپنے گھر میں خوش ہے۔ الحمد للہ

صدر مجلس تھونسبرگ لکھتی ہیں:۔

کہ ہمیں تبلیغی سیمینار کرنے کے لئے پے در پے کئی رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ لیکن ہم نے ہر آنے والی رکاوٹ پر حضور انور کو دُعا کے لئے خط لکھا اور خدا کے فضل سے ہماری تمام رکاوٹیں دور ہوتی گئیں اور ہمارا سیمینار ہر لحاظ سے بہت کامیاب رہا۔ الحمد للہ۔

محترمہ کفیلہ ماجد صاحبہ تحریر کرتی ہیں:۔

میرا پہلا بیٹا 15,20 دن کا تھا کہ اسے سخت موشن لگ گئے اتنی طبیعت خراب تھی کہ پانی بھی نہیں ٹھہرتا تھا میرے ابو مجھ سے کہنے لگے کہ حضور کو خط لکھو میں نے خط لکھا رات تھی اس وجہ سے ابھی پوسٹ نہیں کیا تھا لیکن بیٹے کی طبیعت سنبھلنی شروع ہوگئی اور رات کو کافی فرق پڑ گیا ابو کو بتایا تو کہنے لگے کہ یہ خط کی برکت ہے بیشک ابھی پوسٹ نہیں ہوسکا لیکن دُعا تو خط لکھنے کے ساتھ ہی شروع ہو جاتی ہے۔ اس واقعہ کا میرے دل پر بہت اثر ہوا اور میرا دُعا پہ پختہ یقین ہو گیا۔

محترمہ فریدہ داؤد صاحبہ تحریر کرتی ہیں:

میرے بڑے بھائی جرمنی میں پناہ کے لیے گئے ہوئے تھے۔ عرصہ 12 سال ہو چکے تھے اور ان کے کیس کا کوئی فیصلہ نہیں ہو رہا تھا۔ میرے والدین بھی پاکستان سے لندن جلسہ سالانہ پر گئے جلسہ سالانہ کے اختتام کے بعد ان کی حضور خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوئی۔ میرے بڑے بھائی بھی ملاقات میں ان کے ساتھ تھے۔ حضور کی خدمت میں عرض کی گئی کہ دُعا کریں کہ میرے بھائی کے کیس کا جلد فیصلہ ہو جائے۔ حضور نے فرمایا کہ میں دُعا کروں گا اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا۔ میرے بھائی لندن سے جرمنی واپس آئے تو ڈاک دیکھنے پر معلوم ہوا کہ عدالت سے بلوایا آیا ہوا ہے۔ چنانچہ عدالت نے پہلی تاریخ پر ہی بھائی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ ہمارا ایمان ہے کہ حضور کی خاص توجہ اور دُعا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ فضل فرمایا۔

سنہ 1965ء میں جب تفسیر صغیر بلاکوں پر طبع ہوئی تو اس وقت میرے والد قاضی منیر احمد صاحب ادارۃ المصنفین میں مکرم مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب کے ساتھ کام کرتے تھے۔ تفسیر صغیر کی طباعت کے سلسلہ میں میرے والد صاحب نے دن رات کام کیا تھا۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے خوش ہو کر میرے والد صاحب کو قصر خلافت ربوہ میں بُلا کر ایک سرخ رنگ کی ریشمی تھیلی میں کچھ رقم انعام کے طور پر مرحمت فرمائی۔ میرے والد صاحب کا کہنا ہے جس دن سے یہ انعامی رقم مجھے ملی ہے اس دن سے

آج تک خدا تعالیٰ نے حضور رحمہ اللہ کی دُعا کے طفیل مجھے کبھی مالی تنگی نہیں ہوئی اور نہ ہی مالی حرص ہوئی۔

میرے والد (قاضی منیر احمد صاحب) 1990ء میں جلسہ سالانہ لندن تشریف لائے اور وہاں جلسہ کے اختتام پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے ملاقات ہوئی۔ ملاقات کے دوران حضور نے میرے والد صاحب سے پوچھا قاضی منیر صاحب کتنے بچوں کی شادیاں کر دی ہیں تو میرے والد صاحب نے بتایا حضور صرف ایک بچی کی۔ حضور نے فرمایا: دوسری کی بھی جلدی کرے۔ اس پر میرے والد نے دُعا کے لیے عرض کی۔ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ بہتر کرے گا۔ ابھی میرے والد لندن میں ہی تھے کہ میرے رشتے کی بات چل پڑی اور صرف والد صاحب کا وطن واپسی کا انتظار تھا واپس آنے پر والد صاحب نے فرمایا کہ یہ رشتہ حضور کی دعاؤں کی بدولت آیا ہے۔ ہمارا یقین ہے کہ یہ سب خدا کے فضل اور اور حضور کی دُعاؤں کا نتیجہ تھا کیونکہ وہاں لندن میں حضور سے بات ہوئی اور ادھر رشتہ ہمارے گھر پہنچ گیا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

خلیفۂ وقت کی اطاعت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

'عمومی طور پر ہر بات جو اس زمانے میں اپنے اپنے وقت میں خلفائے وقت کہتے رہے ہیں۔ جو خلیفۂ وقت آپ کے سامنے پیش کرتا ہے، جو تربیتی امور آپ کے سامنے رکھے جاتے ہیں۔ ان سب کی اطاعت کرنا اور خلیفۂ وقت کی ہر بات کو ماننا یہ اصل اطاعت ہے اور یہ نہیں ہے کہ تحقیق کی جائے کہ اصل حکم کیا تھا؟ یا کیا نہیں تھا؟ اس کے پیچھے کیا رُوح تھی؟ جو سمجھ آیا اس کے مطابق فوری طور پر اطاعت کی جائے تبھی اس نیکی کا ثواب ملے گا۔''

(خطبہ جمعہ 9 جون 2006 از خطبات مسرور جلد 4، ص 288) الفضل انٹرنیشنل 9 مئی 2014ء

اتمامِ حُجّت

نشاں کو دیکھ کر اِنکار کب تک پیش جائے گا
ارے اِک اور جُھوٹوں پر قیامت آنیوالی ہے
یہ کیا عادت ہے کیوں سچّی گواہی کو چھُپاتا ہے
تری اِک روز اے گستاخ! شامت آنیوالی ہے

ترے مکروں سے اَے جاہل! مرا نقصاں نہیں ہرگز
کہ یہ جاں آگ میں پڑ کر سلامت آنیوالی ہے
اگر تیرا بھی کُچھ دیں ہے بدل دے جو مَیں کہتا ہوں
کہ عزّت مُجھ کو اور تُجھ پر ملامت آنیوالی ہے

بُہت بڑھ بڑھ کے باتیں کی ہیں تُو نے اور چُھپایا حق
مگر یہ یاد رکھ اِک دن ندامت آنیوالی ہے
خُدا رُسوا کرے گا تم کو مَیں اعزاز پاؤں گا
سُنو اے مُنکرو! اب یہ کرامت آنیوالی ہے

خُدا ظاہر کرے گا اِک نشاں پُر رُعب و پُر ہَیبت
دِلوں میں اِس نشاں سے اِستقامت آنیوالی ہے
خُدا کے پاک بندے دوسروں پر ہوتے ہیں غالب
مری خاطر خُدا سے یہ علامت آنیوالی ہے

(از دُرِّثمین صفحہ ۹۴)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ اور اطاعت امام

عابدہ سلطانہ مجلس تھونسبرگ

توکل کے عظیم الشان پیکر، محبت الٰہی میں سرتاپا ڈوبے ہوئے، عشق قرآن کو اپنی زندگی کا مقصد بنائے ہوئے، عشق رسولؐ کی خوشبو سے معطر گروہِ آخرین کے اوّل المبائعین۔قدرت ثانیہ کے پہلے مظہر حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّلؓ جنھوں نے امام زمانہ کی اس طرح اطاعت کی جس طرح نبض کی حرکت تنفس کی حرکت کی پیروی کرتی ہے اور اپنے اس عہد کو تادم آخر نبھایا کہ۔

"میں آپ کی راہ میں قربان ہوں، میرا جو کچھ ہے، میرا نہیں آپ کا ہے۔"

اور جن کے بارے میں حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:۔

چہ خوش بودے اگر ہر یک زامّت نورِ دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر ازنورِ یقیں بودے

(سوانح حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل تصنیف رضیہ درد کے دیباچہ سے)

نورالدین:۔

آپ کا اصل نام نورالدّین تھا۔1841 کے قریب بھیرہ کے محلّہ معماراں میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد صاحب کا نام حضرت حافظ غلام رسول صاحب اور والدہ صاحبہ کا نام نور بخت صاحبہ تھا۔آپ کا شجرہ نسب حضرت عمر فاروقؓ سے ملتا ہے۔آپ کے بزرگوں میں ولی، عالم، بادشاہ، صوفی، قاضی، شہید، ہر قسم کے بزرگ گزرے ہیں۔آپ کا خاندان ہمیشہ سے ہی ایک اعلیٰ شان والا رہا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ سے تعارف : ضلع گورداسپور کے ایک صاحب شیخ رکن الدین صاحب نے آپ کو بتایا کہ ضلع گورداسپور کے ایک گاؤں قادیان میں ایک شخص حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے اسلام کے حق میں رسالے لکھے ہیں۔آپ نے یہ سن کر حضرت صاحب کی خدمت میں خط لکھا اور کتابیں منگوائیں۔مارچ 1885 سے کچھ پہلے کی بات ہے کہ آپ حضرت مسیح موعودؑ کا پہلا اشتہار دیکھتے ہی پروانوں کی طرح جموں سے قادیان پہنچے اور خدا کے اس بندے کو پہچان لیا۔یہ اشتہار حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے دعویٰ سے متعلق تمام دُنیا کے عالموں کو بھجوایا تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کو یہ اشتہار ایک ہندو کے ذریعہ ملا تھا۔

حضرت مسیح موعودؑ دُعا میں مصروف تھے کہ یا اللہ! اپنے دینِ حق کی خدمت کے لئے مجھے کوئی ساتھی دے۔آپ کی دُعائیں آسمان تک پہنچیں اور خدا نے کشمیر سے حضرت مولوی نورالدّین صاحب جیسا بہترین ساتھی بھیج دیا اور وہ خبر پوری ہوگئی کہ امام مہدی کے ساتھی کشمیر سے بھی آئیں گے۔اس وجہ سے آپ کا آنا ایک نشان تھا۔حضرت مسیح موعودؑ بھی فرماتے تھے کہ خدا تعالیٰ نے میری دُعائیں قبول کیں اور مجھے ایک مخلص، پیار کرنے والا دوست دیا، جس کا نام اس کی نورانی صفات کی طرح نورالدّین ہے، اسلام کے سرداروں میں سے ہے، بزرگوں کی نسل میں سے ہے، مجھے آپ کے ملنے سے ایسی خوشی

ہوئی ہے کہ جیسے کوئی اپنے ہی جسم کا ٹکڑا مل جائے اور میں اس طرح خوش ہوا جیسا کہ آنحضرتؐ حضرت عمر فاروقؓ کے ملنے سے ہوئے تھے۔ مجھے سارے غم بھول گئے۔ جب میں نے آپ کو دیکھا مجھے یقین ہوگیا کہ آپ ہی میری دُعاؤں کا نتیجہ ہیں۔ (سوانح حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل تصنیف رضیہ درد صفحہ:17,18)

فصل الخطاب " کی تصنیف: آپ جلد ہی دوبارہ قادیان تشریف لے آئے اور حضرت مسیح موعودؑ سے عرض کی کہ آپ کے لیے کیا خدمت کروں۔ فرمایا خدمت یہی ہے کہ عیسائیوں کے مقابل پر ایک کتاب لکھیں۔ چنانچہ آپ نے ایک کتاب لکھی جو عیسائی مذہب کیخلاف بہت اچھی کتاب تھی اور بعض ججوں تک نے آپ کو اس پر مبارکباد دی۔ اس کتاب کا نام " فصل الخطاب " ہے۔ آپ نے نوکری سے استعفیٰ دے کر حضورؑ کی خدمت میں آنے کا ارادہ کرلیا۔ حضورؑ کو علم ہوا تو آپؑ نے مشورہ دیا کہ نوکری بالکل نہ چھوڑیں۔ چنانچہ حضورؑ کی مرضی کے مطابق آپ کا استعفیٰ ہی منظور نہ ہوا۔

(سوانح حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل تصنیف رضیہ درد صفحہ 18,19)

پہلی بیعت: حضرت مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں یہ درخواست کر رکھی تھی کہ آپ جب بھی بیعت لیں تو سب سے پہلی بیعت میری ہو۔ جب حضورؑ کو خدا کی طرف سے بیعت کا حکم ملا تو 23 مارچ 1889 کو حضرت مولوی صاحب نے سب سے پہلے بیعت کی سعادت حاصل کی اور آپ کی درخواست پر حضور نے اپنے قلم سے بیعت کے الفاظ لکھ کر دیئے۔ (سوانح حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل تصنیف رضیہ درد صفحہ 19)

وطن کا خیال چھوڑ دیں: ستمبر 1892 میں آپ اپنے وطن بھیرہ واپس تشریف لے آئے اور ایک بہت بڑا ہسپتال اور مکان بنانا شروع کردیا۔ ابھی یہ کام ختم نہ ہوا تھا کہ کسی کام سے لاہور تشریف لائے اور وہاں سے حضرت مسیح موعودؑ کو ملنے قادیان تشریف لے گئے۔ حضورؑ نے فرمایا اب تو آپ فارغ ہیں یہاں رہیں۔ آپ سمجھے دو چار روز کے لیے فرماتے ہیں۔ ایک ہفتہ خاموش رہے پھر حضورؑ نے فرمایا آپ اکیلے ہیں اپنی بیوی کو بھی بلوالیں۔ تب آپ سمجھے زیادہ دن رہنا پڑے گا اور مکان اور ہسپتال کا کام بند کروادیا۔ چند روز بعد حضورؑ نے فرمایا کتابوں کا شوق ہے یہیں منگوالیں۔ پھر ایک روز فرمایا دوسری بیوی کو بھی یہیں بلوالیں۔ پھر فرمایا وطن کا خیال چھوڑ دیں اور پھر آپ نے خواب میں بھی کبھی وطن نہ دیکھا۔

(سوانح حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل تصنیف رضیہ درد صفحہ 20)

حضرت مسیح موعودؑ کی بے حد محبت: آپ حضرت مسیح موعودؑ کی محبت اور اطاعت میں اُونچے مقام پر تھے۔ قادیان سے ایک منٹ باہر جانا آپ موت سمجھتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی شخص ہزار روپیہ روزانہ بھی مجھے دے تو پھر بھی میں حضرت صاحب کی محفل کو چھوڑ کر قادیان سے باہر جانا پسند نہ کروں گا۔ ایک دفعہ آپ کو اسہال کی بیماری تھی حضرت صاحب کی طرف سے تقریر کا حکم ملا چنانچہ اسی وقت باہر چلے گئے اور تقریباً تین گھنٹے تک تقریر کی۔ ایک دفعہ فرمایا اگر میری لڑکی ہو اور مرزا صاحب اسے سو سال کے بوڑھے سے بیاہنا چاہیں تو میں ہرگز انکار نہیں کروں گا۔ (سوانح حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل تصنیف رضیہ درد صفحہ:35)

ایک دفعہ نواب خان صاحب مرحوم تحصیلدار نے آپؓ سے عرض کیا کہ حضرت مرزا صاحب کی بیعت سے کیا فائدہ حاصل

ہوا؟اس پر مولانا صاحبؓ نے فرمایا مجھے بہت فائدے حاصل ہوئے ہیں پہلے مجھے آنحضرتؐ کی زیارت بذریعہ خواب ہوا کرتی تھی اب بیداری میں بھی ہوتی ہے۔(حیات نور صفحہ 194)

حضرت مسیح موعودؑ کی آواز پر نماز توڑ دی: حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ: حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ایک دفعہ آپ نے حضرت خلیفۃ الاوّلؓ کو آواز دی۔آواز سنتے ہی آپ نے نماز توڑ دی اور حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔نبی کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس لیے اجازت دی ہے کہ نبی ایسے احکام بتاتا ہے جو دین کے لئے اشد ضروری ہوتے ہیں"۔(حیات نور صفحہ 221)

حضرت اقدسؑ نے آپ کو دہلی بلا لیا: 22 اکتوبر 1905 کو حضرت اقدس حضرت ام المومنینؓ کو آپ کے خویش و اقارب سے ملانے کے لیے دہلی تشریف لے گئے۔ابھی دہلی پہنچے چند ہی دن ہوئے تھے کہ حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ بیمار ہو گئے۔اس پر حضور کو خیال آیا کہ اگر مولوی نورالدّین صاحب کو بھی دہلی بلا لیا جائے تو بہتر ہوگا۔چنانچہ حضرت مولوی صاحب کو تار دلوادیا۔جس میں تار لکھنے والے نے ایمیجی ایٹ (Immediate) یعنی بلا توقف کے الفاظ لکھ دئے۔جب یہ تار قادیان پہنچا تو حضرت مولوی صاحب اپنے مطب میں بیٹھے ہوئے تھے۔اس خیال سے کہ حکم کی تعمیل میں دیر نہ ہو اسی حالت میں فوراً چل پڑے۔نہ گھر گئے نہ لباس بدلا نہ بستر لیا اور لطف یہ ہے کہ ریل کا کرایہ بھی پاس نہ تھا۔گھر والوں کو پتہ چلا تو انھوں نے پیچھے سے ایک آدمی کے ہاتھ کمبل تو بھجوا دیا مگر خرچ بھجوانے کا انھیں بھی خیال نہ آیا اور ممکن ہے گھر میں اتنا روپیہ ہو بھی نہ۔جب آپ بٹالہ پہنچے تو ایک متمول ہندو رئیس نے جو گویا آپ کا انتظار ہی کر رہا تھا،عرض کی کہ میری بیوی بیمار ہے مہربانی فرما کر اسے دیکھ کر نسخہ لکھ دیجیے۔فرمایا میں نے اس گاڑی پر دہلی جانا ہے۔اس رئیس نے کہا میں اپنی بیوی کو یہاں ہی لے آتا ہوں۔چنانچہ وہ لے آیا۔آپؓ نے اسے دیکھ کر نسخہ لکھ دیا۔وہ ہندو چپکے سے دہلی کا ٹکٹ خرید لایا اور معقول رقم بطور نذرانہ بھی پیش کی اور اس طرح سے آپؓ دہلی پہنچ کر حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہو گئے(حیات نور صفحہ 285)

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ اپنے پیار کرنے والے دوستوں میں سب سے زیادہ جس شخص کی تعریف فرماتے تھے وہ حضرت مولوی نورالدّین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّلؓ تھے۔فرماتے ہیں": سب سے پہلے میں اپنے ایک روحانی بھائی کے ذکر کرنے کے لئے دل میں جوش پاتا ہوں جن کا نام ان کے نورِ اخلاص کی طرح نورالدّین ہے۔میں ان کی بعض دینی خدمتوں کو جو اپنے مالِ حلال سے کر رہے ہیں ہمیشہ حسرت کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ کاش وہ خدمتیں مجھ سے بھی ادا ہو سکتیں۔" پھر فرمایا "آپ مومنوں) کا فخر ہیں۔آپ ایک بے مثال وجود ہیں۔" پھر فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایسا اعلیٰ درجے کا صدیق دیا۔

(سوانح حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل تصنیف رضیہ درد صفحہ 36)

کیا ہی اچھا ہوتا اگر اُمّت میں سے ہر ایک نورالدّین ہوتا یہ تبھی ہوتا اگر ہر دل نورِ یقین سے بھرا ہوتا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملّت کے اس فدائی پر رحمت خدا کرے

نسیم منیر مجلس تھوئین

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے ثبوتوں میں سے سب سے بڑا ثبوت پیشگوئی مصلح موعود ہے جو اپنے وقت پر جا کر نہایت آب و تاب اور شان وشوکت کے ساتھ پوری ہوئی۔ ۱۸۸۶ء میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا:

''میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دُعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لیے مبارک کر دیا۔''

جس نشان رحمت کی نوید آپ کو سنائی گئی اس کے بارہ میں الہامی الفاظ یہ تھے۔

''قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح وظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔''

اور اس قدرت اور رحمت اور قربت کے نشان کے متعلق فرماتا ہے کہ وہ کس طرح پورا ہوتا ہے:۔

''سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریّت ونسل ہوگا۔''

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ دین کی صداقت کے نشان کے طور پر بتاتا ہے کہ آپ کے ہاں ایک لڑکا ہوگا۔نو سال کی میعاد کے اندر ہوگا۔لمبی عمر پائے گا۔صاحبِ شکوہ اور عظمت ہوگا۔سخت ذہین وفہیم ہوگا۔خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔قومیں اس سے برکت پائیں گی۔

پیشگوئی کے مطابق ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو وہ لڑکا پیدا ہوتا ہے۔ظاہری صحت کمزور ہے کبھی آنکھیں دکھنے آجاتی ہیں۔کبھی کوئی اور تکلیف ستانے لگتی ہے۔بظاہر حالات سے کوئی خاص اُمید نہیں کی جاسکتی کہ یہ بچہ زندہ بھی رہے گا۔لیکن خدا کا سایہ اس کے سر پر ہے۔بیماریاں آتی ہیں اور اپنا زور دکھا کر چلی جاتی ہیں۔اللہ تعالیٰ ہر بیماری سے شفا دیتا چلا جاتا ہے۔یہاں تک کہ وہ عمر آجاتی ہے جس میں بچہ کی تعلیم کا انتظام کیا جاتا ہے۔چونکہ بچہ کی آنکھیں اکثر دُکھتی رہتی ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کہتے ہیں چلو صرف قرآن اور حدیث پڑھ لے اور پڑھ کر کیا کرنا ہے۔کسی دن پڑھنے جاتا ہے اور کسی دن نہیں۔کئی کئی ناغے پڑھائی میں ہو جاتے ہیں۔نہ استادوں ہی کی طرف سے اور نہ والدین کی طرف سے زور ڈالا جاتا ہے اور اسی حالت میں اس بچے کی عمر ۱۹ سال کی ہو جاتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ اپنے پاس بلوالیتا ہے۔دشمن شور مچاتا ہے کہ پیشگوئی جھوٹی نکلی۔اس لڑکے کی پیدائش سے (دین) کی ترقی کو وابستہ کیا گیا تھا،اب مرزا صاحب کی وفات کے ساتھ جماعت بھی ختم ہو جائیگی۔لیکن احمدیت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا تھا۔اللہ تعالیٰ اس جماعت کی باگ ڈور حضرت خلیفہ اوّل کے ہاتھ میں دے دیتا ہے۔جن فتنوں نے سر نکالا تھا وہ بھی وقتی طور پر دب جاتے ہیں۔لیکن ابھی چھ سال کا عرصہ ہی گزرتا ہے کہ حضرت خلیفہ اوّل بھی وفات پا جاتے ہیں اور جماعت کی اکثریت اسی پچیس سالہ نوجوان کو جماعت کا خلیفہ منتخب کر لیتی ہے۔

سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ۱۹۱۴ء کو مسند امامت پر فائز ہوئے اور پھر کم وبیش 52 باون سال تک نہایت کامیاب و بامراد

زندگی گزار کر ۱۹۶۵ء کو اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔

سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا عہد امامت بے شمار کامیابیوں اور کامرانیوں کے باوجود پھولوں کی سیج نہیں تھا بلکہ یہ ایک دشت خار دار تھا جہاں پل بھر کے لئے بھی سکون نہ تھا۔ جہاں پر تاحدِ نگاہ مصائب و آلام کے پہاڑ تھے۔ آپؓ نے خدائی تائید و نصرت اور عزمِ صمیم کے ساتھ ہر کڑی سے کڑی آزمائش کو سلجھایا۔ جماعت کو انصار اللہ، خدام الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ، اطفال و ناصرات کی لڑیوں میں پرو کر مضبوط اور منظم کر دیا ملک و قوم کی ہر آزمائش کی گھڑی میں اُن کا مکمل ساتھ دیا۔ تاریخ پاکستان کا مؤرخ سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی قابلِ قدر خدمات کو ہرگز نظر انداز نہیں کر سکتا۔

آپؓ نے اپنے دورِ امامت میں دُنیا کے کناروں تک جماعت کا تعارف کرایا اور حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے پیغام کو ہر ملک و دیار میں پہنچایا، جگہ جگہ مشن ہاؤس، بیوت الذکر، ہسپتال اور تعلیمی ادارے قائم کیے۔ اپنی جماعت کو علمی کاوشوں کے اعلیٰ معیار پر فائز کیا اور خود آپؓ کے علمی کارنامے تو زُبانِ زدِ خلائق ہیں۔ آپؓ نے قرآنِ کریم کے جن معارف سے دنیا کو روشناس کرایا وہ روحانی دُنیا کا ایک عظیم المرتبت اور ناقابلِ فراموش باب ہے۔ آپؓ کی تصانیف، خطبات، خطابات اور تقاریر ہر خاص و عام سے سند حاصل کر چکی ہیں بشرطیکہ کوئی سچائی اور حق کا خون کرنے والا نہ ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دورِ خلافت تاریخ احمدیت کا ایک سنہری دور ہے۔ اس دور میں اسلام کی ترقی اور غلبہ، احمدیت کے استحکام، قرآن مجید کی اشاعت اور ملک و قوم کی خدمت وغیرہ کے اعتبار سے اتنے کام ہوئے کہ ان کا تذکرہ کرنے کے باوجود ہمیشہ ہی یہ احساس رہتا ہے کہ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دور کے چند واقعات اور تحریکات:۔

کسی بھی کام کو احسن رنگ میں سرانجام دینے کے لیے پلاننگ اور تنظیم کی ضرورت ہوتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے سب سے پہلے اس بنیادی کام کی طرف توجہ فرمائی۔ منصبِ خلافت پر متمکن ہونے کے ایک ماہ بعد آپ نے ملک بھر کے احمدی نمائندگان کی ایک خصوصی مجلسِ شوریٰ طلب فرمائی۔ غور و فکر، مشورہ اور دُعاؤں کے بعد فوری طور پر آپؓ نے تربیتی، اصلاحی، تنظیمی اور تبلیغی کاموں کا بیک وقت آغاز کر دیا۔

''خلافتِ ثانیہ میں مجموعی طور پر چھیالیس ملکوں میں جماعت کو تبلیغی مراکز قائم کرنے کی توفیق ملی۔ بیرونی ممالک میں تین سو گیارہ مساجد کی تعمیر مکمل ہوئی۔ ان مساجد کے میناروں سے صبح و شام توحید کی منادی ہونے لگی۔ آپ نے جماعت کو تحریک کی کہ نوجوان خدمتِ دین کے لئے اپنی زندگیاں اس طور پر وقف کریں کہ ان کا کوئی مطالبہ نہیں ہو گا اور وہ ہر کام کے لئے ہمیشہ تیار رہیں گے، آپ نے جماعت کے سامنے یہ انقلابی تحریک پیش فرمائی اور ساتھ ہی اپنا شاندار قابلِ تقلید نمونہ بھی۔ آپ نے فرمایا۔

''میرے تیرہ لڑکے ہیں اور تیرہ کے تیرہ دین کے لیے وقف ہیں۔''

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے غلبۂ اسلام کے لیے جن مستحکم بنیادوں پر کام کا آغاز کیا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس مشن کو بڑی تیزی اور مستعدی سے آگے بڑھایا۔ ساری دنیا میں تبلیغی مراکز کا جال بچھا کر آپ نے اسلام کے حق میں ایک خوش آئند انقلاب برپا کر دیا۔ اسلام پر حملہ کرنے والے غیر مسلم منّاد نے راہِ فرار اختیار کی۔ پے در پے ناکامیوں کے بعد بعض افریقن ممالک میں عیسائی مشنز اپنی تبلیغی مساعی بند کرنے پر مجبور ہو گئے۔ جماعتِ احمدیہ کی تبلیغی کوششوں سے تثلیث کدوں کی رونقیں ماند پڑنے لگیں۔ یہ ایسی حقیقت ہے جس کا اعتراف غیروں کو بھی ہے۔

تبلیغِ اسلام کے ساتھ ساتھ بنی نوع انسان کی خدمت کا میدان بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی نظر سے کبھی اوجھل نہیں ہوا۔ آپؓ نے افریقن ممالک کی طرف اس ضمن میں خصوصی توجہ فرمائی کیونکہ وہاں پر تعلیمی اور طبّی سہولتوں کا فقدان پایا جاتا تھا۔ آپ کے دورِ خلافت میں ۲۴ ممالک میں ۷۴ تعلیمی مراکز، سکول اور کالجز کا قیام ہوا۔ ۲۸ دینی مدارس

جاری ہوئے اور ۷ اہسپتالوں کا قیام عمل میں آیا۔"

(الفضل انٹرنیشنل ۱۹ تا ۲۵ فروری ۲۰۱۰ء)

قیامِ پاکستان کے سلسلہ میں جماعتِ احمدیہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی قیادت میں ہر مرحلہ پر تاریخ ساز کردار ادا کیا۔ قائدِ اعظم کی برطانیہ سے ہندوستان واپسی اور مسلمانانِ ہند کی قیادت کا کام دوبارہ شروع کرنے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ہدایات اور کوششیں شامل تھیں۔ آپ کی ہی ہدایت پر اس وقت کے امام مسجد لندن مولانا عبدالرحیم درد صاحب نے قائدِ اعظم کو اس کام کے لئے رضا مند کیا۔ قیامِ پاکستان پر منتج ہونے والی اس تاریخی خدمت کا غیروں نے بھی برملا اعتراف کیا۔

سیاسی محاذ پر ہندوستان کے مسلمانوں کی پرزور اور بے لوث نمائندگی کا حق حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خانؓ نے ادا کیا جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی راہ نمائی میں کام کر رہے تھے۔ اس کے علاوہ دُنیا کے متعدد ممالک کو آمرانہ تسلط سے نجات دلانے اور آزادی سے ہمکنار کرنے میں بھی حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خانؓ نے ایسی سنہری خدمات سر انجام دیں جو تاریخ عالم کے صفحات سے کبھی مٹائی نہیں جا سکتیں۔ مسلمانانِ عالم کی یہ خادم جماعت حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بابرکت قیادت میں ہر میدان میں سعیٔ مشکور کی توفیق پاتی رہی۔

پیشگوئی مصلح موعود کا یہ فقرہ کہ "وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی" بار بار بڑی شان سے پورا ہوتا رہا۔ برِّ صغیر کی تقسیم کے وقت لاکھوں بے سہارا، بھوکے، پیاسے اور در بدر ٹھوکریں کھانے والے مہاجرین کی جس طرح منظّم طور پر بے لوث خدمت جماعت احمدیہ کے رضا کاروں نے کی وہ تاریخِ احمدیت کا ایک زرّیں باب ہے۔ اس عظیم خدمت کے پیچھے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا شفیق وجود متحرک نظر آتا ہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد اہلِ کشمیر کو ہندوؤں کے مظالم سے نجات دلانے اور کشمیر کی تحریک آزادی کو منظّم کرنے کے سلسلہ میں بھی حضرت مصلح موعودؓ نے بنیادی اور کلیدی کردار ادا کیا۔ آپؓ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے پہلے صدر رہے۔ حکومتِ پاکستان کی درخواست پر آپ کی زیرِ ہدایت فرقان فورس نے کشمیر کے محاذ پر فوجی خدمات سرانجام دیں۔ یہ بٹالین احمدی رضا کاروں پر مشتمل تھی جس نے ۱۹۴۸ سے ۱۹۵۰ تک بہت جوش اور مستعدی سے کشمیر کے محاذ پر پاکستانی فوج کی مدد کی۔ احمدی رضا کاروں کو حکومتِ پاکستان اور اخبارات نے اس خدمت پر دل کھول کر خراجِ تحسین پیش کیا۔

۱۹۴۷ء میں جب برِّ صغیر کی تقسیم عمل میں آئی تو جماعت احمدیہ کو اپنے مقدس مرکز قادیان سے ہجرت کرنی پڑی۔ یہ وقت جماعت کے لئے بہت ہی کٹھن تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے کمال فراست اور حکمتِ عملی سے کام لیتے ہوئے نہ صرف افرادِ جماعت کی جانی و مالی حفاظت کا انتظام کیا بلکہ پاکستان میں جماعت کے لئے نیا مرکز بھی قائم کر دیا۔ ایک سال کے اندر اندر دارالہجرت ربوہ کا قیام فی الحقیقت ایک معجزہ سے کم نہیں۔

"پیشگوئی مصلح موعود میں فرزندِ موعود کی ایک صفت یہ بھی بیان کی گئی تھی کہ "وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا"۔" اس کا ایمان افروز ظہور اس طور پر ہوا کہ خدائے علّام الغیوب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو دُنیاوی ڈگریوں کے بغیر اور نہایت کمزور صحت کے باوجود دینی اور دنیاوی علوم سے مالا مال کر دیا۔ آپؓ نے اپنی زندگی میں کم و بیش ۲۲۵ کتب و رسائل تصنیف فرمائے۔ ان کتب میں سے چند ایک کے نام بطور نمونہ حسب ذیل ہیں۔

دیباچہ تفسیر القرآن۔ فضائل القرآن۔ احمدیت یعنی حقیقی اسلام۔ دعوت الامیر۔ اسلام میں اختلافات کا آغاز۔ ہستیٔ باری تعالیٰ۔ منہاج الطالبین، سیر روحانی وغیرہ۔ آپ کی جملہ کتب "انوار العلوم" کے نام سے شائع ہو چکی ہیں۔

ان بلند پایہ علمی تصانیف سے بہت بڑھ کر آپؓ کے خداداد علم کا شاہکار آپؓ کی تصنیف فرمودہ تفسیرِ صغیر اور تفسیرِ کبیر ہیں۔ آپؓ کی علمی تصانیف اور بالخصوص تفسیرِ کبیر پڑھ کر بڑے بڑے علماء اور ماہرین علوم

نے آپؓ کے تبحّرِ علمی کا اعتراف کیا۔ آپؓ کے فیض رسان علمی وجود کے ذریعہ دنیا کو جو برکت نصیب ہوئی اس کا ایک پہلو یہ ہے کہ آپؓ کے دورِ خلافت میں دنیا کی سولہ زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کی اشاعت ہوئی اور آپؓ کی زیرِ نگرانی قریباً چالیس اخبارات اور رسائل دُنیا کے مختلف ممالک سے جاری ہوئے۔" (الفضل انٹرنیشنل ۱۹ تا ۲۵ فروری ۲۰۱۰ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدماتِ دینیہ سے بھرپور زندگی کو دو عنوان دیئے جا سکتے ہیں ایک اشاعتِ اسلام اور دوسرا خدمتِ قرآن۔ یہ دونوں باتیں تو گویا آپؓ کی روح کی غذا تھیں۔ آپؓ نے تحریر و تقریر کے میدان میں ان مقاصدِ عالیہ کی خاطر انتھک خدمات سر انجام دیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کے قلم اور زبان میں ایسی دلکشی اور شیرینی رکھ دی تھی کہ پڑھنے والے آپؓ کی تحریرات پڑھتے ہوئے علمی معارف میں گم ہو کر رہ جاتے اور آپؓ کی تقریریں سننے والے گھنٹوں آپؓ کے خطابات سنتے رہتے اور انہیں وقت گزرنے کا احساس تک نہ ہوتا۔

ایک کامیاب قائد ایک محبوب رہنما ایک عظیم انسان دوستوں کا وفادار اور دشمنوں سے شفقت اور احسان کرنے والا انسان کامیاب و کامران زندگی گزار کر اپنے مولا کے حضور اپنی زندگی کا نذرانہ لے کر حاضر ہو گیا۔ لیکن اس کی حسین یاد ہمیشہ زندہ رہے گی۔

٪٪٪٪٪٪٪٪٪٪

Pensum----2014 ----تعلیمی نصاب
پیغامِ صلح:۔ جنوری تا فروری
نبیوں کا سردار:۔ مارچ تا جون
اسلام اور عصرِ حاضر کے مسائل:۔ جولائی تا دسمبر

کلامِ محمود

نونہالانِ جماعت مجھے کچھ کہنا ہے
پر ہے یہ شرط کہ ضائع میرا پیغام نہ ہو

چاہتا ہوں کہ کروں چند نصائح تم کو
تا کہ پھر بعد میں مجھ پر کوئی الزام نہ ہو

جب گزر جائیں گے ہم تم پہ پڑیگا سب بار
سُستیاں ترک کرو طالبِ آرام نہ ہو

خدمتِ دین کو اِک فضلِ الٰہی جانو
اس کے بدلے میں کبھی طالبِ انعام نہ ہو

دِل میں ہو سوز تو آنکھوں سے رواں ہوں آنسو
تم میں اسلام کا ہو مغز، فقط نام نہ ہو

سَر میں نخوت نہ ہو آنکھوں میں نہ ہو برقِ غضب
دل میں کینہ نہ ہو لب پر کبھی دشنام نہ ہو

خیر اندیشئ احباب رہے مدِّ نظر
عیب چینی نہ کرو مفسد و نمّام نہ ہو

چھوڑ دو حرص کرو زہد و قناعت پیدا
زر نہ محبوب بنے سیم دِل آرام نہ ہو

رغبتِ دل سے ہو پابندِ نماز و روزہ
نظر انداز کوئی حصۂ احکام نہ ہو

پاس ہو مال تو دو اس سے زکوٰۃ و صدقہ
فکرِ مسکیں رہے تم کو غمِ ایّام نہ ہو

(از کلامِ محمود صفحہ ۹۶)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی تحریک نصرت جہاں اسکیم اور اس کے ثمرات

نبیلہ رفیق　مجلس درامن

حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالثؒ امام الزماں حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کی دُعاؤں سے 16 نومبر 1909 کو قادیان میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی سب سے پہلی حرم محترمہ محمودہ بیگم صاحبہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔

''خلیفۃ المسیح الثالثؒ حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے نافلہ (پوتے) ہیں۔اس کا پس منظر یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے سب سے چھوٹے بیٹے مرزا مبارک احمد کی صرف آٹھ سال کی عمر میں وفات ہوگئی تھی۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کو کئی الہامات کئے کہ چوتھے بیٹے مبارک کے بدلے پانچواں بیٹا دیا جائے گا جو بطور نافلہ یعنی پوتا ہوگا۔ اس بارہ میں حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کو کئی الہام ہوئے۔ ایک الہام میں آپ کو ان کا نام یحییٰ بتایا گیا۔ان الہامات کی تشریح میں حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا''ممکن ہے اس کی تعبیر یہ ہو کہ محمود (حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ) کے ہاں لڑکا ہوگا کیونکہ نافلہ پوتے کو بھی کہتے ہیں''۔

(تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ 607)

اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلحِ موعودؓ کو بھی ان کے اس بیٹے کے بارہ میں پیش گوئی دکھائی تھی۔ جو کچھ اس طرح ہے کہ آپ کی پیدائش سے دو ماہ قبل حضرت خلیفہ الثانیؓ نے ایک خط میں یہ لکھا کہ ''مجھے بھی خدا تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ میں تجھے ایک لڑکا دونگا جو دین کا ناصر ہوگا اور (دینِ حق) کی خدمت پر کمربستہ ہوگا'' (الفضل قادیان مورخہ 8 اپریل 1910)

حضرت اماں جان کو آپ بہت محبوب تھے۔ پہلے پوتے ہونے کی وجہ سے امّاں جان کی آپ کی طرف بہت توجہ تھی آپ نے بہت چھوٹی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا تھا۔حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ فرماتی ہیں:

''ایک مرتبہ حفظ کی تعلیم کے دوران دوسرے بچوں کے ساتھ اماں جان کے ساتھ بیٹھے تھے۔ جن میں محمد احمد اور منصور بھی تھے۔ میں بھی تھی بچوں نے بات کی کہ شائد حساب یا انگریزی ناصر احمد کو نہیں آتا ہمیں زیادہ آتا ہے۔ اتنے میں حضرت بھائی جان (حضرت مصلح موعودؓ) تشریف لائے۔

حضرت اماں جان نے فرمایا! میاں قرآن شریف تو ضرور حفظ کراؤ مگر دوسری پڑھائی کا بھی انتظام ہو جائے کہیں ناصر دوسرے بچوں سے پیچھے نہ رہ جائے مجھے یہ فکر ہے۔ اس پر جس طرح آپ مسکرائے تھے اور جو جواب آپ نے حضرت امّاں جان کو دیا تھا وہ آج تک میرے کانوں میں گونجتا ہے فرمایا! ''امّاں جان آپ اس کا بالکل فکر نہ کریں ایک دن یہ سب سے آگے ہوگا انشاء اللہ۔'' (الفضل 25 جنوری 1965)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو خلیفہ بنا کر اپنے زمانے کے سب لوگوں میں سے آگے کر دیا۔

1970ء کے افریقہ کے دورہ کے دوران آپؒ کو القا ہوا کہ ان مظلوم اقوام کی فلاح و بہبود کے لئے مغربی افریقہ کے چھ

ممالک میں صحت اور تعلیم کی فروغ کے لئے ہسپتال اور اسکول و کالج کھولے جائیں۔آپ نے باقاعدہ اس کا اعلان جماعت میں کیا اور اس سلسلے میں جماعت کے سامنے اپنے عظیم والد حضرت مصلحِ موعودؓ کی خلافت کے سالوں کے برابر 52 لاکھ روپے کا مطالبہ رکھا اور ڈاکٹروں اور پوسٹ گریجوئیٹ اساتذہ کو اس مقصد کے لئے زندگی وقف کرنے کو کہا۔

جماعت نے والہانہ لبیک کہتے ہوئے جتنی رقم کا مطالبہ کیا گیا تھا اس سے بھی زیادہ رقم خلیفۂ وقت کی خدمت میں پیش کردی۔جماعت کے کئی مخلصین ڈاکٹروں اور پروفیسروں نے اپنی سرکاری نوکریاں چھوڑ کر وقف کے لئے پیش کردیا۔دیکھتے ہی دیکھتے چند سالوں میں مغربی افریقہ کے بہت سے ممالک یعنی گھانا، نائیجیریا، گیمبیا، سیرالیون اور آئیوری کوسٹ میں اسکولوں اور ہسپتالوں کا جال بچھ گیا۔جو بڑھتے بڑھتے اب اور بھی بہت سے ممالک میں پھیل چکا ہے۔جہاں پر ہزاروں افریقی عوام پسماندگی کے باوجود تعلیم بھی حاصل کررہے ہیں اور صحت کی نعمت سے بھی فیض یاب ہورہے ہیں بغیر کسی رنگ و نسل کے۔جماعتِ احمدیہ کے یہ مخلصین اپنے خلیفہ کے حکم پر افریقی باشندوں کی مدد کرنے میں دن رات مصروف ہیں۔

احمدیت کے تیسرے خلیفہ حضرت مرزا ناصر احمدؒ صاحب کے دل میں اللہ تعالیٰ نے جو تحریک افریقہ کی دکھی انسانیت کی بھلائی کی خاطر دل میں ڈالی تھی وہ محض تعلیم اور جسمانی صحت تک ہی محدود نہیں رہی بلکہ ان اسکولوں ں اور ہسپتالوں کے اجراء نے افریقی باشندوں کے اندر اسلام اور احمدیت نے ایک نئی روح پھونکی، اب تک لاکھوں کی تعداد میں مسلمان اور غیر مسلم احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی چھتری تلے جمع ہوچکے ہیں۔بلکہ ان ممالک میں اسلام احمدیت کا سورج اپنی پوری آب وتاب سے چمک رہا ہے۔خلافت کی آواز پر لبیک کہنے والے مخلصین کی تعداد اب تک ہزاروں تک پہنچ چکی ہے جنہوں نے خلافت کی آواز پر لبیک کہا اور اپنے آپ کو محض اللہ اور انسانیت کی بھلائی کیلئے وقف کردیا اور اپنے گھروں کے آرام وآسائش چھوڑ کر افریقہ جیسے پسماندہ ممالک میں جہاں زندگی کی سہولیات نہ ہونے کے برابر ہیں رہ کر اپنے خلیفہ کے مشن کو آگے بڑھانے میں مصروف ہیں۔

ثمرات:۔

گویا جس انسانی خدمت کے جذبے کا سلسلہ محض 52 لاکھ پاکستانی روپے سے شروع ہوا تھا، پھلتے پھلتے وہ اب لاکھوں ڈالر تک پہنچ چکا ہے۔چھوٹی چھوٹی دُکانوں سے شروع ہونے والے کلینک اب بڑے بڑے ہسپتال بن چکے ہیں۔بغیر سہولیات کے چلنے والے اسکول اب بڑے بڑے تعلیمی اداروں میں بدل چکے ہیں۔جہاں حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے موعود نافلہ کے ماٹو!!!

"Love for all hatred for none"

(مُحبّت سب سے نفرت کسی سے نہیں) پر عمل کرتے ہوئے۔اس کارِ خیر میں مصروف ہیں۔ایک اندازے کے مطابق اس وقت ترقی پذیر افریقی ممالک میں 373 اسکول پانچ کالج اور 36 ہسپتال ہیں جو انسانی فلاح و بہبود میں لگے ہوئے ہیں۔

1980 کے جلسہ سالانہ پر فرمایا کہ ''نصرت جہاں اسکیم کو اللہ تعالیٰ نے ایسی عظیم الشان کامیابی عطا کی ہے کہ ساری دُنیا کے دماغ مل کر بھی

اس کا تصور نہیں کر سکتے۔ 1970 سے لے کر آج تک جماعت کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر دوسرے دن کی ہونے والی خلیفۂ وقت کی تقریر میں (ہوا میں تیرے فضلوں کا منادی) "نصرت جہاں اسکیم" کے حاصل ہونے والے افریقہ ممالک کے ثمرات کا ذکر سب سے نمایاں ہوتا ہے۔ خلیفہ وقت کے پاس ان فضلوں اور اللہ کی ان رحمتوں کا ایک بے بہا ذخیرہ ہوتا ہے جو نہ ختم ہونے والا ہوتا ہے۔ جسے وقت کی وجہ سے مختصر کرنا پڑتا ہے۔ ہسپتالوں میں آنے والے سینکڑوں مریضوں کا چونکا دینے والا ذکر ہوتا ہے۔ جن کو ان ہسپتالوں سے معجزانہ شفا مل چکی ہوتی ہے۔ جن میں سے ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں دوسرے سرکاری اور بڑے بڑے ہسپتال لا علاج قرار دے چکے ہوتے ہیں۔ مگر کسی دوسرے کے تجربے کی بناء پر یا کسی اور کی ترغیب پر یہاں محض قسمت آزمانے آجاتے ہیں اور موت کے منہ میں جانے کی بجائے زندگی کی مٹھاس لے کر گھروں کو جاتے ہیں۔ ایسے ایسے احمدیت اور اسلام کے مخالفوں کا ذکر بھی ہوتا ہے۔ جو باوجود مخالفت اور دُشمنی کے جب بیمار ہوتے ہیں تو اپنے ملک کے ہسپتال چھوڑ کر احمدیہ کلینک ہی آنا پسند کرتے ہیں اور جب واپس جاتے ہیں تو ان کے پاس محض جسمانی شفا ہی نہیں ہوتی بلکہ روحانی طور پر بھی مکمل شفایاب ہو چکے ہوتے ہیں۔ یعنی احمدیہ کلینک کے مسیحاؤں کے حسنِ سلوک اور فیاضانہ مہمان نوازی کے صدقے اللہ تعالیٰ نے ان کو حقیقی اسلام یعنی احمدیت کا گرویدہ بنا دیا ہوتا ہے۔

یہی حال تعلیمی اداروں کا ہے۔ غریب مفلوک الحال لوگ جن کے پاس تن ڈھانپنے کو کپڑا ہو نہ ہو اور پیٹ بھرنے کو روٹی نہ ہو۔ انہیں مفت پڑھائی کی سہولت مل جائے۔ ظاہر ہے یہ نعمت کسی معجزے سے کم نہیں ہوگی۔

> لجنات حضورِ انور کے ارشاد کے مطابق روزانہ دو نوافل کا التزام کریں۔ جماعت ناروے نے نفلی روزہ کے لئے ہر سوموار کا دن مقرر کیا ہوا ہے۔ جزاکم اللہ

خلافت

خدا کا یہ احسان ہے ہم پہ بھاری
کہ جس نے ہے اپنی یہ نعمت اتاری
نہ مایوس ہونا گھٹن ہو نہ تاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

نبوت کے ہاتھوں جو پودا لگا ہے
خلافت کے سائے میں پُھولا پھَلا ہے
یہ کرتی ہے اس باغ کی آبیاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

خلافت سے کوئی بھی ٹکر جو لے گا
وہ ذلّت کی گہرائی میں جا گرے گا
خدا کی یہ سنّت ازل سے ہے جاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

خدا کا ہے وعدہ خلافت رہے گی
یہ نعمت تمہیں تا قیامت ملے گی
مگر شرط اس کی اطاعت گزاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

محبت کے جذبے، وفا کا قرینہ
اُخوّت کی نعمت، ترقی کا زینہ
خلافت سے ہی برکتیں ہیں یہ ساری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

الٰہی ہمیں تُو فراست عطا کر
خلافت سے گہری محبت عطا کر
ہمیں دکھ نہ دے کوئی لغزش ہماری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

(ہے دراز دستِ دُعا مرا صفحہ ۱۵۱،۱۵۲)

خلافت رابعہ میں ہجرت کے اثمار

آسیہ پرویز صاحبہ مجلس کلوفتہ

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِى الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ط (سورۃ النساء آیت:۱۰۱)

ترجمہ: اور جو شخص اللہ کی راہ میں ہجرت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے زمین میں بہت سی وسعتیں عطا فرماتا ہے۔

اس آیت کریمہ کا سب سے عظیم الشان اطلاق تو حضرت محمد ﷺ پر ہوتا ہے جنہیں اسلام کے دشمنوں نے مکہ مکرمہ سے ہجرت پر مجبور کر دیا تھا۔ چونکہ آپ کی ہجرت محض اللہ تعالیٰ کی خاطر تھی اس لیے خدا تعالیٰ نے آپ کو عظیم الشان عالمی فتوحات جیسے اثمار سے نوازا۔ آپ ﷺ کے بعد بھی یہ مضمون آپؐ کے غلاموں پر بڑی شان و شوکت سے صادق آتا رہا۔ چنانچہ جماعت احمدیہ بھی اس آیت کریمہ کی مصداق ٹھہری۔

۱۹۸۴ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ پاکستان سے بتقدیر الٰہی ہجرت کر کے لندن تشریف لائے تو جماعت ایک نئے دور میں داخل ہوئی۔ وہ دور جس میں مخالفتیں بھی انتہا درجہ کی ہوئیں۔ یہاں تک کہ پاکستان کے اس وقت کے آمر نے اپنے اس ناپاک عزم کا کھلے بندوں اعلان کیا اور اس کا یہ پیغام انگلستان میں مولویوں کی ایک کانفرنس میں پڑھ کر سنایا گیا کہ وہ احمدیت کے کینسر کو ختم کر دے گا۔ لیکن جس قدر مخالفت بڑھتی گئی اس سے کہیں زیادہ زور اور شدت کے ساتھ آسمان سے فرشتوں کی مدد نازل ہوتی چلی گئی اور وہ صدائے فقیرانہ جسے دشمن ختم کر دینا چاہتا تھا دیکھتے ہی دیکھتے تمام اطراف میں اس شان اور عظمت سے پھیلنے لگی کہ اس سے زمین ہی نہیں فضا بھی گونجنے لگی۔ بڑی کثرت سے مساجد کی تعمیر شروع ہوئی۔ قرآن مجید اور اسلامی لٹریچر کا مختلف زبانوں میں ترجمہ ہوا اور اسے کثرت سے پھیلایا گیا۔ خدمت خلق اور ہمدردیٔ بنی نوع انسان کے کاموں میں نئی بلندیاں حاصل ہوئیں اور لوگ جوق در جوق اس الٰہی نظام سے وابستہ ہونے لگے۔ ۱۹۹۳ء میں پیارے حضور خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے عالمی بیعت کی تحریک فرمائی تو چند ہزار سالانہ سے بڑھ کر یکدم دو لاکھ چار ہزار تین سو آٹھ تک تعداد جا پہنچی۔ آپ نے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ اگلے سال دو گنا ہو جائے تو خدا تعالیٰ نے ایسا بابرکت سلسلہ چلایا کہ یہ سلسلہ اس طرح بڑھتے بڑھتے ۱۹۹۸ء میں صرف ایک سال میں ۵۰ لاکھ چار ہزار ۵۹۱ بیعتوں تک جا پہنچا۔ (مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۱۲ مئی ۱۹۹۹ تا ۷ مئی ۱۹۹۹)

جب بیعتوں کا سلسلہ شروع ہوا تو اس میں بیسیوں اقوام اور بیسیوں ممالک کے سینکڑوں زبانیں بولنے والے لوگ تھے۔ ان سب کی تربیت اور اصلاح ایک بہت بڑے اور وسیع نظام کا تقاضا کر رہی تھی جس کے ذریعہ وہ خدا کے خلیفہ کا حتی المقدور قرب حاصل کر سکیں۔

جماعت کی نئی نسل خصوصاً واقفین نو مستقبل کے مبلغ اور خدام

دین اپنے امام کی براہ راست توجہ اور رہنمائی کے محتاج تھے۔ ان حالات میں امام اور جماعت کے درمیان ایک ایسے رابطے کی ضرورت تھی جس میں کوئی دوسرا وجود حائل نہ ہو۔اور اگر زبان سمجھ بھی نہ آئے اور ترجمہ سن رہے ہوں، تب بھی امام کے دلی تاثرات آنکھوں کی راہ سے دلوں میں اُتریں اور ہیجان پیدا کریں۔ یہ ضرورت تھی جو خدا تعالیٰ نے ایم ٹی اے کے ذریعہ پوری فرمائی۔ خلافت رابعہ کے ہجرت کے اثمار میں سے یہ وہ بہترین ثمر تھا جس نے خلافت کے ساتھ محبت اور پیار کے دریا کناروں سے اچھال دیے۔ دُنیا کی تاریخ میں ٹیلی ویژن کو پہلی دفعہ اعلیٰ روحانی اقدار کے لیے استعمال کیا گیا جو موت کے منہ سے انسان کو کھینچ کر لے آیا ہے۔ یہ بات سچ ہے کہ

یہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہوگی

محبت کا تو اک دریا رواں ہے

MTA کے پس منظر کا ایک بہت بڑا پہلو جماعت احمدیہ کا وہ جہاد ہے جو اس نے دجالی طاقتوں کے خلاف جاری کیا ہوا ہے۔

MTA پر حضور نے ترجمۃ القرآن کلاس کا آغاز کیا اور کل ۳۰۵ کلاسز نشر ہوئیں جس کا ثمر ہمیں قرآن کریم کے اُردو ترجمہ کی صورت میں ملا جو نہایت آسان سلیس اور فہم زباں میں پیش کیا گیا ہے جس سے قرآن کریم کا ترجمہ جاننے اور مفہوم سمجھنے والوں کے لیے بڑی آسانی پیدا ہوگئی ہے۔

۲۷ فروری ۱۹۹۳ سے MTA پر لائیو درس القرآن کا سلسہ جاری ہوگیا۔اور یہ بابرکت سلسہ ۱۵ دسمبر ۲۰۰۱ تک جاری رہا۔ ان درسوں میں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے حل لغات، عمومی تشریحات اور بیسیوں اختلافی مسائل پر سیر حاصل بحث کی۔

نیز مستشرقین اور شیعہ علماء کے اعتراضات کے مدلل اور معقول جوابات دیے۔

آپ علم کا سمندر تھے۔آپ نے MTA کے ذریعہ اپنے خدا داد علم سے سامعین کی علمی پیاس بجھائی۔ ان پروگرامز کی کل تعداد ۲۸۲۴ بنتی ہے۔تفصیل درج ذیل ہے۔

۔پروگرام اعتراضات کے جوابات	۳۷
۔انگریزی ملاقات	۱۵۰
۔اردو ملاقات	۱۶۰
۔ہومیوپیتھی	۸۹۱

اس موضوع پر آپکی ایک شاہکار تصنیف ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل جو ۸۶۹ صفحات پر مشتمل ہے منظر عام پر آچکی ہے۔ یہ تصنیف ہومیوپیتھی پر ایک انسائکلوپیڈیا ہے جس سے بے شمار لوگ طبی لحاظ سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

۔لقاء مع العرب	۴۷۲
۔اردو کلاس	۴۵۰
۔بچوں کی کلاس	۳۰۰
۔فرنچ ملاقات	۲۰۹
۔بنگلہ ملاقات	۱۲۸
۔جرمن ملاقات	۱۳۰
۔لجنہ ملاقات	۱۳۰
۔اطفال ملاقات	۴۵

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل ۲۵ جولائی ۲۰۰۳)

مجلس عرفان کے پروگرام ان کے علاوہ ہیں۔ یہ وہ اثمار ہیں جو روح افزاء بن کر ہر احمدی کے دل و دماغ کو تقویت بخش رہے ہیں۔ بہتوں کی ہدایت اور اصلاح کا باعث بنے۔آپ نے

ان پروگراموں میں نہایت دلچسپ انداز میں روحانی خزائن کو تقسیم فرمایا۔

جناب ظہورالدین بابر صاحب اپنے کلام میں اس منظر کو یوں بیان کرتے ہیں۔

کانوں میں زندگی کا رس گھولتا ہوا
باتوں میں اپنی لعل و گہر رولتا ہوا
کیا رنگ تھا عجیب سوال و جواب کا
وہ آگہی کے سینکڑوں در کھولتا ہوا
کس بات کو کہیں کہ وہ بات خوب تھی
ہر بات تو وہ جیسے کرے تولتا ہوا

حضرت مسیح موعودؑ نے بڑے جلال اور تحدّی سے الٰہی وعدوں اور خدائی نصرتوں پر کامل یقین رکھتے ہوئے علی الاعلان فرمایا تھا:

''دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دُنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا اور دُنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہوگا۔ یہ باتیں انسان کی باتیں نہیں۔ یہ اس خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔'' (تحفہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۷ص ۱۸۲)

ہجرت ہی کی وجہ سے یہ ساری بشارتیں جن کا مرکزی نقطہ تائید و نصرت الٰہی ہے بڑی شان سے دن رات پوری ہو رہی ہیں۔ ہر آنے والا دن احمدیت کی روز افزوں ترقی کا آئینہ دار ہے۔ اسلام کے عالمگیر غلبہ کے آثار روشن تر ہوئے جا رہے ہیں۔ فتح اسلام کا دلربا نقشہ ہماری نظروں کے سامنے روز بروز کھلتا جا رہا ہے۔

۲۰۴ ملکوں میں احمدیت کا پودا لگ چکا ہے۔ دُنیا بھر میں جماعت احمدیہ عالمگیر کی اشاعت اسلام و احمدیت، مساجد کی تعمیر۔ قرآن کریم اور دیگر اسلامی لیٹریچر کی اشاعت۔ خدمت انسانیت اور رفاہی کاموں اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور احمدیت کی مقبولیت کے روشن نشانات خلافت رابعہ کی ہجرت کے اثمار ہی تو ہیں۔ ہجرت کے بعد عطا ہونے والے اثمار کا مکمل احاطہ کرنا تو ممکن نہیں۔ مختصر خاکہ پیش کیا گیا۔ تاریخ آپ کو ہمیشہ ایک رہبر اور راہ نما کے طور پر یاد کرے گی۔ آپ نے جماعت کی ترقی میں ایک خاص کردار ادا کیا۔

اللہ تعالیٰ آپ پر ہزاروں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین اللھم آمین

ٹوٹکے

روزانہ ایک سیب	نو ڈاکٹر
روزانہ پانچ بادام	نو کینسر
روزانہ ایک لیموں	نو مٹاپا
روزانہ ایک گلاس دودھ	نو بون پرابلم
روزانہ چار کھجوریں	نو کمزوری
روزانہ ۱۲ گلاس پانی	نو سکن پرابلم
روزانہ پانچ وقت نماز	نو ڈیپریشن
روزانہ تلاوت کریم	سکون ہی سکون

(سیّدہ امتہ السلام عقیل صاحبہ مجلس برنسدال)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس.. امن کے پیامبر

(عفیفہ نجم۔ جماعت stovner)

خدا تعالیٰ کے ہم پر بیشمار احسانات میں سے ایک احسانِ عظیم یہ بھی ہے کہ اس نے خلافت علیٰ منہاجِ نبوت کا مبارک نظام ہمیں دیا۔ اور جب وہ کسی کو کسی کام کیلئے منتخب کرتا ہے تو اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْہَاد کے مطابق اسے اپنی غیر معمولی تائید و نصرت سے بھی نوازتا ہے۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ بھی الٰہی نصرت کے نشانات سے بھری پڑی ہے جو اس پر بارش کی طرح برستے رہتے ہیں۔

قدرتِ ثانیہ کے پانچویں مظہر حضرت مرزا مسرور احمد ایدہٗ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مبارک و مقدّس وجود رِجالٌ مِن فارس کا درخشندہ ثبوت بننے والا تھا اس لیے آپ کا نام مسرور احمد رکھا گیا جو حضرت مسیحِ موعودؑ کا الہامی نام ہے۔

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کو الہام ہوا تھا کہ اِنِّی مَعَکَ یَا مَسْرُوْر. اس الہام کے مصداق اللہ تعالیٰ کی خاص تائید ہمارے پیارے خلیفۃ المسیح الخامس کو حاصل ہے اور آپ کا وجود موجودہ دَور کی ظلمت میں ایک روشن مینار کی طرح ہے جو دُنیا کو اضطراب اور خوف سے نکال کر امن و آشتی کی طرف راہ نمائی کر رہا ہے۔ آپ کی مصروف ترین زندگی کا ہر لمحہ دُنیا کو اللہ کی طرف بلانے میں صرف ہو رہا ہے تا لوگ معصیت کی دلدل سے نکل کر حق کو قبول کریں او ران کے دل سکون پائیں کیونکہ جب دلوں میں سکون ہوگا تو معاشرہ میں بھی امن و سکون ہوگا۔ جماعتِ احمدیہ کا عالمی بھائی چارہ کا تصوّر اور ماٹو "محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں" ایک نہایت اہمیت کا حامل تصوّر ہے جو تمام انسانیت کو اکٹھا کر دیتا ہے اور ہر قسم کی نسلی اور مذہبی تفریق کو الگ کر کے انسانیت کو یکجا کرنے کی ضمانت دیتا ہے۔

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہٗ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز نے دُنیا کے مختلف ممالک میں جا کر امن کانفرنسز میں شرکت کی۔ ان میں کینیڈا، امریکہ، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، سنگاپور، جاپان، جرمنی، ہالینڈ، سپین، ناروے، سویڈن، ڈنمارک وغیرہ اور بعض افریقی ممالک شامل ہیں۔ ان ممالک کے مختلف شہروں میں آپ کے اعزاز میں Receptions کا اہتمام بھی کیا گیا جہاں آپ نے اپنے خطابات کے ذریعہ وضاحت فرمائی کہ دُنیا میں بدامنی کی اصل وجہ کیا ہے اور اس کا حل کیا ہے۔ آپ نے امن، انصاف اور رواداری کا پیغام دُنیا تک پہنچایا کہ محبت ہی وہ واحد راستہ ہے جس پر چل کر امن کا حصول ممکن ہے۔ نیوزی لینڈ کے بادشاہ کی طرف سے آپ کے اعزاز میں استقبالیہ دیا گیا۔ ان باوقار تقریبات میں مختلف ممالک سے آئے ہوئے اعلیٰ افسران، ڈپٹی ہائی کمشنرز، ممبر پارلیمنٹ، پولیس افسر، یونیورسٹی کے پروفیسر اور وکلاء وغیرہ نے بھی شمولیت کی اور اعتراف کیا کہ دُنیا

کی کسی بھی تنظیم کے پاس اس قسم کا نظامِ قیادت نہیں، جماعتِ احمدیہ ہی اسلام کا صحیح نمونہ ہے جو دُنیا سے نفرتوں اور برائیوں کی تاریکی مٹانے اور ہر سمت محبت و امن کی روشنی پھیلانے کا کام کر رہی ہے۔ جہاں جہاں بھی آپ تشریف لے گئے وہاں میڈیا نے بھی کوریج دی اور اخبارات اور ٹی وی کے ذریعہ امنِ عالَم کے لئے آپ کی کاوشوں کو بہت اچھے رنگ میں پیش کیا۔

قیامِ امن کے لیے آپ کی کوششوں کو دیکھتے اور سراہتے ہوئے یورپین پارلیمنٹ برسلز میں آپ کو مدعو کیا گیا جہاں آپ نے امنِ عالم کو درپیش مسائل کی نشاندہی کرتے ہوئے اسلامی تعلیم کی روشنی میں ان کے حل پر مشتمل نہایت بصیرت افروز تاریخی خطاب فرمایا اور بتایا کہ اسلام ایسا مذہب ہے جو دُنیا میں قیامِ امن کیلئے معین رہنمائی دیتا ہے۔ دُنیا کی بدامنی اور فساد کا الزام اکثر مذہب اور خصوصاً اسلام پر لگایا جاتا ہے حالانکہ اسلام تو امن اور سلامتی کا نام ہے اور امن کے قیام کیلئے اصول وضع کرتا ہے۔ جدید ذرائع آمد و رفت، میڈیا، انٹرنیٹ اور متعدد دیگر ذرائع سے دُنیا بھر کی قومیں ایک دوسرے کے قریب آ گئی ہیں اور دُنیا ایک Global village بن گئی ہے۔ مختلف ممالک کے داخلی مسائل سنگین صورت اختیار کر چکے ہیں جو کہ پوری دُنیا کیلئے خطرہ بنے ہوئے ہیں۔ چنانچہ امن کے قیام اور بہتری کیلئے ضروری ہے کہ تمام فریق باہم کوشش کریں اور حکومتیں ایسی پالیسیاں ترتیب دیں جن سے باہمی احترام کو فروغ اور تحفظ ملے اور ایسی پالیسیاں ختم کریں جن سے دوسروں کے جذبات کو ٹھیس یا نقصان پہنچتا ہو۔ بین المذاہب ہم آہنگی اور برداشت پیدا کریں اور مسلمانوں کے خلاف پابندیاں لگانے سے گریز کریں کیونکہ پابندیوں سے نہ تو ذہن و تصورات کو بدلا جا سکتا ہے اور نہ امن حاصل ہو سکتا ہے۔ جب بھی کسی کو مذہبی یا اعتقادی طور پر دبایا جاتا ہے تو اس کا منفی ردّعمل ظاہر ہوتا ہے جو امن کی تباہی کا باعث بنتا ہے۔ آپ نے بتایا کہ اس قسم کے مسائل اور بے چینی کا ایک سبب معاشی بحران بھی ہے۔ اس بحران نے نہ صرف مغربی اور مسلم ممالک کے درمیان اختلافات پیدا کئے ہیں بلکہ یورپین ممالک کے باہمی تعلقات کو بھی متاثر کیا ہے۔

آپ نے بتایا کہ امن اور تحفّظ کے بہت سے پہلو ہیں۔ جہاں ہر ایک پہلو اپنی جگہ انفرادی طو پر اہمیت کا حامل ہے وہاں ایک پہلو دوسرے پہلو سے باہمی ربط بھی رکھتا ہے۔ معاشرہ میں امن کے قیام کا سب سے بنیادی عنصر گھریلو سکون اور ہم آہنگی ہے۔ گھر کی صورتِ حال کا مقامی علاقہ پر گہرا اثر ہوتا ہے، پھر اس علاقہ کا اثر قصبہ یا شہر پر ہوتا ہے اور اسی طرح ایک شہر کی صورتِ حال پورے ملک کی مجموعی صورتِ حال پر اور پھر ایک ملک کی بدامنی پوری دُنیا کے امن و سکون کو متاثر کرتی ہے۔

آپ نے یہ بھی بتایا کہ امن قائم کرنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ کوئی فریق کسی بھی طور پر فخر اور تکبّر کے جذبات کا اظہار ہرگز نہ کرے۔ کوئی قوم کسی دوسری قوم سے اعلیٰ یا افضل نہیں ہے بلکہ قومیتوں، رنگوں اور نسلوں کا اختلاف صرف اور صرف شناخت اور پہچان کیلئے ہے۔ اگر ترقی یافتہ قومیں ترقی پذیر ممالک کا استحصال کریں اور ان کو ترقی کے مواقع فراہم نہ کریں تو پھر اضطراب پھیلے گا اور بے چینی عالمی امن اور تحفّظ پر غالب

آ جائے گی۔ باہمی اتحاد کو برقرار رکھنے کیلئے ایک دوسرے کے حقوق تلف نہیں کرنے چاہئیں بلکہ ان کا احترام کرنا چاہئے اور دوسروں کی دولت اور اَملاک کی حرص نہیں کرنی چاہئے۔ سزا قصور کے مطابق ہونی چاہئے لیکن معاف کرنے سے اصلاح ہوتی ہو تو معاف کرنے کو ترجیح دینی چاہئے اور اصل بنیادی مقصد اصلاح، مفاہمت اور دیرپا امن کا قیام ہونا چاہئے۔

آپ کے اس بصیرت افروز خطاب، آپ کے نظریات اور امنِ عالم کے لئے آپ کی کوششوں کو تمام لیڈروں نے بہت سراہا۔

Bishop Dr. Amen Howard نے کہا کہ "یہ شخص جادوگر نہیں ہے لیکن ان کے الفاظ جادو کا سا اثر رکھتے ہیں۔ لہجہ دھیما ہے لیکن ان کے منہ سے نکلنے والے الفاظ غیر معمولی طاقت، شوکت اور اثر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اس طرح کا جرأت مند انسان مَیں نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔ آپ کی طرح کے صرف تین انسان اگر اس دنیا کو مل جائیں تو امنِ عامہ کے حوالے سے اس دُنیا میں حیرت انگیز انقلاب مہینوں نہیں بلکہ دنوں کے اندر برپا ہو سکتا ہے اور یہ دُنیا امن اور بھائی چارہ کا گہوارہ بن سکتی ہے"۔

جاپانی بدھ ازم کے نمائندہ Jorge Koho Mello نے کہا کہ "آپ (حضور انور ایدہٗ اللہ تعالیٰ) کو جو علم، دانائی اور حکمت ودیعت کی گئی ہے کاش لوگ اس علم اور دانائی سے فائدہ اُٹھائیں"۔

ایک ممبر پارلیمنٹ Dr. Mass نے اپنے تأثرات کا ظہار کرتے ہوئے کہا کہ "حضور نے دُنیا کیلئے جو امن کا پیغام دیا ہے اور ہماری راہ نمائی کی ہے اس کے لئے ہم ان کے بے حد شکرگذار ہیں"۔

ایک اور ممبر پارلیمنٹ Mr. Godfrey Bloom نے کہا "آج حضور انور کے خطاب نے ہمیں روشنی عطا کی ہے"۔

فرانس سے ایک یونیورسٹی کے پروفیسر Mr. Marco Tiani نے کہا کہ "میرے لئے یہ بہت عزّت اور برکت کا باعث تھا کہ مَیں ایک حقیقی امن والے انسانی حقوق کے عظیم لیڈر اور مذہبی آزادی کے ایک حقیقی علمبردار کی موجودگی میں وہاں موجود ہوں۔ میرے لئے یہ فخر کی بات ہے کہ مَیں ایک مردِ خدا سے ملا جو امن اور باہمی تعلقات کا ایک عظیم لیڈر ہے اور "محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں" کا نعرہ سب سے طاقتور امن کی ضمانت دینے والا ہے"۔

اس کے علاوہ آپ نے بہت سے ممالک کے سربراہان کو خطوط لکھے جن میں پوپ، وزیرِ اعظم اسرائیل، ایران کے صدر، امریکہ کے صدر، کینیڈا کے وزیرِاعظم، سعودی عرب کے بادشاہ، چین کے راہ نما اور یوکے کے وزیرِ اعظم وغیرہ شامل ہیں۔ ان خطوط میں آپ نے ان کو توجہ دلائی کہ وہ عالمی امن کے قیام کیلئے اپنی پالیسیاں بدلیں اور مذہب کے نام پر جنگوں اور قتل و غارت گری کے خاتمہ کیلئے اپنی بھرپور کوششیں کریں کیونکہ دُنیا تباہی کے دہانے پر کھڑی ہے۔ مسلمانوں کو دہشت گرد سمجھا جاتا ہے حالانکہ اسلام کی تعلیم تو محبت اور امن وسلامتی کا سبق دیتی ہے۔ مسلمان نہیں چاہتے کہ وہ دُنیا میں عالمی جنگ اور تباہی کا سبب بنیں۔ اگر عالمی جنگ شروع ہوگئی تو ہولناک تباہی یقینی ہے کیونکہ یہ ایٹم کا دَور ہے۔

دُنیا کے تیزی سے بگڑتے ہوئے حالات اور عرب ممالک جن

میں خاص طور پر شام کی نازک صورتِ حال کے پیشِ نظر آپ وقتاً فوقتاً مختلف رہنماؤں سے ملاقاتیں کرکے ان کے سامنے اسلامی نظریات اور ایسا لائحہ عمل پیش کرتے ہیں جن سے دُنیا میں امن کا قیام ممکن ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ مختلف ممالک میں مساجد کی تعمیر میں کوشاں ہے۔ان مساجد کے افتتاح کے موقع پر جہاں مقامی کمیونٹی کے نمائندے اور اعلیٰ عہدیدار بھی مدعو ہوتے ہیں حضور ایدہٗ اللہ تعالیٰ ان کے سامنے اسلامی اخوّت کی تعلیم پیش کرتے ہیں جس کا ان کے دلوں پر مثبت اثر ہوتا ہے اور وہ اس کا اعتراف بھی کرتے ہیں کہ آپ قیامِ امن کے حقیقی علمبردار اور عظیم لیڈر ہیں۔

آپ اپنی جماعت اور دیگر مسلمانوں کو بھی اپنے خطبات اور خطابات کے ذریعہ یہی پیغام دیتے ہیں کہ دُنیا میں امن کے قیام کیلئے ضروری ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے صحیح اسلامی نمونہ پیش کریں کیونکہ اسلامی تعلیم امن کی ضمانت دیتی ہیں۔ظلم کا جواب ظلم سے دینے کی بجائے صبر اور دُعا کو اپنا ہتھیار بنائیں اور اپنے درد وغم کو دُعاؤں میں ڈھال لیں۔

تو نے بانٹے، جو پیار کے تحفے۔ پھول کھلتے دلوں پہ دیکھا ہے
تیرے منشورِ امنِ عالم کو پاؤں دھرتے دلوں پہ دیکھا ہے
اے محبت کے بادشاہ تیرا حکم چلتے دلوں پہ دیکھا ہے

عہد لجنہ اِماءِاللہ

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

''میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنے مذہب اور قوم کی خاطر اپنی جان، مال، وقت اور اولاد کو قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار رہوں گی، نیز سچائی پر ہمیشہ قائم رہوں گی اور خِلافتِ احمدیہ کو قائم رکھنے کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار رہوں گی''۔اِنشاءاللہ تعالیٰ

عہد ناصرات الاحمدیہ

''میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنے مذہب، قوم اور وطن کی خدمت کے لئے ہر وقت تیار رہوں گی۔سچائی پر ہمیشہ قائم رہوں گی اور خِلافتِ احمدیہ کو قائم رکھنے کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار رہوں گی''۔اِنشاءاللہ تعالیٰ

``Jeg bevitner at jeg vil til enhver tid være villig til å ofre mitt liv, eiendeler,tid og barn for min tro og mitt land. Jeg vil stå fast ved sannheten, og være villig til å ofre alt for å opprettholde Khilafat-e-Ahmadiyyat.``

خونِ شہیدانِ اُمّت کا اے کم نظر رائیگاں کب گیا تھا کہ اب جائے گا
ہر شہادت ترے دیکھتے دیکھتے پھول پھل لائے گی، پھول پھل جائے گی
(مریم مسلم مجلس کلونتہ)

میرے والد پروفیسر عباس بن عبدالقادر (تاریخ پیدائش 28 دسمبر 1918 تاریخ شہادت 2 ستمبر 1974) اور چچا جان ڈاکٹر عقیل بن عبدالقادر (تاریخ پیدائش 21 اکتوبر 1921 تاریخ شہادت 9 جون 1985) حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے برادر نسبتی حضرت پروفیسر عبدالقادر صاحب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادگان تھے۔ میں پہلے اپنے والد کے بارے میں کچھ واقعات عرض کروں گی اور پھر چند باتیں چچا جان کے بارے میں۔

پروفیسر عباس بن عبدالقادر

میرے والد ایک سچے مسلمان، احمدیت کے جانثار، جری اور نڈر داعی الی اللہ، خلافت سے سچا تعلق رکھنے والے، بے حد علم دوست اور ضرورت مندوں کے کام آنے والی ہستی تھے۔ ان کی زندگی کا مقصد لوگوں کو مشکلات سے نکالنے اور ضرورت کے وقت مدد کرنا تھا۔ اپنی 56 سالہ مختصر زندگی میں انہوں نے معاشرے میں ہر طبقے سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی خدمت کی۔

ایک پروفیسر کی حیثیت سے اپنے شاگردوں کی تعلیم کے حصول میں مدد کے علاوہ زندگی کے مسائل میں انکی مدد کرنا بھی ضروری سمجھتے تھے۔ اسی وجہ سے شہری علاقوں سے باہر سے آنے والے شاگردوں کے والدین آپ کو ان کا سرپرست مقرر کر دیتے تھے۔ ان کے ایک احمدی شاگرد ڈاکٹر بشیر صاحب (جواب امریکہ میں مقیم ہیں) نے میری والدہ کو بتایا کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی شاگرد کو کرایہ کی ضرورت ہو یا کوئی اور مسئلہ ہو، یا پھر فیس کے معاملات ہوں اور پروفیسر صاحب نے مدد نہ کی ہو یا حل نہ کی ہوں۔

ہمارے بچپن میں ہمیں یاد ہے کہ کالج جانے سے پہلے اپنے شاگردوں کو جن کو مضامین میں مدد کی ضرورت ہوتی صبح سویرے گھر پر بغیر کوئی فیس لئے پڑھاتے۔ آپ کے شاگرد دُنیا میں ہر طرف آپکی ان کوششوں کے ثبوت کے طور پر پھیلے الحمد للہ کامیاب زندگیاں گذار رہے ہیں۔ اور بہت سے صدقہ جاریہ کی صورت میں آپ کے کام کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ آپ کے ایک شاگرد چودھری محمد حسین صاحب لاہور میں ایک مشہور اور کامیاب وکیل رہے ہیں۔ چودھری صاحب محترم کالج کے زمانے میں اپنی تعلیم جاری رکھنے کے ساتھ ساتھ اپنے یتیم بہنوں بھائیوں اور والدہ کی کفالت کے لئے پنجاب یونیورسٹی کے ایک آفس میں کلرک کی نوکری بھی کرتے تھے۔ ان کے آفس کے ڈیسک میں کسی نے ایک غیر لائسنس شدہ پستول رکھ دیا جس کی وجہ سے ان پر ایک فوجداری مقدمہ قائم ہو گیا۔ میرے والد نے ان کی ضمانت دی جس کی وجہ سے ان کی تعلیم میں حرج نہ ہوا اور وہ اپنی تعلیم مکمل کر کے ایک بہترین پیشہ اپنا سکے۔ چودھری صاحب اس وجہ سے غیر از جماعت ہونے کے باوجود ابا جان سے بہت عقیدت رکھتے تھے اور جب ابا جان کو ملازمت میں سنیارٹی کا مقدمہ کرنا پڑا تو چودھری صاحب نے فیس لینے سے انکار کر دیا اور اس کے بغیر ہی خدا کے فضل سے مقدمہ میں کامیابی حاصل کی۔

گھر کے ملازمین سے بھی ہمیشہ بہت ہمدردی اور نرمی سے پیش آتے اور ان کی بھی ہر ممکن مدد کرتے۔ اگر سڑک پر چلتا ہوا کوئی ضرورت مند مل جاتا تو اسی وقت اس کی ضرورت پوری کرنے کی کوشش کرتے، حتیٰ کہ اپنا کوٹ اور سوئیٹر بھی اتار کر دے دیتے۔ میرے ابا جان جماعت سے

تعلق ترک کرنے والے احباب کو جماعت کی طرف واپس لانے میں مستقل بہت کوشش کرتے رہتے۔ خیر پور سندھ میں ایک صاحب (نام لینا مناسب نہیں) اپنے والد سے اختلاف کی وجہ سے جماعت سے دور ہو چکے تھے۔ ان کے ایک بھائی مخلص احمدی تھے اور مرکز سلسلہ ربوہ میں ایک اہم عہدے پر فائز تھے اور بہن بھی مخلص احمدی تھیں۔ ابا جان کو جب ان کے بارے میں علم ہوا تو ان کو محبت اور ہمدردی سے سمجھانے کی کوشش کرتے رہتے اور ان کی مالی مشکلات میں اکثر ان کی مدد کرتے رہتے۔ بہت سے لوگ آپ کی تبلیغ سے احمدیت میں داخل ہوئے اور خدا کے فضل سے ہمیشہ جماعت سے منسلک رہے۔ آپ کی تبلیغ کا انداز کبھی جارحانہ نہ رہا مگر کبھی بھی جماعت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر مخالفانہ حملوں کو بھی برداشت نہ کرتے اور ضرور مدلل جواب دیتے۔

آپ کی شہادت پر آپ کی اسی جری طبیعت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جماعت کے مایہ ناز شاعر محترم چودھری محمد علی صاحب نے اپنی ایک نظم میں آپ کے بارے میں اس طور سے ذکر کیا۔

"میں روح عصر ہوں، نہ مجھے موت سے ڈرا"

آپ کی شہادت ذوالفقار علی بھٹو کے زمانے میں جماعت احمدیہ کے خلاف ہنگاموں کے دوران 2 ستمبر 1974 کو خیر پور سندھ میں ہوئی جہاں آپ کالج میں پروفیسر کی حیثیت سے تعینات تھے۔ دادا جان حضرت پروفیسر عبدالقادر صاحب رضی اللہ عنہ ابا جان کی شہادت کے وقت حیات تھے۔ آپ نے کہا کہ "میں نے کچھ عرصہ پہلے خواب میں دیکھا کہ مجھے جنت کے پھلوں میں سے پھل پیش کئے گئے اور میں بعد میں بہت حیران تھا کہ میں نے کیا ایسا کام کیا ہے، مگر عباس کی شہادت کے بعد مجھے اس خواب کی تعبیر یاد آئی کہ جنت کے پھلوں سے مراد تو شہید اولاد ہوتی ہے"

آپ کی شہادت کے وقت احباب جماعت کے علاوہ غیر از جماعت لوگوں نے بھی بہت افسوس کا اظہار کیا اور ہمارے غم میں شریک رہے۔

ڈاکٹر عقیل بن عبدالقادر

چچا جان ڈاکٹر عقیل بن عبدالقادر بھی اپنے بڑے بھائی پروفیسر عباس بن عبدالقادر کی طرح سے ایک بہت نافع الناس اور بہادر وجود تھے۔ اپنے تمام کامیاب کیریئر میں انہوں نے کبھی جماعت سے تعلق رکھنے والے کسی فرد سے اپنی ذاتی فیس نہ لی۔ استطاعت نہ رکھنے والے غیر از جماعت مریضوں کا علاج بھی فیس لئے بغیر کرتے، اور بہت سے لوگوں کو گھر میں رکھ کر علاج کرتے، آپ آنکھوں کے علاج اور سرجری میں بہت مہارت رکھتے تھے۔

خدا تعالیٰ کا آپ سے عجیب تعلق تھا۔ اس سلسلے میں ایک واقعہ پیش کرتی ہوں۔

کراچی میں رہائش رکھنے والے ایک صاحب ایک ایسی آنکھوں کی بیماری میں مبتلاء ہوئے جس سے ان کی بینائی متاثر ہوئی اور بہت علاج کرنے کے بعد ڈاکٹروں نے ان کو کہہ دیا کہ اب اور کوئی علاج نہیں اور بینائی مکمل ختم ہو جائے گی، وہ صاحب اس بات سے بہت غمگین ہوئے۔ یہ صاحب شعر و شاعری بھی کرتے تھے۔ انہوں نے خدا تعالیٰ سے دُعا کی اور یہ ارادہ کیا کہ وہ حضرت اقدس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایک نعت لکھیں گے اور اس مبارک توصیف سے ان کی بینائی ٹھیک ہو جائے گی۔ انہوں نے ایک نعت تحریر کی اور کچھ عرصے بعد ان کو خواب میں کہا گیا کہ تم ہندوستان کے شہر اجمیر چلے جاؤ اور وہاں جا کر دُعا کرو۔ وہاں جا کر جب ان صاحب نے دُعا کی تو ایک دن ان صاحب کو خواب ہی میں بتایا گیا کہ "ڈاکٹر عقیل کے پاس تمہارا علاج ہے"۔ ان صاحب کو ڈاکٹر عقیل کے بارے میں کچھ علم نہ تھا، انہوں نے وہاں پر رہنے والوں سے معلوم کرنے کی کوشش کی مگر وہاں پر بھی کوئی بھی کسی آنکھوں کے علاج کے ماہر ڈاکٹر عقیل کے بارے میں کچھ نہ بتا سکا۔ جب ان کے ویزے کی مدت ختم ہوئی تو وہ واپس ملک کی طرف چل پڑے۔ جب وہ صاحب لاہور سے کراچی کی طرف روانہ ہوئے تو حیدر آباد کے اسٹیشن سے کچھ پہلے دو حضرات کو ڈاکٹر عقیل آئی اسپیشلسٹ

کے بارے میں بات کرتے سنا۔ان کے پوچھنے پر ان صاحبان نے بتایا کہ ڈاکٹر عقیل حیدر آباد میں رہتے اور پریکٹس کرتے ہیں۔یہ حیدر آباد کے اسٹیشن پر اترے اور سواری لے کر سیدھے کلینک پر پہنچے۔ان صاحب نے اپنا واقعہ کچھ اور لوگوں کی موجودگی میں جن میں چچا جان ڈاکٹر عقیل صاحب کے کلینک اسسٹنٹ مبارک صاحب بھی تھے بیان کیا۔ یہ 1953 کے فسادات کے زمانے میں لاہور میں مقیم تھے اور رضا کارانہ کام میں دل و جان سے شریک رہے۔یہ صاحب خدا کے فضل سے علاج کے بعد صحت یاب ہو کر کراچی واپس لوٹے۔

چچا جان کو اپنے بھائی عباس بن عبدالقادر سے بیحد محبت تھی اور شوق شہادت بھی بہت تھا۔ میرے والد کی شہادت سے پہلے ایک خواب دیکھا کہ میرے بھائی عباس اپنے ایک کالج کے ساتھی جن کا نام مسیح الزماں تھا کے دستر خوان پر کھانا کھا رہے ہیں۔اس سے بعد میں نے یہی تعبیر کی کہ نام کا اشارہ امام الزماں کی طرف ہی تھا اور شہادت ان کا دستر خوان ہے۔یہ بھی کہتے کہ میری زبان پر بھائی کی شہادت کے بعد یہ شعر جاری ہو: قیس جنگل میں اکیلا ہے مجھے جانے دو

خوب گذرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

ابا جان کی شہادت کے عین گیارہ برس کے بعد آپ پر آپ کے گھر کے باہر گاڑی میں بیٹھے ہوئے حملہ ہوا اور آپ 63 برس کی عمر میں شہید کر دیئے گئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے آپ کے نام پر آپ کی خدمات کو زندہ رکھنے کے لئے کراچی میں ایک چیریٹی آئی ہسپتال کا قیام فرمایا اور اس کا نام ''ڈاکٹر عقیل بن عبدالقادر شہید آئی ہاسپٹل "رکھا۔ یہاں پر جماعت احمدیہ کے ماہرین امراض چشم اپنی خدمات سے لوگوں کو علاج فراہم کرتے ہیں۔

چچا جان کی شہادت کے وقت اگرچہ دادا جان کی وفات ہو چکی تھی مگر آپ کی شہادت سے حضرت دادا جان کی خواب جس میں آپ کو جنت کے پھل پیش کئے گئے دوسری دفعہ پوری ہوئی۔

ہماری دُعا ہے کہ خدا تعالیٰ ان دونوں بزرگوں کے درجات بلند سے بلند فرمائے اور ہمیں ان کی نیکیوں کا وارث بنائے۔آمین ثم آمین۔

(بقیہ روزہ صفحہ 39۔۔۔۔۔۔۔۔۔)

دودھ پلانے والی عورت اور حاملہ کے لئے کوئی ایسا حکم نہیں مگر رسول کریم ﷺ نے انہیں بیمار کی حد میں رکھا ہے۔

سوال: طالب علم جو امتحان کی تیاری میں مصروف ہے اس کے لئے روزہ رکھنے کی کیا ہدایت ہے؟

جواب: روزہ کی وجہ سے روزمرہ کی مصروفیات کو ترک کرنے کا ہمیں حکم نہیں دیا گیا اس لئے روزمرہ کے کام کی وجہ سے اگر ایک انسان کے لئے روزہ ناقابلِ برداشت ہے تو وہ مریض کے حکم میں ہے لیکن اس بارہ میں کلیۃً وہ اپنے اقدام کا خود ذمہ دار ہو گا اور اس سے اس کی نیت اور حالات کے مطابق اللہ تعالیٰ سلوک کرے گا۔(فقہ احمدیہ صفحہ 292-291)

فدیہ: جو مستقل بیمار ہوں یا روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں ان کے لئے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

''پس جو بھی تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اتنی مدت کے روزے دوسرے ایام میں پورے کرے۔اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہوں ان پر فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔(البقرہ:۱۸۵)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں: ''اس آیت میں **یُطِیْقُوْنَہٗ** کے دو معانی ہیں: ایک وہ جو طاقت رکھتے ہیں اور ایک وہ جو طاقت نہیں رکھتے کیونکہ اس لفظ میں سلبی اور ایجابی دونوں معانی پائے جاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو وقتی مجبوری یا بیماری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکیں مگر ویسے روزہ کی طاقت رکھتے ہوں ان کو فدیہ دینا چاہیے البتہ انہیں چھوٹے ہوئے روزے بعد میں رکھنے ہوں گے۔دوسرے وہ جو طاقت ہی نہیں رکھتے ان کے لئے فدیہ کافی ہوگا اور بعد میں روزے نہیں رکھنے ہوں گے۔(القرآن صفحہ 47 حاشیہ:1)

اللہ تعالیٰ ہمیں ہماری استطاعت کے مطابق رمضان کی برکتوں سے فائدہ اٹھانے کی توفیق دے۔آمین

لجنہ اماءاللہ برطانیہ کی عہدیداروں کے دوروزہ ریفریشر کورس کی اختتامی تقریب میں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے

لجنہ اماءاللہ کے سوالات کے جواب دے کر راہنمائی فرمائی

مبشرہ حامد صاحبہ مجلس درامن

ایک بہن نے اپنی بیٹی کا سوال عرض کیا کہ جب آپ کہتے ہیں کہ دُعا کرو تو خدا تعالیٰ سنتا ہے۔ اگر دُعا قبول نہیں ہوتی تو کہہ دیا جاتا ہے کہ کوئی مصلحت ہوگی۔ اس بچی کو کس طرح تسلّی بخش جواب دیا جائے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ عالم الغیب و الشہادۃ ہے۔ غیب کو بھی جانتا ہے اور حاضر کو بھی وہ جانتا ہے کہ کیا چیز بہتر ہے۔ اگر کوئی کسی رشتہ کی خواہش کرے تو وہ اس کے لئے دُعا کرے۔ اسی لئے استخارہ کا حکم ہے کہ ہوسکتا ہے جو خواہش تھی وہ بہتر نہیں تھی۔ پھر اگر کسی کا **مثال کے طور پر خیال ہے کہ وہ دُعا کرے کہ میری پہلی پوزیشن آجائے تو ہوسکتا ہے اس کی محنت کا قصور ہو۔ تم نے محنت کی مگر ہوسکتا ہے دوسروں نے اور زیادہ محنت کی ہو۔** جب اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ فلاں نے زیادہ محنت کی تو اُس کو reward ملا۔ دوسری بات یہ کہ اللہ تعالیٰ دُعا سنتا ہے۔ بچوں کی بھی سنتا ہے۔ لڑکیاں بھی کئی دفعہ بتاتی ہیں کہ اُن کی دعا قبول ہوئی۔ ان خاص حالات میں یہ سوچنا کہ دوسرا عیسائی یا کسی اور مذہب کا تھا تو پھر اسے کیوں کامیابی ملی؟ جو محنت ہے اس کا reward اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے ورنہ تو یہ اللہ تعالیٰ کی ناانصافی ہوتی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میرا اپنا تجربہ ہے کہ ایک دفعہ میرا ایک مضمون کا پرچہ خراب ہوگیا۔ فیل ہونے کا امکان تھا۔ جب تک نتیجہ نہیں آیا میں دُعائیں کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ سے چمٹا رہا۔ نتیجہ نکلنے سے پہلے خود Examination بورڈ نے سوچا کہ پرچہ مشکل تھا۔ لہٰذا اُنہوں نے کچھ Grace Marks سب کو دیدئے جس سے میں بھی پاس ہوگیا۔

ایک بہن نے کہا کہ میرا چھوٹا سا سوال ہے۔ ہم کہتے ہیں خدا تعالیٰ ستّر ماؤں سے زیادہ شفیق ہے مگر بعض واقعات اور حادثات ایسے ہوتے ہیں کہ پھر ہم کہتے ہیں اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: سوال آپ کا چھوٹا ہے مگر اس کا جواب بہت بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ اگر میں انسانوں کو فوری سزا دینے پر آؤں تو اس کے نتیجہ میں یہ نہیں فرمایا کہ تمام انسانوں کو ختم کردوں بلکہ فرمایا دُنیا میں جو زندگی ہے اسے ختم کردوں۔ یعنی جس پہ تم depend کرتے ہو اُسے ختم کردوں۔ بہت ساری باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہوتا ہے کہ دُنیا کی اصلاح اس طرح کرنی ہے۔ یہ بات نہیں کہ صرف غریب ملکوں پر آفات آتی ہیں۔ پچھلے کچھ عرصہ سے امریکہ پر مختلف آفات آرہی ہیں۔ طوفان آرہے ہیں۔ پچھلے دنوں کینیڈا میں بھی سخت طوفان آیا۔ کیلگری میں کسی لڑکے نے مجھے پوچھا کہ غریب ملکوں پر کیوں آفات آتی ہیں۔ مَیں نے کہا امریکہ میں بھی آفات آتی ہیں، یہاں بھی آتی ہیں۔ میرے آنے کے بعد کیلگری (کینیڈا) میں ایسی طغیانی بارشیں ہوئیں کہ جو امیر لوگ ہیں اُن کے گھر بھی ڈوب گئے۔ **اللہ تعالیٰ کو علم ہے اُس نے کہاں سزا دینی ہے اور کس طرح اصلاح کرنی ہے۔ امیر بھی مرتے ہیں لیکن امیروں کی زندگیاں غریبوں پر، عوام الناس پر depend کررہی ہوتی ہیں۔** اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تمہیں ختم کرنے کے لئے کسی کو بھی ختم کرسکتا ہوں۔

ایک بہن نے سوال کیا کہ اُن کی غیر از جماعت سہیلی نے عید میلاد النبیؐ

کے موقع پر اپنے گھر میں ایک جلسہ کیا ہے اور شرکت کی دعوت دی ہے۔ کیا وہاں شمولیت درست ہے؟ حضور نے دریافت فرمایا کہ اُن کا اس تقریب میں کیا کرنے کا ارادہ ہے؟ عرض کیا گیا کہ اُن کا طریقہ مختلف ہے۔ نعتیں پڑھی جاتی ہیں۔ آخر میں تمام حاضرات اُٹھ کر کھڑی ہو جاتی ہیں کہ آنحضورﷺ کی سواری آ رہی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اُن کا یہ طریق درست نہیں مگر آپ اس تقریب میں شامل ہو سکتی ہیں۔ نعتیں سنیں اور اگر ان کو فائدہ پہنچا سکتی ہیں تو خود مضمون لکھ کر لے جائیں اور پڑھ کر انہیں سنائیں۔ آنحضورﷺ کی سیرت کا جو علم ایک احمدی کو ہے وہ دوسروں کو نہیں۔ جب وہ آخر میں کھڑے ہو کر میلاد پڑھتی ہیں تو اخلاقاً آپ کھڑی ہو سکتی ہیں مگر ان کا یہ طریقہ غلط ہے۔ آنحضورﷺ کی کوئی سواری نہیں ہے۔

ایک بہن نے سوال کیا کہ ہماری مجلس میں ایک خاتون نے حال ہی میں بیعت کی ہے۔ ان کا سوال ہے کہ عید اور رمضان وغیرہ میں دو تین دن کا فرق کیوں ہو جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا: دو تین دن کا فرق نہیں ہو سکتا۔ آنحضرتﷺ نے ہمیں طریق بتا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت فرما دی ہے۔ ان ملکوں میں اکثر بادل رہتے ہیں۔ یہاں چاند موسم یا وقت کی وجہ سے نظر نہیں آتا۔ کبھی Eastern hemisphere میں نظر آ جاتا ہے۔ اور کبھی Western hemisphere میں۔

حضور نے فرمایا میں نے ایک کمیٹی بنائی ہے جو جائزہ بھی لیں اور سائنسی حقائق کو دیکھ کر نتیجہ پیش کیا کریں۔ اگر موسم صاف ہو اور دیکھنے میں دشواری نہ ہو تو اپنی آنکھوں سے چاند نظر آ جانا چاہیے۔ یہی ہمارا طریق ہے کہ naked eyes سے یعنی آنکھوں سے (بغیر آلات کی مدد کے) دکھائی دے اُس وقت اسے تسلیم کیا جائے۔ اگر بادل ہوں مگر سائنسی ذرائع سے معلوم ہو سکے کہ اگر آسمان صاف ہوتا تو اپنی آنکھوں سے چاند نظر آ جاتا ہے تو پھر بھی اسے ہم تسلیم کر لیتے ہیں۔

ایک بہن نے بتایا کہ انہوں نے تبلیغ کے لئے بہت سے Church groups سے رابطہ رکھا ہوا ہے۔ ہمارے عیسائی جاننے والے ہمارے پروگراموں میں آتے ہیں اور ہمارے خیالات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور تعاون کرتے ہیں مگر سنّی مسلم خواتین تک پیغام کس طرح پہنچایا جائے۔ کیا ہم ان کی بین المذاہب تقاریب میں شامل ہوں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جب آپ inter faith پروگرام کریں تو انہیں شمولیت کی دعوت دیں۔ آپ خود انہیں اسلام کی خوبصورت تعلیمات پر لیکچر دیں۔ عیسائیوں کو عیسائیت کی تعلیمات پر لیکچر کی دعوت دیں.... یہودی نمائندگی کے لئے بھی کسی کو بلائیں۔ جب آپ اسلام کی سچی تعلیمات پیش کریں گی تو جو شامل ہوں گے وہ سمجھ لیں گے کہ آپ اسلام کی صحیح تعلیمات پر عمل کرتی ہیں۔ **بجائے ان کے inter faith پروگرام میں جانے کے آپ ان سے ذاتی تعلقات رکھیں تو وہ آپ کی تقاریب میں شامل ہوں گی۔ وہ تو خود بھی آپس میں متحد نہیں ہیں۔ آپ جب انہیں یہ احساس دلائیں گی کہ ہم اسلام کی صحیح تعلیم پر عمل کرتے ہیں تو وہ خود ہی جا کر اپنے حلقوں میں لوگوں کو بتائیں گی کہ احمدی خدائے واحد پر ایمان رکھتے ہیں۔** آنحضرتﷺ کی ختم نبوت پر یقین رکھتے ہیں۔ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔

ایک بہن نے سوال کیا کہ اس ملک میں سکول یا کسی کام وغیرہ کی غرض سے باہر جائیں تو مرد و خواتین کا ہاتھ ملانے کا رواج ہے جس سے دشواری محسوس ہوتی ہے۔ حضور راہنمائی فرمائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: عام طور پر مرد ہاتھ آگے نہیں کرتے۔ ہاتھ ملانا ضروری نہیں۔ لیکن ضروری ہے کہ آپ طریقے سے سمجھائیں کہ یہ ہماری مذہبی روایات میں سے ہے کہ عورتیں مَردوں سے ہاتھ نہیں ملاتیں۔ یہاں پر اکثر لوگ آپ کی مذہبی روایات کا احترام کرتے ہیں۔ اگر کبھی کوئی مجبوری کی صورت ہو اور ہاتھ ملانا پڑے تو آرام سے سمجھائیں، اگر آپ درشتی سے کہیں گی تو ظاہر ہے وہ بُرا منائیں گے۔ **حضور نے فرمایا** لجنہ کو چاہیے کہ وہ اپنے مردوں کی بھی اصلاح کریں کہ وہ خود بھی عورتوں سے ہاتھ ملانے سے اجتناب کریں÷

روزہ کی اھمیت

بلقیس اختر صاحبہ مجلس تھوئین

رمضان کا مہینہ برکتوں کا، خدا تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے کا، دعاؤں کی قبولیت کا، قربِ الٰہی کا، نفس کو پاک کرنے کا اور عبادتوں کا مہینہ ہے۔ خدا تعالیٰ کی محبت میں جائز باتوں سے اپنے آپ کو روکنے کا نام روزہ ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اے مسلمانو! تم پر روزہ رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں اور اس کی غرض تقویٰ کا حصول اور تہذیب نفس ہے۔ (سورۃ البقرہ ۱۸۴)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں: ''روزوں کی غرض کسی کو بُھوکا یا پیاسا مارنا نہیں ہے۔ اگر بھوکا مرنے سے جنّت مل سکتی تو مَیں سمجھتا ہوں کافر سے کافر اور منافق سے منافق لوگ بھی اس کے لینے کے لئے تیار ہو جاتے کیونکہ بھوکا پیاسا مَر جانا کوئی مشکل بات نہیں۔ (الفضل 30 مارچ 1922)

<u>روزہ کس پر فرض ہے:</u>

ہر عاقل، بالغ، تندرست مقیم مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ مسافر اور بیمار کے لئے یہ سہولت ہے کہ وہ دوسرے دنوں میں چھوٹے ہوئے روزے پورے کریں جو سفر یا بیماری کی وجہ سے رہ گئے ہوں۔

<u>روزہ کب رکھنا چاہیے:</u> جب ماہ رمضان کا چاند نظر آ جائے تو روزہ رکھو۔

<u>روزہ کس چیز سے افطار کرنا چاہیے:</u> کھجور، دودھ، سادہ پانی سے کھولنا مسنون سنت ہے۔ حدیث میں آتا ہے: ''جب روزہ افطار کرنا ہو تو کھجور سے کرے کیونکہ اس میں برکت ہے۔ اگر یہ میسر نہ ہو تو پانی سے روزہ افطار کر لے کیونکہ یہ بہت پاک چیز ہے۔ (فقہ احمدیہ صفحہ:277)

<u>وہ امور جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا:</u>

بھول کر کچھ کھا پی لیں تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ کان میں پانی جانے یا دوا ڈالنے، بلغم نگلنے، بلا اختیار قَے آنے، آنکھ میں دَوا ڈالنے، چیچک کا ٹیکہ لگوانے، مسواک یا برش کرنے، خوشبو سونگھنے، ناک میں دَوا چڑھانے، سر یا داڑھی پر تیل لگانے، بوسہ لینے سے، دن کے وقت سوتے میں احتلام ہو جانے یا سحری کے وقت غسل جنابت نہ کر سکنے کی وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ بلا اختیار حلق یا پیٹ میں دھواں، گرد وغبار، مکھی، مچھر یا کلی کرتے وقت چند قطرے پانی چلا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ دن کے وقت عورت سرمہ لگا سکتی ہے۔

''آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی شخص بھول کر روزہ میں کھا پی لے تو اس سے اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ وہ اپنا روزہ پُورا کرے کیونکہ اس کو اللہ تعالیٰ کھلا رہا ہے۔ (فقہ احمدیہ صفحہ 279-278)

<u>روزہ نہ رکھنے والے:</u> رمضان کا روزہ بغیر کسی وجہ کے یا معمولی معمولی باتوں کو وجہ بنا کر چھوڑ دینا کسی طرح بھی مناسب نہیں

ایسے لوگوں کے متعلق آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے: ''جو شخص بلا عذر رمضان کا ایک روزہ ترک کرتا ہے وہ شخص اگر بعد میں تمام عمر بھی اس روزہ کے بدلہ میں روزے رکھے تو بھی بدلہ نہیں چکا سکے گا اور اس غلطی کا تدراک نہیں ہو سکے گا۔ (فقہ احمدیہ صفحہ 279)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں: ''میرے نزدیک ایسے لوگ بھی ہیں جو روزہ کو بالکل معمولی حکم تصور کرتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی وجہ کی بناء پر روزہ ترک کر دیتے ہیں بلکہ اس خیال سے بھی کہ ہم بیمار ہو جائیں گے روزہ چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ یہ کوئی عذر نہیں کہ آدمی خیال کرے کہ مَیں بیمار ہو جاؤں گا۔۔۔ روزہ ایسی حالت میں ترک کیا جا سکتا ہے کہ آدمی بیمار ہو اور وہ بیماری بھی اس قسم کی ہو کہ اس میں روزہ رکھنا مضر ہو۔۔۔۔ وہ بیماری کہ جس پر روزہ کا کوئی اثر نہیں پڑتا اس کی وجہ سے روزہ ترک کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (فقہ احمدیہ صفحہ 280-279)

<u>**سفر اور بیماری میں روزہ:**</u>

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ''مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازمی آئے گا۔''

(فقہ احمدیہ صفحہ 288)

لیکن وہ تمام لوگ جن کی نوکری ہی سفری ہے مثلاً پائلٹ، ریلوے گارڈ، ڈرائیور، سفری ایجنٹ مقیم کے حکم میں ہوں گے اور رمضان کے روزے رکھیں گے۔

حضرت مسیح موعودؑ سے کسی نے سوال کیا: اگر کسی روزہ دار کو سفر کرنے کی ضرورت پیش آئے تو کیا وہ روزہ توڑ سکتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: رمضان کے دنوں میں حتی الوسع سفر سے بچنا چاہیے۔ اور ضرورت کے وقت ہی سفر پر جانا چاہیے۔ کون سا سفر ضروری ہے اس کا فیصلہ سفر کرنے والے کی صوابدید پر ہے اور وہی اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہے کوئی دوسرا اس کے متعلق فیصلہ نہیں کر سکتا۔ باقی سفر کوئی سا ہو جب تک وہ جاری ہے اس میں روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے رمضان میں سفر کے حوالے سے ایک سوال کے جواب میں فرمایا:

''سفر میں رمضان کا روزہ نہیں رکھنا چاہیے البتہ رمضان کے احترام میں برسرِ عام کھانے پینے سے احتراز کرنا مستحسن ہے۔ سفر اور اس کی مسافت کی کوئی شرعی حد اور تعریف مقرر نہیں اسے انسان کی اپنی تمیز اور قوتِ فیصلہ پر رہنے دیا گیا ہے۔

(فقہ احمدیہ صفحہ 279)

<u>**روزہ رکھنے کی عمر:**</u>

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں: ''میرے نزدیک روزوں کا حکم 15 سے 18 سال تک کی عمر کے بچے پر عائد ہوتا ہے اور یہی بلوغت کی حد ہے۔ 15 سال کی عمر سے روزہ رکھنے کی عادت ڈالنی چاہیے اور 18 سال کی عمر میں روزے فرض سمجھنے چاہیے۔۔۔۔ بوڑھا جس کے قویٰ مضمحل ہو چکے ہیں اور روزہ اسے زندگی کے باقی اشغال سے محروم کر دیتا ہے اس کے لئے روزہ نیکی نہیں۔۔۔۔ مگر جس میں طاقت ہے اور جو رمضان کا مخاطب ہے وہ اگر روزہ نہیں رکھتا تو گناہ کا مرتکب ہے۔ (فقہ احمدیہ صفحہ 91-290)

<u>**مرضعہ حاملہ بچہ اور طالب علم:**</u> حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں ''قرآن میں صرف بیمار اور مسافر کے لئے روزہ نہ رکھنے کی وضاحت ہے۔ (بقیہ صفحہ 35۔۔۔۔)

پکوان

دہی مرغ مصالحہ

اشیاء:۔

مرغی کا گوشت: آدھا کلو ۵۰۰ گرام تقریباً آدھی مرغی

دہی: دو ڈیسی لیٹر

لیموں کا رس: ایک چائے کا چمچ

پیاز: ایک عدد درمیانے سائز کی

لہسن: پانچ جوئے

ادرک کش کی ہوئی: ایک کھانے کا چمچ

سوکھا دھنیا پسا ہوا: ایک چائے کا چمچ، پاؤڈر کی طرح پسا نہ ہو

ثابت زیرہ: ایک چائے کا چمچ

کالی مرچ پسی ہوئی: ایک چائے کا چمچ

ریپس آئل: 4--3 کھانے کے چمچ

نمک، مرچ اور ہلدی: حسبِ ذائقہ

سبز دھنیا اور سبز مرچ: پسند کے مطابق

بنانے کا طریقہ:

مرغی کے درمیانے سائز کے ٹکڑے کر لیں۔ دھو کر چھلنی میں رکھیں۔ دیگچی میں دو چمچ آئل ڈال کر پیاز کو ہلکا براؤن تل کر نکال لیں اور ٹھنڈا کر کے دہی میں ڈالیں۔ لہسن، لیموں کا رس اور سب ڈال کر مشین کی مدد سے گاڑھا آمیزہ سا بنائیں۔ گوشت میں کش ادرک ڈال کر ہلکا سا بھونیں۔ پھر اسکے ساتھ آمیزہ بھی دیگچی میں ڈالیں۔ شروع میں 20 سے 15 منٹ درمیانی آنچ پر ڈھکن دے کر پکائیں۔ دہی کا پانی خشک ہو جائے تو باقی آئل ڈالیں اور چمچ چلاتے جائیں۔ جب اچھی طرح بھن جائے تو سبز مرچ اور دھنیا کاٹ کر ڈالیں۔ چند قطرے لیموں کے ڈالیں آخر میں 5 منٹ ہلکی آنچ پر دم دیں اور پہلے خود کھائیں اور پھر کسی کو دیں۔ آٹے کی روٹی کے ساتھ کھائیں یا پیش کریں۔

(رعنا گل انور مجلس ہولملیا)

ایگ فرائیڈ اینڈ چانپ

اشیاء:۔

چانپ کا گوشت: آدھ کلو

آلو ابلے اور مسلے ہوئے: آدھ کلو

سرخ مرچ: ایک چمچ

ادرک لہسن: دو چمچ

نمک اور سیاہ مرچ: حسب ضرورت

ہرا دھنیا: دو چمچ

انڈے: دو عدد

بریڈ کا چورا: دو کپ

تلنے کے لیے تیل: حسب پسند

ترکیب:

۱۔ چانپ کا گوشت دھو کر ان میں ادرک لہسن کا پیسٹ سرخ مرچ نمک لگا کر ایک گھنٹہ فریج میں رکھ دیں۔

۲۔ تھوڑا سا پانی ڈال کر چانپ کے گوشت کو گلنے کے لیے رکھ دیں اور اس کا سارا پانی خشک کر لیں۔

۳۔ آلوؤں کو ابال کر چھیل کر mash کر لیں اور اس میں نمک کالی مرچ ہرا دھنیا ملا لیں۔

۴۔ ایک ایک چانپ کو آلو کے لیپ سے ڈھانپ لیں۔

۵۔ پھینٹے ہوئے انڈے چانپ پر لگائیں پھر بریڈ کے چورے میں رول کر لیں۔

۶۔ گرم تیل میں ڈیپ فرائی کر لیں اور گولڈن براؤن ہونے پر نکال لیں اور گرم گرم پیش کریں۔ سلاد اور چٹنی کے ساتھ مزے سے کھائیں۔

(سعیدہ انور مجلس ہولملیا)

صحت کی باتیں:

شہد کے فوائد

شہد قدرت کی عطا کردہ ایک نہایت عمدہ غذا ہے جس میں وٹامن معدنیات اور شفا بخش خواص ہیں جسمانی نظام میں یہ داخل ہو کر ہمیں قوت بخشتا ہے۔ **گرم پانی میں ایک چمچہ شہد ڈال کر پینا** تھکاوٹ دُور کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ **شہد ایسی چیز ہے جو نظام جسم میں** فوراً گھل جاتا ہے اور جسم کے ہر خلیہ کو **دوبارہ زندگی بخشتا** اور پھر یہ کہ شہد کی عادت بھی نہیں پڑتی ہے۔ شہد کی بوتل اسی رقم سے خریدی جا سکتی ہے جس سے سگریٹ کا ایک پیکٹ خریدا جاتا ہے۔ **شہد نہ صرف ایک مفید غذا ہے بلکہ** کلام الٰہی کے مطابق اس **میں طبی خصوصیات بھی ہیں**۔ ویسے تو اس کی میڈیکل خصوصیات بہت سی ہیں لیکن وہ شخص جو غذا کے ساتھ روزانہ شہد کھاتا ہے وہ کبھی قبض کی شکایت نہیں کرے گا۔

شہد بچوں کے لیے از حد مفید ہے اور اس سے بچوں کو اسہال کی بیماری نہیں لگتی۔ بلکہ اگر **بچوں کو قبض ہو جائے** تو دودھ میں شہد ملا کر دیں۔ **گرم پانی اور شہد اتنا ہی کھانسی کے لیے اچھا ہے** جتنا کے کھانسی کی دوائی۔ **اس سے جوڑوں کو آرام ملتا ہے اور نیند خوب آتی ہے** اس لیے یہ نیند نہ آنے کا بھی علاج ہے اور جو بچے ڈر کے مارے روتے ہیں یہ اس کا بھی علاج ہے۔ **شہد جراثیم کو بھی مارتا ہے اور زخموں پر لگانا بھی اچھا ہے** اس سے زخم اور جلے ہوئے جسم کے حصے جلد مندمل ہو جاتے ہیں۔ اندرونی طور پر جوڑوں کا درد اور سوجن بھی اس سے اچھے ہو جاتے ہیں۔

(حفصہ فرحت مجلس تھوئین)

چند یاد رکھنے کی باتیں

☆ **۔چینی کی بھی جسم کو ضرورت ہوتی ہے**۔ اسے جسم میں صحت مند طریق سے شامل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ **میٹھا کھانے کے فوراً بعد نہ کھایا جائے بلکہ کھانے سے قبل یا الگ وقت میں** کھایا جائے۔

☆ **۔بہترین میٹھا گڑ** ہے جس میں کرومیم ہوتا ہے **جو ذیابیطس کو بھی** کنٹرول کرتا ہے۔

☆ **۔صحت کو بحال رکھنے کے لئے اور موٹاپا کنٹرول کرنے کے لئے** چھ گھنٹے کی نیند بہت ضروری ہے۔ موٹاپے کی ایک وجہ کم نیند بھی ہے۔

☆ **۔موٹاپے کا ایک علاج شہد** کا استعمال بھی ہے۔ شہد کے استعمال سے زائد مادے تحلیل ہو کر بدن سے خارج ہو جاتے ہیں۔ **چربی پگھلتی جاتی ہے اور موٹاپا کم ہوتا جاتا ہے۔**

مہندی کے فوائد

مہندی جسے فارسی میں حنا کہا جاتا ہے اس کا پودا پستہ قد کا ہوتا ہے۔ زیادہ تر یہ باڑ کی صورت میں آگے ہی آگے پھیلتا جاتا ہے۔ اسکے پھول سفید اور گچھوں کی صورت میں ہوتے ہیں۔ پھولوں کی خوشبو انتہائی مسرور کن ہوتی ہے۔ اسکے پتّے محض دُلہنوں اور عورتوں کے ہاتھوں کو زینت ہی نہیں بخشتے بلکہ ان پتّوں کے اندر قدرت نے اور بھی بہت سی افادیت رکھ دی ہے۔

☆ سخت گرمی میں مہندی کے پتّے پیس کر ہاتھوں اور پیروں کے تلووں میں لگانے سے گرمی جسم کی گرمی نکل جاتی ہے۔

☆ منہ کے چھالوں کے لئے اس کے پتّے اُبال کر غرارے کرنے سے چھالوں سے نجات ملتی ہے۔

☆ دانتوں سے جاری خون بھی مہندی کے پتّوں کے اُبلے ہوئے پانی سے بار بار کُلیاں کرنے سے رُک جاتا ہے۔

☆ مہندی کا یہی پانی فنگس کا بھی بہترین علاج ہے۔

☆ مہندی کے پتّے سکھا کر شیشی میں ڈال کر رکھ لیں۔ گھر میں کسی کو کہیں آگ، اُبلتا پانی یا گرم چیز چھونے سے جلن اور سوزش ہو جائے تو فوراً سوکھے پتّوں کا چھڑکاؤ کرنے سے نہ صرف جلن ختم ہو جائے گی بلکہ جلنے کا داغ بھی نہیں رہے گا۔

(نبیلہ رفیق مجلس درامن)

یادِ رفتگان:

نعیمہ کی ڈائری سے

(عفت باسط صاحبہ مجلس نور)

ہماری لجنہ ناروے کی پرانی ممبر جو آپا نعیمہ کے نام سے جانی جاتی تھیں آج ہم سے بہت دور اپنے خدا کے حضور حاضر ہو گئیں۔ آپ بہت نیک طینت اخلاص و وفا رکھنے والی تھیں۔ آپ شعبہ تدریس سے منسلک رہیں اس لیے علم حاصل کرنے کا شوق تا دیر رہا۔ جہاں بھی اچھی تحریر ملی نوٹ کر لی۔ جو ایک ڈائری صورت میں ہے۔ **ڈائری** سے انسان کی سوچوں اس کے خیالات کا اظہار ہوتا ہے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کا مطمح نظر کیا تھا اس کی زندگی میں کون کون سے ادوار آتے رہے۔

ہماری پیاری آپا نعیمہ مقصود مرحومہ نے اپنی ڈائری میں ایسی بہت سی باتیں لکھی یا نقل کی ہیں۔ جو ان کی زندگی میں عملی طور پر بھی نظر آتی تھیں۔ آج ان کی ڈائری کو پڑھتے ہوئے خیال آیا کیوں نہ ان کی باتوں کا ذکر کر کے ان کی یاد کو تازہ کیا جائے اور ان کی مغفرت کا درجات کی بلندی کے لیے دُعا کی جائے۔

آپ کی ڈائری کے پہلے صفحے پر صد سالہ جوبلی کی دُعاؤں کا اسٹکر چپکا ہوا ہے۔ جس سے خلیفہ وقت کی باتوں کو یاد رکھنے اور ان کے حکم پر عمل کرنے کی کوشش کا اظہار ہوتا ہے۔ پھر اسلامی آداب لکھے ہیں نیچے آنحضرت ﷺ کے اُسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کی دُعا آپ ﷺ سے عشق کا پتہ دیتی ہے۔ آگے صفحات پر احمدی شعراء کے حمدیہ اور نعتیہ کلام میں سے اشعار لکھے ہوئے ہیں۔ اس ڈائری میں سے چند باتوں کا انتخاب کیا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اقتباس تحریر ہے۔

"میری تو یہ حالت ہے کہ اگر کسی کو درد ہوتا ہو اور میں نماز میں ہوں اور میرے کان میں اس کی آواز پہنچ جائے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ نماز توڑ کر بھی اگر کسی کو فائدہ پہنچا سکتا ہوں تو فائدہ پہنچاؤں اور جہاں تک ممکن ہے اس سے ہمدردی کروں یہ اخلاق کے خلاف ہے کہ کسی بھائی کی مصیبت اور تکلیف میں اس کا ساتھ نہ دیا جائے۔ اگر تم کچھ بھی اس کے لیے نہیں کر سکتے تو کم از کم دُعا ہی کرو"۔

یہ تحریرات پڑھتے ہوئے پیاری آپا کی ہمدردی کی عادت یاد آئی اجلاسات اور جمعہ پر آنے والی خواتین سے آگے بڑھ کر سلام اور معانقہ کرتیں ان کا احوال دریافت کرتیں، اگر کسی پر نظر پڑی اور بات نہ ہو سکی تو اسے فون کرتیں کہ خیریت ہے کوئی ناراضگی تو نہیں۔ اس محبت سے پوچھنا آئندہ اس غفلت سے بچنے کا باعث بن جاتا۔ جب آپ کی صحت گر گئی اور باہر نکلنا کم ہو گیا تو اس وقت احوال پوچھنے کا طریق یہ تھا کہ جمعہ پر جانے والوں سے دریافت کرتیں آج کیا اعلان ہوئے کسی بیمار کا سن کر دُعا کرتیں اور فوراً فون کر کے عیادت کرتیں۔ اور خوشی کی بات پر مبارکباد دیتیں۔ اگلے صفحات پر لکھا تھا۔

غم اور خوشی

زندگی بھی عجیب چیز ہے۔ اس میں خوشی بھی ہے اور غم بھی ہر انسان کی زندگی میں دُکھ سکھ آتے رہتے ہیں۔ انسان کو کبھی نہیں گھبرانا چاہیے۔ بلکہ ان کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہیے وہی انسان اس دُنیا میں سب سے بہادر ہے جو اپنی طرف آنے والے ہر دُکھ کا سامنا کرے۔ اگر ان سے کبھی پیچھا چھڑانے کی کوشش کی جائے تو اور بھی زیادہ مصیبتیں جھیلنی پڑتی ہیں۔ اور اگر اپنے آپ کو کمزور ثابت کریں تو دُنیا میں ہر قدم پر ٹھوکریں ملتی ہیں۔ یہ تو سب کا اپنا اپنا مقدر ہے۔

خاموشی

میں خاموشی کی پرستار ہوں۔ خاموشی میری روح تک کی گہرائیوں کو بھاتی ہے۔ کبھی آپ نے اس امر پر غور کیا ہے کہ قدرت اپنے تمام کام

خاموشی سے سرانجام دیتی ہے۔ مجھے بھی خاموش آدمی پسند ہیں اور میں خود بھی خاموش رہنا پسند کرتی ہوں۔ مجھے خاموشی اس قدر پسند ہے کہ میری قلم لکھنے سے قاصر ہے۔ تاروں بھرا آسمان اور پھر چاند سورج یہ بھی خاموشی سے نکلتے اور غروب ہوتے ہیں۔ لہراتے بادل جو مقدس روحوں کی طرح خوشنما لبادہ معلوم ہوتے ہیں انکی قوت برداشت قابل صد آفرین ہے کہ آنسوؤں کی بارش برسا کر بھی خاموش رہتے ہیں۔۔۔ خاموش انسان خدا تعالیٰ کو بھی پسند ہیں۔

یہ سچ ہے زندگی میں نشیب و فراز، خوشی اور غم آتے رہتے ہیں۔ دوسروں سے ہمدردی کرنے ان کے احوال پوچھنے والی آپا نے کبھی بھی اپنے اندر کے غم کسی سے نہیں بانٹے۔ ہر حال میں ہمیشہ مسکرا کر ملتیں اور کہتیں جس حال میں اللہ رکھے خوش ہیں۔ ان کی خاموشی مذکورہ بالا خاموشی کی عکاسی کرتی ہے۔ کہ واویلا کرنا خدا کو پسند نہیں تو نظام کائنات کی طرح خاموشی سے اپنے کام کرتے چلے جاؤ۔ خدا نے چاہا تو غموں سے نجات دے گا اور خوشیوں کو ظاہر کر دے گا۔ صفحات پلٹے تو پھلجھڑیاں، لطائف اور مزاحیہ شامل تھیں۔ اداس طبیعت میں آپا کا مسکراتا مزاح کرتا چہرہ سامنے آ گیا بڑی زندہ دل تھیں موقع کی مناسبت سے پاکیزہ مزاح محفل کی جان بن جاتے۔

بڑھاپا بھی انسان کو بچہ بنا دیتا ہے۔ اکثر چلتے ہوئے ٹھوکر لگنے سے گر جاتیں یا کسی کام سے کرسی پر کھڑے ہونے سے گر گئیں تو شرماتے ہوئے ذکر کرتیں۔ مہمان نوازی آپ کے دل کو تسکین دیتی۔ ایک لمبا عرصہ آپ صاحب فراش رہیں اس دوران اگر کوئی عیادت کے لیے آتا تو بہت خوش ہوتیں۔ گھر والوں کو اشاروں کنایوں میں فوراً حکم ہوتا کچھ پیش کرو خواہ وہ اس کی تیاری کر رہے ہوں لیکن آپا کی طبیعت خیال رکھنے پر مجبور تھی۔ چلتے چلتے ایک صفحہ پر ایک پنجابی نظم لکھی دیکھی تو پرانے اجتماعات اور جلسوں کی یاد تازہ ہوگئی۔ آپ اکثر یہ نظم پڑھا کرتیں تھیں۔۔۔۔ رنگ میری چنی آج رنگ رنگریزوے

پھکڑا نہ رنگیں رنگ رنگی رنگ تیز وے

چنی رنگ تقوی دا چڑھے سوڑا لال وے

چنی لیاں مینوں آج ہو یا سوواں سال وے

آپ کی آواز میں ایک ترنم تھا۔ اجتماع کے مقابلہ نظم میں بھی حصہ لیا کرتیں تھیں۔ آپ کی بہت سی باتیں ایک فلم کی طرح سامنے آ رہی ہیں جن کو تحریر میں لانا مشکل ہے۔ اس وقت تو آپ کی ڈائری کے صفحات کو ذکر ہو رہا ہے اس میں سے چند ایک اور باتیں پیش ہیں جن پر عمل کرنا ہمارے لیے بھی مفید ہوگا۔

کارآمد باتیں

× ۔ ہمیشہ عالموں اور نیکوں کی صحبت اختیار کریں۔

× ۔ اگر کسی نے آپ کے ساتھ نیکی کی ہے تو اس کا بدلہ دینے میں دیر نہ کریں اور کسی نے برائی کی ہو تو اس کا بدلہ لینے میں جہاں تک ہو سکے پرہیز کریں۔

× ۔ بہادر وہ ہے جو غصہ کو روکے اور سخی وہ ہے جو قصور معاف کر دے۔

آخری صفحات پر پھر حمدیہ، نعتیہ کلام مناجات اقتباسات تحریر ہیں آخری نظم یہ ہے۔

معاف کر سزا میری گناہ میرے جفا میری

بخشا نہیں کوئی تیرے سوا خطا میری

خدائے من خدائے من قبول کن دعائے من

اے خدا تو ہماری پیاری آپا کے ساتھ رحم کا سلوک فرما۔ ان کے درجات کو بلند کر اور انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ ان کی اولاد کو بھی ان کی خوبیوں کا وارث بنا۔ جس طرح انہوں نے زندگی میں آپا کی خدمت کی اب بھی انہیں آپا کے لیے صدقہ جاریہ بنا دے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆

حاشیے کے اوپر دیئے گئے اشعار اور فقرات

کلام طاہر، کلام محمود، ہے دراز دستِ دُعا مرا اور مضامین سے لئے گئے ہیں۔

دُعائیہ اعلانات

☆۔محترمہ ثوبیہ خان اپنی جماعت کرسچن ساند کے نئے مشن ہاؤس کے بابرکت ہونے کی خوشی میں خاص دُعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ امتہ الحسن اپنے بچوں کے امتحانوں میں کامیاب ہونے کے لئے دُعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ سمیرا بشارت اپنی فیملی کے لئے درخواستِ دُعا کرتی ہیں۔

☆۔مجلس پرنس دال کی تمام ممبرات دُعا کے لئے درخواست کرتی ہیں کہ خدا انہیں احسن رنگ میں دین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور سب کی اولادوں کو نیک بنائے۔آمین

☆۔محترمہ ناصرہ تبسّم اپنی فیملی کے لئے دُعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ روبینہ خلیل اپنی فیملی کے لئے دُعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ لبنیٰ طارق اپنی بیٹیوں کی امتحان میں کامیابی کے لئے درخواستِ دُعا کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ شمع راحیلہ اپنے بیٹے شیراز احمد جو جامعہ میں تعلیم حاصل کر رہا ہے کی کامیابی اور نئے گھر کے بابرکت ہونے کے لئے درخواست دُعا کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ بلقیس اختر اپنی فیملی کی صحت وسلامتی کے لئے درخواست دُعا کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ منصورہ نصیر اپنے شوہر کی صحت والی فعّال لمبی زندگی کے لئے درخواست دُعا کرتی ہیں۔

☆۔عزیزہ مہک احمد اپنے امتحان میں کامیابی کے لئے درخواستِ دُعا کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ حنا گل اپنی فیملی کے لئے دُعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆۔عزیزہ مائدہ چیمہ اپنی ،اپنے بہن بھائیوں اور والدین کی صحت و سلامتی اور کامیابیوں کے لئے دُعا کی درخواست کرتی ہے۔

☆۔عزیزم نوح تابش کی والدہ اپنے بچے کے نیک وصالح ہونے اور اپنی اور شوہر کی صحت وسلامتی کے لئے درخواستِ دُعا کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ نادرہ نسرین اپنے شوہر اور بچوں کی صحت وتندرستی کے لئے اور تعلیم میں کامیابیوں کے لئے درخواستِ دُعا کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ امتہ الکریم ایوب اپنی فیملی کے لئے درخواست دُعا کرتی ہیں اللہ تعالیٰ بچوں کو ہر طرح کے ہم وغم سے بچائے۔کامیابیوں سے نوازے۔صحت وتندرستی سے نوازے۔آمین

☆۔محترمہ نسیم مظفر صاحبہ اپنی ،اپنے شوہر اور بچوں کو ہر شر سے محفوظ رہنے اور صحت وتندرستی کے لئے دُعاؤں کی طالب ہیں۔

☆۔محترمہ امتہ المنان ندیم اپنے شوہر،اپنی اور بچوں کی صحت وسلامتی اور کامیابیوں کے لئے دُعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ فرحت تنویر اپنی پوتی سطوت سفیر کی پیدائش پر دُعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ سیّدہ بشریٰ خالد تمام ممبرز سے حضورِ انور کی صحت وتندرستی کے لیے دُعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆۔عزیزہ عندلیب انور اپنے امتحانات میں کامیابی کے لیے دُعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ امتہ القیوم اپنے بچوں کی دینی اور دنیاوی تعلیم میں کامیابی کے لیے دُعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ سعیدہ انور صاحبہ اپنے بچوں اور شوہر کے لیے دُعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ امتہ الطیف انور اپنے بچوں اور شوہر کے لیے دُعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ نذیرہ بانو اپنی صحت وتندرستی کے لیے دُعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆۔عزیزہ سدرہ احمد،مدیحہ عروج،ندا طارق،ثمرہ احمد،عندلیب انور، ارم انور، ندرت انور، ماریہ ملک،بینش ارشد،ثمرین ارشد،عمرانہ احمد اور روباء ماہ رخ امتحانات میں کامیابی کے لیے دُعا کی درخواست کرتی ہیں۔

لجنہ اماءاللہ ناروے (اُردو کا صفحہ)

1۔الفاظ کے جملے بنائیں۔

بارش ______________________________

طاقت ______________________________

کتاب ______________________________

ادب ______________________________

خبر ______________________________

2۔ دیئے گئے الفاظ کو درست کر کے لکھیں۔

ہ م م س ج د م ی ں ن م ز پ ڑھ ن ے ج ا ت ے ہ ی ں۔

____

ک ل ہ م ا ر ا ج ل س ہ ہ ے۔ ______________________________

ا س ک ی ا م ی ک ھ ا ن ا ا چ ھ ا ب ن ا ت ی ہ ے۔

____

3۔واحد کے جمع لکھیں۔

کتاب		رات	
جراب		صفحہ	
کپڑا		جوتا	
کام		ٹوپی	
اُنگلی		پرندہ	

4۔دماغ لڑایئے۔ان4 خالی جگہ میں صرف ایک ہی لفظ آئےگا۔

ایک ----------لڑکی بازار میں------------------لینے گئی۔

اور ایک----------- عورت سے ٹکرا گئی۔ اس کی ساری-----------گرگئی۔

5۔جملوں کو سہی کر کے لکھیں۔

۱۔کھاتی ہےبلی کھانا۔ ______________________________

2۔کھیلتی ہے بلی سے بال۔ ______________________________

3۔ چوہے پیچھے بلے کے بھاگی۔ ______________________________

4۔خراب ہے کل موسم سے بہت۔ ______________________________

5۔بریانی آج ہم کھانی نے ہے۔ ______________________________

6۔بہن میری نے کپڑے میرے پہنے ہیں۔ ______________________________

جواب۔چینی

پیاری ناصرات آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد جماعت احمدیہ کو خلافت جیسی عظیم الشان نعمت سے نوازا۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت احمدیہ کو قائم ہوئے 100 سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔

اس عرصہ میں جماعت احمدیہ کو سنگین مخالفت اور ہولناک فتنوں کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ مگر خدا تعالیٰ اپنی پیاری جماعت پر ہمیشہ پیار کی نظر کرتے ہوئے اسے خلافت کی نگرانی میں بہت سی ترقیات سے نوازتا چلا جا رہا ہے۔

آج خلافت کی ہی برکت سے دنیا بھر میں جماعت احمدیہ دشمن کی ہر رکاوٹ کو پھلانگتے ہوئے امن کا پیغام پھیلا رہی ہے۔ ہمیں ہر دم اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ محض اس کے فضل سے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے بعد آنے والی خلافت کو قبول کرنے کی توفیق ملی۔

ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے اس دور میں تاجِ خلافت سے نوازا ہے۔ خلیفہ وقت کی ذات اقدس سے محبت، الفت اور فدائیت کی لہریں ہر احمدی کے دل میں ٹھاٹھیں مارتے سمندر کی طرح موجزن ہیں۔ ہر احمدی کے دل کے جذبات کا ترجمان یہ دعائیہ شعر ہے۔

میرے آقا کی محبت ہو مری روح کی راحت
اس کی شفقت بھری نظروں کی عطا ہو دولت

خلافت احمدیہ کے تعلق میں ہم پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا جواب ہر احمدی کے دل میں ہمیشہ نقش رہنا چاہیے۔

خلیفہ وقت سے ذاتی تعلق:

خلیفہ خود اللہ تعالیٰ بناتا ہے وہ جس کسی کو منصبِ خلافت پر سرفراز کرتا ہے اس کی دعاؤں کی قبولیت کو بڑھا دیتا ہے۔ خطوط، فیکس اور ای میلز کے ذریعہ حضور انور سے براہ راست رابطہ کا پورا نظام موجود ہے۔ اس سے بھر پور استفادہ کرنا اور خلیفہ وقت سے مسلسل رابطہ رکھنا ہماری اہم ذمہ داری ہے۔

خلیفہ وقت کے لئے دعائیں:

پیارے حضور کی احباب جماعت سے محبت و شفقت کے نظارے تو ہم دن رات مشاہدہ کرتے ہیں اگر چہ اس احسان کا بدلہ تو کبھی چکایا نہیں جا سکتا لیکن ہر احمدی کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ ہمیشہ پیارے آقا کے لئے دعا کرتا رہے۔

خلیفہ وقت کے ارشادات کو سننا:

خلیفہ وقت کو اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی ہدایت و راہنمائی نصیب ہوتی ہے علم و عرفان کے چشمے اس کی زبان پر جاری ہوتے ہیں۔ وہ ان باتوں کی طرف جماعت کو متوجہ کرتا ہے جو وقت کی عین ضرورت اور سننے والے کے لئے انتہائی بابرکت اور مفید ہوتی ہیں۔ پس حضور انور کے خطبات جمعہ اور خطابات کو باقاعدگی سے سننا چاہیے۔

ان کے علاوہ ہمیں حضور انور کی طرف سے آنے والی ہر آواز پر لبیک کہنا چاہیے اور یاد رکھیں اگر آپ کو خدا تعالیٰ کی خاطر خلافت سے محبت ہے تو پھر نظام جماعت جو کہ نظام خلافت کا حصہ ہے اس کی بھی پوری اطاعت کریں ہمیشہ خلافت کے استحکام کیلئے دعائیں کرتے رہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمین

صفات الٰہی

al-mu'min اَلْمُومِن

Den som gir sikkerhet امن دینے والا

کیا آپ جانتے ہیں؟

پی سا مینار کی تعمیر میں کتنا عرصہ لگا؟

پی سا مینار ایک چرچ کیتھڈرل آف پیسا کی عمارت کا حصہ ہے۔ جو اٹلی کے شہر پی سا میں واقع ہے۔ اسے مخصوص رومن اسٹائل میں تعمیر کیا گیا ہے اس کی وجہ شہرت اس کا ایک طرف جھکاؤ ہے۔ اس کی آٹھ منزلیں ہیں۔ حیرت انگیز بات یہ کہ اس کی تعمیر 200 برس میں مکمل ہوئی یعنی دو صدیاں بیت گیئں۔ جب اس کی تین منزلیں مکمل ہو گئیں تو اچانک معلوم ہوا کہ مینار ایک طرف سے نرم مٹی میں دھنس رہا ہے۔ تو مزید تعمیر روک دی گئی۔ اور اگلے 100 سال تک رکی رہی۔ خیال تھا کہ اتنے عرصہ میں مٹی سخت ہو جائیگی اور جھکاؤ ختم ہو جائے گا۔ یہ مینار اپنی مقررہ جگہ سے 6 میٹر تک جھک چکا ہے۔ یہ ہر سال 25.0 انچ یعنی ایک ملی میٹر کی رفتار سے جھک رہا ہے۔ ماہرین تعمیرات کا کہنا ہے کہ جدید طریقوں سے مینار کو اگلے 300 سالوں تک گرنے سے بچا لیا گیا ہے۔

ایک پروفیسر کلاس میں آیا تو بچوں سے کہا: آج میں آپ کو مینڈک کے بارے میں بتاؤں گا۔ یہ کہہ کر اس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا تو اس کے ہاتھ میں ایک کیک کا ٹکڑا آیا یہ دیکھ کر پروفیسر بولا: اگر یہ کیک ہے تو وہ کیا چیز تھی جو میں نے راستہ میں کھائی؟

استاد شاگرد سے: ڈھانچہ کسے کہتے ہیں؟

شاگرد: ڈھانچہ اس شخص کو کہتے ہیں جو ڈائٹنگ شروع کر دے مگر ختم کرنا بھول جائے۔

ایک بیوقوف درخت پر الٹا لٹکا ہوا تھا کسی نے پوچھا تو بولا یار سر درد کی گولی کھائی ہے، خطرہ ہے کہ کہیں پیٹ میں نہ چلی جائے۔

ہمارے پیارے حضور

آپ 15 دسمبر 1950 کو ربوہ میں پیدا ہوئے۔

آپ کے والد محترم کا نام حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد اور والدہ محترمہ کا نام صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ ہے۔ 31 جنوری 1977 کو حضور انور کی شادی حضرت سیدہ امتہ السبوح بیگم صاحبہ سے ہوئی 2 فروری کو دعوت ولیمہ ہوئی۔

آپ کو خدا تعالیٰ نے ایک بیٹی مکرمہ امتہ الوارث فاتح صاحبہ اور بیٹے مکرم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب سے نوازا۔

22 اپریل 2003 کو لندن وقت کے مطابق 11.40 بجے رات آپ کے بطور خلیفۃ المسیح الخامس ہونے کا اعلان ہوا۔

اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے آقا کی عمر اور صحت میں برکت ڈالے۔ آمین

پس میری پہلی نصیحت تو یہ ہے کہ تم اُردو کو اپناؤ اور اس کو اتنا رائج کرو کہ یہ تمھاری مادری زبان بن جائے اور تمھارا لہجہ اُردو دانوں کا سا ہو جائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ

بڑے لوگوں کی بڑی باتیں

☆ سب سے بڑا علم نیکی ہے اور سب سے بڑی جہالت بدی ہے (سقراط)

☆ آپ سیکھنا چاہیں تو آپ کی ہر غلطی آپ کو سبق دے سکتی ہے (ارسطو)

☆ استاد کی عزت کرو یہ وہ ہستی ہے جو تمہیں اندھیرے سے نکال کر روشنی کی راہ دکھاتی ہے (امام ابوحنیفہ)

☆ تجربے سے ثابت ہوا کہ مشکل کے وقت صرف پختہ ارادہ ہی مدد دیتا ہے (شیکسپیئر)

Fremgangsmåte
1. visp egg og sukker til eggedosis.
2. tilsett pisket krem og smeltet, avkjølt smør.
3. ha i sitronskall og mel tilsatt kardemomme.
4. rør deigen sammen, og la den hvile en stund i kjøleskapet.
5. form ringformede smultringer av deigen.
6. kok ringene i smult eller matfett til de er passe brune og gjennomstekt.

Brune pinner

Lubna Anas (Kløfta)

Ingredienser:

200g smør 1 ss lys syrup
200g sukker 2 eggeplommer
½ ts kanler 1 ts natron
300g hvetemel (1 egg til pensling og 2 ss sukker og hakkede mandler til pynt)

Fremgangsmåte:

1. bruk håndmikser og pisk mykt smør og sukker til det blir lys og kremaktig. Dette kalles «å piske smør og egg hvitt».
2. skyll eggene eggeplommene fra eggehvitene. (Eggehvitene kan du ha til for eksempel kokosmakroner?)
3. bland sammen alle ingrediensene inn i smørblandingen og rør godt sammen.
4. ta deigen ut av bollen og elt den på en melete overflate.
5. del deigen i seks like store emner. Trill dem til pølser, og trykk dem ut på et stekebrett til flate stenger.
6. Visp egget og pensle kakestengene, dryss på sukker og mandelbitene.
7. Sett ovnen på 175 grader og ha pinnene midt i ovnen i ca. 10-12 min.
8. Skjær stengene på skrå og rett ca. 2cm. brede kaker mens de er varme.
9. Avkjøl kakene og legg dem over på en rist. Nå er de klare for å serveres, helst med et glass med melk.

Jubileumsseminar

Fest for de yngste

Den 17. mai 2014 var det 200 år siden den norske grunnloven ble nedtegnet. Dette jubileet ble feiret over hele landet, ikke bare denne dagen men flere uker i forveien. Vi bestemte oss for å feire denne dagen med et lite seminar for Nasrat.

Datoen for seminaret var 3. mai og det ble sendt ut invitasjoner til venner rundt omkring. Tilslutt var det elleve gjester og femtifem menighetsmedlemmer som møtte opp til seminaret.

Kveldens seminar ble innledet med resitasjon av den hellige Koranen og en liten tale om kjærligheten til Norge. Vi fortsatte med quiz og lek for å gjøre det gøy for de aller minste. Det ble servert både middag og dessert, og mot slutten ble det delt ut premier til vinnerne av lekene som ble holdt tidligere den kvelden. Det hele ble avsluttet med en omvisning av moskeen for de som ønsket det. Gjestene virket interesserte, spesielt de eldre. Kort oppsummert var dette et hyggelig og vellykket seminar, der vi fikk anledningen til å bli kjent med hverandre.

Oppskrifter

Smultringer

Kazima Anwar (Holmlia)

Ingredienser

4 stk. egg	250 g sukker
1 dl kremfløte	100 g smør
1 ts hornsalt	¼ ts malt kardemomme
Ca. 500 g hvetemel	

Kryssord

Løsning finner du på en annen side i magasinet

Vannrett:

1. Vår kjære profet som grunnla vår religion.
2. Vårt gudshus på Furuset, Bait-ul-____
3. Den Hellige Boka
4. Bønnerop
5. Penger til de trengende
6. Det norske ordet for «shaheed», en som dør for religionen
7. Byen Kaba ligger i __________
8. Muslimenes gudshus kalles ______

Loddrett:

1. Du er en ___________
4. Navnet på Gud i vår religion

9. Vår religion

10. Fastemåneden

11. Hazrat Abu Bakr var den første _____

12. Noe vi gjør 5 ganger om dagen

13. Språket vår hellige bok er skrevet på _______

14. Engelen som kom med åpenbaring.

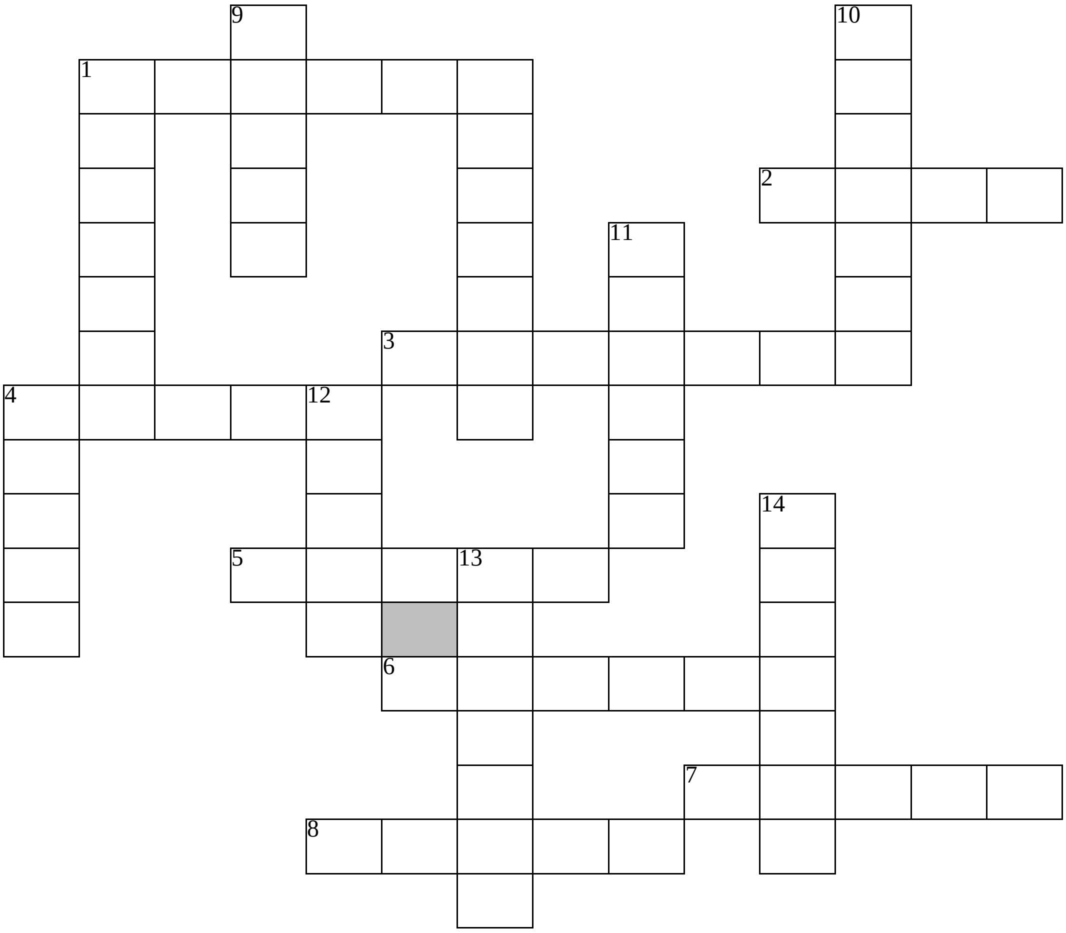

Barneside

Nasirat's organisasjon

Kjære nasirat! Dere er del av organisasjonen for unge jenter mellom 7 og 15 år. Ideen om å grunnlegge denne organisasjon kom allerede i 1928, men den ble ikke ordentlig etablert før i år 1945. Navnet på denne organisasjonen, Nasirat-ul-Ahmadiyya, var det den andre khalifen Hazrat Mirza Bashir-du-din Mehmood Ahmad som valgte.

Dere har gjennom denne organisasjonen fått mange velsignelser. Jentene i nasirat har fått mulighet til å skaffe seg kunnskap på deres nivå helt fra begynnelsen av. I tillegg til kunnskapen kommer også den moralske oppdragelsen, Tarbiyat, som gjør nasirat til veloppdragne jenter som er i stand til å hjelpe vår Jama'at når de blir eldre.

Nasirats organisasjon har også gitt alle jenter et arena der de kan samles. Den første ijtima ble arrangert i 1956 og helt siden da har nasirat fått en plattform der de kan konkurrere med hverandre og øke sine kunnskaper.

Bare tenk hvordan det ville ha vært hvis vi ikke hadde hatt denne organisasjonen, da ville vi ha vært foruten alle de mulighetene vi har i dag! Husk derfor alltid å takke for Guds velsignelser ovenfor deg!

Oppskrift på sommersmoothie

Haaniya K. Kårvand

Ingredienser:

2 ferskener delt i skiver
1 banan
60 gram jordbær
125 vaniljeyoghurt
1,25 desiliter appelsinjuice

Framgangsmåte:

1. Skjær frukten i små biter. Ta bort hamser fra de fleste jordbærene. Skjær jordbærene i skiver.
2. Tre jordbærskiver og bananskiver på sugerør. Kjør resten av frukten i en hurtigmikser. Hell drikken i glass og server med fruktsugerørene.

Visste du at …

- Giraffer og rotter kan overleve lenger enn kamelen uten vann.
- En maur kan overleve opp til to uker under vann.
- Det kinesiske tegnet for «problem» er to damer under ett tak.
- Verdens mest brukte navn er Mohammed.
- Skoen til Askepott var egentlig av pels. Det var en oversetter på 1600-tallet som forandret det.
- Druer sprenger i mikrobølgeovnen.
- Boanthropy er en lidelse der man tror at man er en okse.
- En gjennomsnittlig 4-åring stiller 437 spørsmål hver eneste dag.

en drøm der den den fjerde kalifen[ra] trøster meg. Etter dette ble jeg aldri mer bekymret for hans velbefinnende.

Hvilke forandringer vitnet du i hans natur og atferd?

Jeg kunne vitne en markant åndelig forbedring. Han klarte enkelt å skjelne mellom godt og ondt, noe som førte til at jeg som mor ikke trengte å forklare han noe. For eksempel våkne han av seg selv når det var tid for morgenbønn, og andre lignende ting som viste at Gud hadde tilintetgjort hans verdslige ønsker. Da han kom hjem og jeg spurte han om det var noe han ønsket han seg noe, sa han at han ikke hadde behov for noe. Gud legger selv tålmodighet og takknemlighet i hjertene til folk.

Hvordan føles det i dag nå som sønnen din er en ferdigutdannet misjonær?

Jeg er veldig glad over å se dette. Jeg har ingen ord som kan beskrive gleden min. Jeg føler at jeg har oppnådd den sanne religionen i denne verden. Vi fikk telefon fra Jamia om at Tahir hadde bestått, og nå som tittelen «Mubaligh» har blitt en del av navne hans blir jeg veldig glad. Akkurat på samme måte som når et barn kommer vellykket hjem, blir moren glad over det, men nå som Tahir har blitt et vellykket mennesket, føler jeg at sjelen min har blitt tilfredsstilt.

Hva vil du si til de andre mødrene og deres barn?

Jeg vil bare si at dere må oppmuntre barna deres. Hvis dere møter på en vanskelig situasjon i løpet av denne periode, så forklar dem at man må stå overfor vanskeligheter, men at de ikke kan forestille seg hvilke belønninger som venter dem. Derfor burde ikke foreldrene bli bekymret, de burde være klare over at det er en velsignelse at barnet deres drar til Jamia.

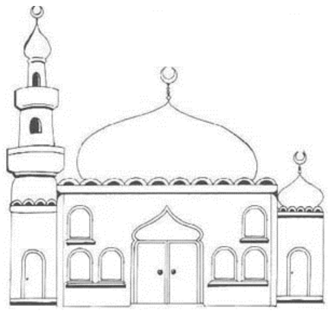

at det var en jente. Men jeg hadde lyst på en gutt som vi kunne gjøre Waqf. Jeg ble likevel glad over å høre denne nyheten, siden jeg bare hadde en datter fra før. En dag før dette så jeg i en drøm at mannen min Fawad Mahmood Khan bærer tre papegøyer som han behandler med kjærlighet. Når legen fortalte meg at jeg ventet en jente, tenkte jeg at drømmen prøvde å fortelle med noe annet, derfor klarte ikke å tro på det legen sa. Etter en stund fortalte legen at jeg likevel ventet et guttebarn. Da tenkte jeg at jeg får ta det som det kommer.

Når Tahir ble litt eldre og begynte å dra på klassene i moskeen viste han seg å være ganske fåmælt. Da den fjerde Kalifen[ra] var på besøk i Norge, fikk vi muligheten til å møte han. Under møtet med Huzoor uttrykte jeg min bekymring overfor han og fortalte at Tahir snakket lite, men vi ønsket å vie han til Jama'aten. Huzoor sa at ikke skulle bekymre meg for dette. Han kommer til å snakke så mye at du til slutt vil komme til meg for klage. Takket være Guds velsignelse vitnet vi en forbedring etter dette.

Bestemte sønnen din selv å dra til Jamia eller var det deres vilje?

Under en class i moskeen fortalte Amir Sahib om at det skulle åpnes en Jamia i London. Amir Sahib spurte barna om hvem at dem som kunne tenkt seg å studere ved Jamia. Tahir meldte seg på, og den kvelden da han kom hjem fortalte han meg at han har meldt meg på for å dra til Jamia. Faren hans hadde et ønske om at han skulle bli misjonær. Derfor ble han glad over å bli kjent med sønnens avgjørelse, og fra den dagen ble det en vane å be til Gud om han skulle lykkes i sitt ønske om å vie livet til Jama'aten.

Hva var følelsene dine etter å ha sendt sønnen din til Jamia?

Jeg var veldig glad. Det var første gang noen av barna mine skulle dra til Jamia, og ble derfor med til å se åpningsseremonien. Under den seremonien følte jeg en skjelving bre seg i hele kroppen min og jeg klarte ikke å stoppe tårene mine fra å renne. Jeg gråt under hele talen til Huzoor. Jeg skjentes som om hvert eneste ord uttrykt av Huzoor gikk inn i sjelen min og jeg følte at jeg var blant de beærede ettersom min sønn skulle studere ved Jamia.

Jeg pleide å bekymre meg over hans unge alder og klarte derfor ikke å sove om nettene. Jeg ba til Gud. Han skjenket meg en tilfredstillelse blant annet i form av

rundt klokken 17:00, og dagen etter mottok vi faks fra Markaz om at Hudoor hadde bedt Musawer om å ta en annen utdannelse md hensyn på hans syklige helse. Når Musawer leste faksen ble han veldig engstelig ettersom han startet i Jamia etter eget ønske. Jeg ba mye hele denne perioden og leste Durood. En dag da jeg var i barnehagen med en liten norsk gutt så jeg at han hevet sine hender opp mot ørene og jeg følte at han sa Allahu Akbar – Allah er den største. Denne gutten var liten og hadde ikke lært seg å snakke helt enda. Så dette ble et tegn til meg og jeg fortalte Musawer om ikke å bli engstelig, at hvis Gud vil, ville alt bli bra igjen. Men han var veldig bekymret. Vi fikk ham undersøkt av legen og det viste seg at alt var bra. Hudoor hadde forlatt London for sin reise til Qadian og det ble veldig vanskelig å få kontakt med ham, men Musawer var ivrig etter å reise tilbake til Jamia.

Vi fakset brev til Hudoor hvor enn han reiste. Under hele denne perioden fikk vi mulighet til å be mye. Huzoors reise varte i ca. en måned. En uke etter at Hudoor hadde ankommet London mottok vi faks fra Wakilut Tabshir Sahib at Hudoor hadde med nåde gitt Musawer tillatelse til å fortsette i Jamia. I det samme ba vi Nafl-bønn for å takke Gud. Det var kun Guds nåde, ellers hadde vi ingen makt til å sende Musawer tilbake til Jamia.

I dag kaller Hudoor Musawer *Shahkar* – Mesterverk. En gang skrev Musawer navnet sitt «Musawer Ahmed Shah Kar», Hudoor rettet det til «Shahkar». Når enn vi går for å møte Hudoor, sier han at Musawer er hans Shahkar. Når Hudoor kom til Norge ved åpningsseremonien av Baitun Nasr fikk vi æren av å møte ham. Under møtet sa Hudoor at han lenger ikke var vår, men at han var blitt deres. Vi sa: «Hudoor, når vi har viet han for Jama'aten så er han til kun for Jama'aten.» Hudoor sa videre at hvis dere tror at han kommer tilbake til dere så tar dere feil. Vi sa at det er ingenting annet bedre enn at han forblir hos deg.

Faiza Fawad Khan, moren til Tahir Mahmood Khan

Når bestemte du å gjøre barnet ditt waqf og hvorfor?

Med Guds velsignelse hadde vi gjort Tahir Waqf før han ble født. I forbindelse med dette vil jeg nevne en interessant hendelse: når jeg ventet barn fortalte legen

Gud måtte skjenke vår sønn trofasthet overfor sin ed. Det føltes som om alt dette var et resultat av Guds mange velsigner.

Hvilke forandringer så du i din sønn etter at han startet i Jamia?

Under hans utdanning i Jamia så jeg store forandringer i ham. Han var ganske temperamentsfull, mens nå var han blitt mildere av natur. Det er Guds velsignelse at vi alltid har fått gode tilbakemeldinger om han. Enhver som møter oss sier at: *MashaAllah*, sønnen deres er veldig flink og respektfull. Dette er bare Guds velsignelse, og et resultat av kalifens bønner og nærhet.

Hvordan føles det i dag nå som Musawer har blitt misjonær?

Det gleder meg å vitne at Gud har velsignet ham med denne tittelen i dag. Spesielt da han ledet Tarawi-bønn i Baitun Nasr under Ramadan, mottok jeg gratulasjoner fra alle sammen, og da jeg kom for Eid-bønn ble jeg fortalt at Musawers resitasjon av Koranen var utmerket. Dette fikk hjertet mitt til å lovprise Gud og be om at Han måtte holde ham under sin beskyttelse og skåne ham mot alt ondt. Jeg kan ikke takke Gud nok. Jeg har ikke engang ord for å uttrykke min takknemmelighet for alle de velsignelsene Gud har skjenket meg.

Hvilket budskap vil du gi til andre mødre og deres barn?

Jeg vil bare si dem at hvis de vier sitt barn for Jama'aten så må de huske at de vier barnet sitt i Guds navn. Jo mer disse barna holder kontakt med Jama'aten og moskeen, og foreldrene følger Hudoors instruksjoner desto mindre vanskeligheter vil de stå overfor. Slike barn vil da oppfylle sin *Waqf* i helhet, *InshAllah*.

Kan du fortelle om noe trosinspirerende hendelse?

Mennesker går gjennom prøvelser, men under disse tider må man be til Gud om bistand. Musawer hadde vært i Jamia i tre år, da han ble syk og ble sendt til sykehuset. Dette skjedde det året da Hudoor skulle reise til Qadian. Som foreldre ble vi bekymret og engstelige, og skrev brev til Hudoor for at han skulle tillate Musawer å komme hjem til Norge for en grundig undersøkelse hos en lege. Hudoor bevilget tillatelse om at Musawer kunne reise hjem. Han kom hjem

stor rolle i vår oppdragelse også. Han pleide å si til meg at «oppdra barna dine med bønn og be for barna dine den samme bønnen som den utlovede Messias[as] pleide å be for Jama'atens medlemmer at: "Folk i min menighet vil oppnå slik høydepunkt i utdanning og vitenskap at de vil overbevise andre med sin fornuft og forstand."» Min morfar pleide å si til meg at jeg burde be følgende bønn hver gang jeg tilberedet mat til mine barn: سبحٰن الله و بحمده سبحٰن الله العظيم اللهم صل علىٰ محمد و اٰل محمد : *Hellig er Allah og Han fortjener all ære. Hellig er Allah den største. Å, Allah send velsignelser på Muhammad og Muhammads folk.* Jeg ba alltid at: «Å Allah gjør mine barn mottakere av den utlovede Messias[as] sine bønner.» I tillegg til disse bønnene var det ingenting spesielt ved meg som jeg kunne ha gitt mine barn.

Det religiøse miljøet i huset vårt var også veldig bra. Ofte ble det holdt religiøse programmer og Ladjna-samlinger i vårt hjem. For fredagsbønn var det ekstra forberedelser hjemme hos oss og det ble vektlagt at vi skal til moskeen og be fredagsbønnen i moskeen. Det er Guds velsignelse at Han ga oss mulighet til å utføre dette. Og på grunn av dette har vi mottatt utallige velsignelser i hjemmet vårt. På samme måte vil jeg også nevne at vi har kontinuerlig hatt koranpreken i hjemmet vårt etter at den fjerde kalifen[ra] rådet menigheten til å tilegne seg denne sedvanen. Det er ingen tvil om at Gud veileder barn som har kontakt med moskeen selv om de noen ganger kommer på avveie.

Var det din sønns egen avgjørelse å gå til Jamia eller gjorde han det etter deres motivasjon?

Vi tenkte at han burde avslutte videregående skole før han gikk til Jamia. Men da han ble spurt av Hudoor i Waqf-e-Nau class under Hudoors besøk til Norge om hva han ville bli, svarte han at jeg skulle bli en misjonær for menigheten. I april 2006 mottok vi søknadskjemaer for Jamia. Naturligvis ble dette et omdiskuterte emne i huset vårt. Musawer Ahmed ga uttrykk for sitt ønske om å begynne i Jamia. Deretter i 2006 fylte vi ut skjemaene og sendte dem med mange bønner.

Hva var din følelse etter å ha sendt Musawer til Jamia?

Vi takket den Allmektige Gud for at vi hadde viet barnet vårt til Jama'aten. Takket være Allahs velsignelse ble vårt offer akseptert, og vi fortsatte å be om at

Hvilket budskap vil du gi til andre mødre og deres barn?

Først vil jeg nevne sitasjonen vår i 1987 da vi kom til Norge og ble sendt til Kristiansand med noen andre Ahmadi familier. Yasir var kun nå måneder gammel. Vi bodde der i et år og ti måneder, og i den perioden var Fawzi Sahib utnevnt som Sadar for menigheten. Den fjerde kalifen[ra] besøkte oss mens vi bodde der. I 1989 markerte vi hundreårsjubileum for menigheten, og i forbindelsen med hele feiring kom vi i kontakt med en del nordmenn. Og nå som Yasir har blir utplassert i samme by har flere lokale aviser intervjuet ham. Et norsk par gjenkjente han igjen og tok kontakt, og spurte han om var han sønnen til Fawzi Sahib.

Jeg vil gjerne formidle til andre mødre at jeg i en unik tilstand, ikke alle opplever det samme som mg. Jeg var bekymret over om han ville klare å gjennomføre utdanningen, men Allah velsignet ham. Hvis sønnen din ønsker å ta dette valget, la ham gjøre det. Han sa bare kun en ting til meg; han var født for å lese den hellige Koranen, hvorfor hindrer du meg? Det fikk meg til å tie. *JazakAllah.*

Mubarka Shahid, mor til Musawer Ahmed Shahid

Hva var det som fikk deg til å vie barnet ditt til Waqf-e-Nau Tehrik?

Det hadde gått tre år siden den fjerde kalifen, Hazrat Mirza Tahir Ahmed[ra], annonserte starten på Waqf-e-Nau. Da vi fikk vite at vi med Guds velsignelse ventet barn ble vi interessert i tanken om å vie dette barnet til Waqf-e-Nau. Jeg nevnte dette til min morfar, Chaudhry Muhammad Anwar Sahib. Det var også han som skrev brevet til Hudoor[ra] for å vie barnet til Waqf-e-Nau, og samtidig ba han Hudoor om å velge navn for barnet. Hudoor aksepterte vår anmodning og samtidig sendte han et navn til barnet.

Hvordan oppdro du barnet ditt?

Etter Musawer Ahmeds fødsel kom min morfar til sykehuset og han stod lenge ved barnet med sin hånd på barnets panne og fortsatte å be. Min morfar spilte en

Hvordan føles de i dag når du ser din sønn som en ferdig utdannet misjonær?

Helt fra begynnelsen var han en optimist av natur. Han fortalte meg at alle hans medstudenter ikke hadde noe ønske å vende tilbake til sitt hjemland, mens han ønsket å vende tilbake til sitt kjære Norge. Det var likevel en annen sak at han var klar for å reise dit hvor Jama'aten ønsket. Når han kom hjem på ferie og folk spurte han hvor han ønsket å reise, svarte han med å si at han ville dit Jama'aten trengte ham. Han var klar for å utføre ethvert offer. Selv om det ikke slo meg at han kunne bli utplassert i Norge, ble jeg veldig glad for å høre denne nyheten. Jeg tenkte at det kanskje var et større behov for misjonærer i Øst-Europa. Men Gud hadde andre planer for min sønn.

Kan du nevne noen trosinspirerende hendelser som kan ha forekommet i denne perioden?

Ennå er det bare starten på en lang reise. Ei aner jeg når disse trosinspirerende hendelsene vil forekomme i hans liv. Da de ferdigutdannede misjonærene fikk muligheten til å reise til Afrika for to måneder, ble han rammet av en sykdom. Selv Huzoor ga han råd om reise hjem igjen, men han viste en enrom styrke og fullførte tiden som Waqf. Jeg fikk vite om hans helse etter at han kom tilbake, og selv da var han rammet av feber og en nådeløs tarmsykdom. Ved hjelp av Huzoor bønner, viste Allah nåde og helsen hans kom på forbedringens vei.

Takket være lærerne ved Jamia samt Huzoors[aba] bønner har min sønn klart å utdanne seg som misjonær. Men personlig er jeg også takknemlig overfor Hafiz Fazl-e-Rabbi Sahib. Han lærte min sønn den hellige Koranen på det mest underskjønne vis. Da han en dag kom på feire til Norge, besøkte han Noor moske, der Murabbi Sahib ba ham om å lede *Tarawi*-bønnen. Senere fikk jeg end del telefoner av folk som ønsket å rose hans resitasjon av den hellige Koranen. Denne resitasjonen minnet meg om Fawzi Sahib. Senere tenkte jeg at folk kanskje viste han så mye kjærlighet fordi han var farløs, men jeg tok visst feil. Hafiz Fal-e-Rabbi Sahib hadde lært han en melodiøs resitasjon.

Etter endt utdanning reiste han til Rabwah for tre måneder, og det var da jeg vitnet en forandring hos ham. Han fikk en opplæring som han mente han ikke hadde klart å få på syv år. Denne opplæringen var på praksis nivå basert på erfaringene til de eldre i Rabwah.

han vill reise til Canada med en gang han hadde mottatt vitnemålet. Jeg ga opp aldri håpet om at Allah ville hjelpe meg. Gud hørte min bønn, det nye bygget ble åpnet i London og søknadsprosessen ble innledet. Mens han ennå gikk på videregåendeskole delte han sitt ønske om å studere ved en arkitektlinje, ettersom han senere ville være med på å tegne moskebygg. Jeg utrykte mitt samtykke, ettersom det ville sikre han en utdanning. Likevel bekymret jeg meg over at han ikke klarte å rette fokuset mot et mål, hvordan skulle han da oppfylle søkskravene for Jamia.

Kort sagt fortsatte vi å diskutere om at ha skulle studere ved Jamia eller ei. En dag sa han til meg: «Hvorfor nekter du meg å oppfylle mitt hensikt i livet? Jeg er skapt for lese og lære bort den hellige Koranen». Etter dette satte jeg meg ikke opp mot han og ga han tillatelse til å gjøre det han måtte ønske.

Hva følte du etter å ha sendt han til Jamia?

Takket være Allahs nåde var hjertet mitt blitt skjenket styrke og ro, likevel håpet jeg at han skulle være i stand til å utføre sitt beste og vise standhaftighet. Jeg visste at han besittet en skarp hjerne, mens han skriveferdigheter var under det gjennomsnittlige. Jeg var skjent med alle hans sterke og svake sider, derfor bestemte jeg for å skrive til brev til Huzoor[aba] om at han skulle be for hans velbefinnende. Det første halvåret oppsto det en del vanskeligheter, men han viste trofasthet i sitt valgt, og beroliget meg ved å si «Nå kan du glemme meg, for jeg vender kun tilbake etter å ha utdannet meg som misjonær.»

Hvilke forandringer vitnet du i hans natur og atferd mens han studerte ved Jamia?

I begynnelsen oppsto det flere vanskeligheter, men sender roet situasjonen seg. Jeg begynte å vitne en styrke i hans ord og atferd, noe som beroliget meg. Han kom til meg med klage om at jeg ikke hadde lært dem de riktige tingene. Senere ble han til og med i stand til å skjelne grammatiske feil i min urdu og arabisk. *MashAllah*.

bønner, sendte vi en forespørsel til Huzoor[ra], der vi ba om å vie sønnen vår til Waqf-e-Nau. Huzoor[ra] aksepterte vårt ønske med kjærlighet.

Var det kun et ønske fra din side, eller viste sønnen din interesse i å studere ved Jamia?

Helt fra deres barndom hadde jeg fortalt dem om den eneste misjonæren i vår familie, nemlig min onkel, Maulana Nazeer Ahmed Mubashar. Det ble ofte fortalt om hans om hans tjenester i Jama'aten og opphold i Afrika. Vi bar på et ønske om at en lignende skikkelse skulle bli født blant oss, til tross for at jeg ikke hadde noen slike tanker for Yasirs vedkommende. Jeg tenkte at det ville bli en altfor uutholdelig byrde for oss begge. Likevel begynte han å vise interesse for en studie ved Jamia i en alder av fjorten år. Jeg valgte ikke å støtte hans ønske om å bli misjonær, ettersom jeg følte at det ville vært mer passende at han valgte et annet studium. Han kunne gjerne vie livet sitt for Jama'aten etter endt utdanning, akkurat slik Hazrat Musleh Maud[ra] pleide å råde andre som ønsket det samme. Men det viste seg at han ikke hadde noen planer om å forandre mening. Jeg bestemte meg for å rådføre meg med Hazrat Mirza Abdul Haq, og ba han om å forklare sønnen min. Herren fortalte at Hazrat Musleh Maud[ra] hadde bedt han om det samme, nemlig at han burde utdanne seg som advokat før han viet livet sitt for Jama'aten. Han forklarte sønnen min at han burde høre på sin mor ettersom hun var ensom enke.

Jeg fryktet at han jeg ikke ville klare å bære denne byrden. Og ettersom Yasirs far hadde gått bort, tvilte jeg på om han ville klare å fullbyrde sitt embete. I 2004, under en Jalsa i Canada ble han ledet av sitt intense ønske til å besøke den kanadiske Jamia. Han ble med sin fetter og snakket med rektoren om studiemuligheter. Før han signerte under på søknaden ringte han til meg for å fortelle om sitt valg. Jeg prøvde å forklare han at han først burde fullføre det siste året ved videregåendeskole før han endelig bestemte seg for å studere ved Jamia. Sønnen min handlet med lydighet og vendte derfor tilbake.

I løpet av den perioden fikk vi høre at et Jamia-bygg skulle åpnes i London. Jeg ba til Gud: «Å, Herre, hvis min sønn ønsker å studere ved Jamia, gi han muligheten til å oppfylle dette ønsket ved Londons nye bygg». Jeg ønsket at han skulle fullføre den treårige videregåendeutdanningen. Han sa til meg at han ikke hadde noen planer å vente på innvielsen av det nye bygget ved London, og at

Hva var følelsene dine etter å ha sendt han til Jamia?

Han var den yngste av barna, og det var tungt å sende han bort. Jeg reiste til England for åpningsseremonien hvor Hudoor[aba] holdte en tale. I denne talen nevnte han hvor heldig disse barna var. Etter å ha hørt Huzoors tale og sett at Haroon trivdes i Jamia-miljøet, fikk jeg trøst. Han kom jevnlig på ferie hver tredje måned.

Hvilke forandringer vitnet du i hans atferd?

Jeg så en stor forandring helt fra begynnelsen. Han pleide å være veldig rampete som liten, men ble nå mer seriøs. Vi kunne se at hans væremåte ble mer og mer som en misjonær.

Hva føler du i dag når du ser han blant oss som ferdigutdannet misjonær?

Dette gir meg veldig mye glede. Jeg ber til Allah om at Han skal gjøre han i stand til å gjøre arbeidet sitt på en utmerket måte.

Hvilke råd vil du gi til andre mødre og deres barn?

Hvis dere ønsker å vie livet til ungene deres, krever det innsats fra deres side også. Dere må fylle hjertene deres med kjærlighet til Allah, Kalifen og Nizaam-e-Jama'at. Det er essensielt å skape et spirituelt miljø hjemme og aldri snakke imot Jama'aten foran ungene, da dette vil skade deres sjeler.

Nabeela Rafeeq, mor til Yasir Ateeq Fawzi

Hvordan kom du på tanken om å vie din sønn til Jama'aten?

Yasir ble født i Nigeria, ettersom jeg og hans far, Rafeeq Ahmed Fawzi, befant oss i Nigeria i samarbeid med Nusrat Jahan programmet. Den tiden var det begrenset med kommunikasjonsmidler, noe som førte til at vi ikke fikk nok informasjon om Waqf-e-Nau ordningen før vi ankom London. Videre kom vi til Norge med et ønske om å delta i denne lovende ordningen. Etter en prosess med

Asia Pervaiz, mor til Haroon Ahmed Chaudry

Når kom du på tanken om å vie din sønn til Islam Ahmadiyya?

Waqf-e-nau ordningen ble stiftet i 1987. Det var da vi fikk tanken om å vie livet til et av barna våre. Vi hadde allerede fått en datter og en sønn. Vi bestemte oss for å vie livet til barnet vi ville få, uavhengig av om det ble en gutt eller jente. Derfor ble han viet for Islam Ahmadiyya før fødselen.

Hvordan forberedte du han for dette store ansvaret?

Etter avgjørelsen om å vie livet hans, begynte jeg forberedelsen før han ble født. Under graviditeten tilbrakte jeg mesteparten av tiden ved å resitere den hellige Koranen og be, slik at dette skulle ha en positiv effekt på sjelen. Ettersom han ble eldre fortalte jeg han om viktigheten av å gjøre *Waqf*, og hva Hudoor forventer av han. Jeg lot han aldri ta fri fra moskeklassene på søndager og andre Jama'atrelaterte programmer, og la stor vekt på at han måtte utføre de fem daglige bønnene som samlingsbønner og resitere den hellige Koranen høyt. En annen ting som alle bør ta hensyn til er å fortelle om viktigheten av lydighet og ikke snakke imot Jama'atens system eller de som har embeter i Jama'at, da dette kan føre til at ungen danner en negativ mening om menigheten generelt.

Ønsket sønnen din å dra til Jamia selv eller var dette noe du anbefalte?

Vi hadde opprinnelig ikke planlagt å sende han til Jamia, men i og med at han var *Waqf* skulle han vie seg selv for Jama'aten etter å ha fullført utdanningen. Han ønsket å bli en arkitekt. Jeg hadde hørt talene til den fjerde kalifen[ra] hvor han nevnte at det en dag vil være Jamia i England, og hadde en tanke om at dette kanskje kunne være aktuelt for min sønn. Da det på en fredagspreken ble kunngjort at en Jamia Ahmadiyya var blitt innviet i England forandret jeg mening. Jeg forklarte han viktigheten og velsignelsen av denne institusjonen og greide å overtale han til å dra til Jamia. Han nølte litt i begynnelsen, men etter hvert ble han veldig sikker på at det var akkurat dette han ville gjøre. Han er den første Murabbi i vår slekt.

mennesket med å oppnå det det ønsker, noe som i mitt tilfellet var mine barns tilknytning til Gud.

Hvilke forandringer så du i ditt barn for hvert år som gikk?

Ingen mor kan lære sine barn det han lærte ved Jamia. Det gjelder særlig kjærligheten til Gud og kalifatet som utviklet seg i ham, og lydighet til kalifatet som jeg vitnet hos ham.

Hvordan føles det når han i dag er en ferdig utdannet misjonær og utplassert?

Jeg hadde mange tanker om hans utplassering; skulle han reiser til nærliggende eller fjerne strøk. Hjertet var midlertidig i fullstendig ro når det gjaldt dette. Jeg hadde viet ham til Gud allerede. Men aldri slo det meg at han kunne bli utplassert i selve hovedkvarteret til Jama'aten. Dette var en så stor nyhet, og en så stor velsignelse fra Gud, at jeg knapt turte å dele den med min egen familie.

Jeg husker at når han nærmet seg de siste årene på Jamia, ba han meg alltid om å be for at han ikke skulle bli en vanlig misjonær som kun ledet bønner, men en som Gud brukte for å tjene sin Jama'at på et ekstraordinært vis. Og at han i virkeligheten skulle bli kalifens hjelpende hånd. Han har forandret seg mye i det siste, hans tro på Gud er blitt styrket og han deler nå sine bekymringer kun med Gud.

Jeg oppfordret ham alltid til å holde fast ved avgjørelsen om å bli misjonær. Om han noen gang nevnte at han var vår eneste sønn, og om vi ikke var bekymret for hvem som skulle ta vare på oss i vår alderdom, minnet jeg ham alltid om Tariq bin Zaid. Jeg sa at han nå skulle brenne alle sine veier til mitt hjem, og holde fast ved avgjørelsen som var tatt. Nå var det ingen vei tilbake. Dette svaret forundret ham, men ga ham også støtte og ro til å følge veien han hadde valgt. Be for at Allah alltid vil være tilfreds med ham, og at mulighetene for å tjene religionen vil strømme over ham som Guds velsignelse.
Hvilke råd vil du gi til andre mødre og barn?

Hadde jeg hatt flere sønner, hadde jeg også viet dem i religionens vei. Og jeg vil oppfordre andre mødre til å gjøre det samme.

veilede oss. Enhver mor som har viet sitt barn til waqf-e-nau systemet, burde konstant ha lutte ører for hva Huzoor ønsker fra oss, og deretter sjekke med oss selv om vi faktisk gjør det han ber oss om å gjøre. Når man til enhver tid forsøker å gjøre dette, samtidig som man søker om hjelp og veiledning fra Gud, vil Han aldri avvise den bedende som påkaller Ham i sine bønner. JazakAllah.

Sadia Javaid, moren til Ghalib Javaid

Når og hvordan tok du avgjørelsen om å vie ditt barn i religionens vei?

Da jeg en gang kom over historien om Hazrat Mariam i den hellige Koranen, slo en tanke meg; er hun den eneste moren som er i stand til å ofre sitt barn? Kan ikke andre mødre utføre et liknende offer? Allerede noen måneder senere, grunnla den fjerde kalifen[ra] Waqf-e-Nau ordningen. Jeg var gravid på dette tidspunktet og bestemte meg for å ofre barnet jeg snart skulle føde. Jeg hadde alltid i tankene at min sønn skulle bli misjonær, selv om man etterhvert fikk høre at Waqf-e-Nau også kunne velge andre yrker. Gud hadde festet dette ønsket i mitt hjerte, noe som gjorde at jeg aldri vek bort fra det.

Var det din eller din sønns avgjørelse at han skulle begynne i Jamia?

I utgangpunkt hadde jeg båret på dette ønsket, som etter hvert også utviklet seg til å bli hans ønske. I begynnelsen hadde han en drøm om å bli pilot, og vi pleide ofte å diskutere at man i virkeligheten kun kan tjene Jama'aten ved å bli misjonær. Etter et besøk med Huzoor forandret han fullstendig sin mening, og hans ønske om å bli misjonær bli like sterkt som mitt.
Hvordan føltes det når han hadde begynt på Jamia?

Min tro på Gud ble styrket, og jeg visste at dette var kun takket være Guds velsignelser. Jeg vitnet at en mors gode ønsker for sine barn aldri går til spille. Jeg tenkte mye på en Hadithen av Profeten[saw] om at Gud alltid hjelper

sterke i sin tro. Hele livsreisen er jo nettopp en prøve man kan enten bestå eller stryke i. Det er nødvendig med intense bønner til Gud om hjelp, og det er utvilsomt avgjørende at man stadig forsøker å utvikle seg til de høyeste nivåer av Taqwa, slik at slutten på denne reisen blir god. Å tjene på Guds vei er ingen dans på roser. Om ikke man har Guds hjelp og velsignelse med seg er det en oppgave som innebærer enorme vanskeligheter. Den utlovede Messias[as] har i et av sine dikt skrevet som følgende:

Hadde det ikke vært for Din kjærlighet,
hadde jeg forlengs vært død og glemt.
Bare Gud vet hvor min aske ville ende.

Derfor er dette stadiet et stadium der både han og vi må be om tilgivelse for våre synder, og be Gud om hjelp og støtte. Dette er ikke et stadium der det passer seg å heve brystet og vise stolthet, eller å tenke stort om han eller oss på noe vis. Tvert imot er tiden inne for å bøye seg enda mer i kneleposisjon for Gud.

Jeg ber om at Gud måtte hjelpe alle disse guttene til å leve et liv basert på gjerninger som behager Gud, og måtte deres bidrag styrke og gi ytterligere suksess til Jama'aten. Jeg må si at som en mor føler jeg at mitt ansvar har blitt enda større. Den kommende tiden vil kreve mye Istaghfar – bønner om tilgivelser. Måtte Gud tilgi oss for våre svakheter og lytte til våre bønner og gjøre livsreisens endestasjon god for oss alle. Amin.

Hvilke råd vil du gi til andre mødre og deres barn?

Til mødre av Waqf-e-Nau barn, vil jeg si at det er viktig å starte den gode oppdragelsen fra de er små. Og samtidig er det viktig å intensivere sine bønner. Det er også ytterst nødvendig å forsøke å stadig utvikle seg til å bli de beste forbildene for sine barn.

Det er viktig å ha i minne at vår innsats, våre forsøk og våre bønner er ingenting verdt om vi ikke har Guds kjærlighet og Hans velsignelser med oss. Derfor burde vårt overordnede mål være å oppnå akkurat dette. Å lytte til vår kjære Huzoor og å adlyde ham vil kunne lede oss til dette. I hver eneste preken som Huzoor holder er det viktige budskap til hele Jama'aten, men ofte er de også rett mot Waqf-e-nau. Hver gang han besøker et land benytter han enhver mulighet til

Hvilken forandring merket du i din sønn for hvert år som gikk?

Det første året ved Jamia virket litt vanskelig. Jeg observerte og følte at han ikke var like livlig, tullete med sin lillebror. Han var ikke like kosete og humoristisk de første gangene han var her hjemme på ferie. Tvert imot kunne han virke veldig stille og tok ikke så mye plass slik han gjorde før.

Tidligere pleide begge brødrene ofte å dele soverom. En gang da han kom hjem på ferie, hadde jeg gjort klart det store soverommet til han og ordnet det slik at han hadde alt tilgjengelig der. Jeg sa til ham: «Kjære sønn, jeg gjorde klart dette soverommet til deg slik at du har alt du trenger, men du må bare gjøre slik du vil. Det er ditt eget hjem, så du bestemmer selvsagt selv hvor du vil sove». Han ble stille for et øyeblikk som om han tenkte seg om, før han sa: «Mamma, du må ikke gjøre så mye for meg. En Waqf-e-Zindagi (en som har viet sitt liv for Jama'aten) har ingen hjem». Jeg tok han inntil meg og kysset ham og sa: «Min elskede sønn, ikke vet jeg hvor mange utallige velsignelser Gud skjenker til dem som vier sitt liv. Med tiden skjenker Gud alle mulige velsignelser til dem som vier sitt liv for Ham. Aldri har det vært slik at Han etterlater Sine tjenere tomhendte». Etter dette merket jeg at han fikk en fredfull ro og tilfredshet over seg. Han ble mer og mer ansvarsbevisst, utviklet en merkbar konsentrasjon, utholdenhet og sinnsro, og den tristheten jeg hadde merket på ham forduftet sakte men sikkert. Regelmessighet i Namaz og resitasjon av den hellige Koranen var vaner som han hadde utviklet i en ganske tidlig alder. Nå så jeg at han ble enda mer bevisst på viktigheten av felles bønn. Jeg merket tydelig hvordan han knyttet et sterkere og nærere bånd til Gud, fylt av kjærlighet og tillitt. Forholdet til samtidens Kalif ble mer personlig, sterkere og nærere. Også sine lærere omtalte han med dyp kjærlighet og enorm respekt. Jeg merket helt klart at han ble et mer bevisst og tilfreds menneske som kunne klare seg under alle omstendigheter. Så, ja – det var tydelige forandringer å skjelne i hans natur og atferd.

Hvordan føles det i dag nå som han er blitt en misjonær?

Det er kun takket være Allahs velsignelse at han har klart å fullføre sin utdannelse ved Jamia. Men det som både han og vi må ha i minnet er at reisen nettopp har begynt. Denne reisen er lang og full av utfordringer og prøvelser for hvert nye steg. Gud prøver Sine tjenere for å se om de virkelige er lojale og

være sterk nok til å vitne det som er i vente – samtidig som jeg vet at dette er noe som må utføres.
Dagen etter at jeg våknet fra denne usedvanlige drømmen, mottok Safeer Ahmad Zartasht brevet fra Huzoor der han hadde svart som følgende: «Kom med det samme og meld deg inn på Jamia". Med dette forstod vi også drømmen og innså at tiden var inne. Dermed dro han av sted til Jamia i London.

Hva følte du etter at han dro til Jamia?

Safeer etterlot seg et tomrom. Til tross for hans unge alder, fylte hans ansvarsfulle vesen en veldig markant plass i hjemmet vårt. Han har bestandig utmerket seg med sin rolige, varme og ekstremt kjærlige personlighet. Han hjalp ofte sin far i hans arbeid med stor glede, og det ble en rutine at han bestandig fulgte sin far kjærlig til og fra bilen. Naturligvis kjente vi et stort savn etter at Safeer dro. Min tilstand var slik at jeg fra en tid til en annen plutselig kunne bryte sammen i gråt og hulke lenge fordi jeg savnet ham så inderlig. Ofte i det jeg skulle tilberede frokosten eller middagen kunne jeg plutselig komme til å tenke på hva han pleide å like å spise – og det var nok til at jeg følte at mitt hjerte vrengte seg i sorg og savn.

I løpet av denne samme, noe følelsesmessige tunge perioden, ble det slik at vi tilfeldigvis skulle til London for et ærend. Vi fikk æren av å møte vår kjære Huzoor. I det vi kom inn til Huzoor sa han med det samme: «Har dere fått møtt sønnen deres?» Og i det samme kjentes det som et hav av tårer strømmet nedover mine kinn, uten noen hemninger. Til tross for mitt iherdige forsøk på ikke å avsløre min sorg, ble jeg avslørt av mine tårer. Huzoor smilte vennlig, så på meg og sa: «Har døtrene reist vekk etter å ha giftet seg eller ikke?» Jeg klarte å pipe frem et svar; "Ja, Huzoor." Da sa Huzoor: "Han her var jo ikke deres i utgangspunktet. Han tilhørte oss. Derfor er det ikke noe å gråte over. Heretter skal du ikke gråte mer. Er det greit?" Jeg nikket.

Det er noe merkelig ved det. Selv i dag når jeg tenker tilbake på det, virker det utrolig spesielt. Det skulle ikke mere til. I det Huzoor hadde sagt dette, var det som om hjertet mitt på et eller annet vis fikk ro. Som om alt stilnet, falt på plass og hjertet fikk fred. Etter den episoden gråt jeg aldri igjen. Under bønn har jeg selvsagt grått og bedt for ham. Men de tårene som triller i bønn er annerledes. De kan ikke forveksles med tårer som drypper i savn.

første spørsmål til oss som følgende: «Nå er Hibaturehman blitt stor – er det noen ny gledelig nyhet på vei?» Hvorpå jeg umiddelbart svarte: «Kjære Huzoor, nå må De be for at disse seks jentene lever gudfryktige og fromme liv. Jeg har ingen krefter til overs». Huzoor sa kjærlig: «Hvorfor det? Dere to er da ennå unge! Det er ingen grunn til å gi opp. Gud vil skjenke dere en from sønn. Jeg ber kontinuerlig for dere».

Da jeg igjen ble gravid fortalte vi det til Huzoor, samtidig som vi bestemte oss for å viet det kommende barnet. Det må ha vært Huzoors kjærlige bønner, fordi etter hele fjorten år ut i vårt ekteskap ble vi velsignet med en vakker sønn og de seks søstrene fikk endelig sin lillebror. Huzoor ga han selv navnet Safeer Ahmad Zartasht. Da han ble født ringte Huzoor[ra] hjem til oss og gratulerte oss på et meget elskverdig vis, og det var tydelig at også han var veldig oppstemt og glad. Huzoors søster Syeda Amatul Jamil skrev også et gratulasjonsbrev til oss der hun fortalte at Huzoor hadde annonsert denne nyheten hjemme med sterk innlevelse og intens glede: “Gud har skjenket Zartasht en sønn!”

Var det deres sønn selv som ønsket å studere ved Jamia eller ble den beslutningen tatt etter oppfordring fra dere?

Da Safeer Ahmad Zartasht fullførte grunnskolen, fikk han et vitnemål med meget gode karakterer. Både Safeer, men også vi, ønsket at han skulle fullføre den treårige videregående skole før han til slutt skulle fullføre sin utdannelse ved Jamia. Han skrev selv et brev til Huzoor hvor han spurte Huzoor om hva Huzoor ønsket: «Skal jeg fullføre videregående skole og deretter komme til Jamia, eller skal jeg komme med det samme?» Vi ba mye for ham. I denne tiden preget av stor usikkerhet, så jeg en meget spesiell drøm som gjorde stort inntrykk på meg. Jeg så min ektemann, Zartasht Sahib, sitte på gulvet i stuen. Måten han satt på lignet på en som var klar for å slakte et dyr. Han satt og ventet på at det skulle bringes. Jeg ihukommer at jeg bar et noen måneder gammelt spedbarn inntullet i ett pledd. Jeg holdt det barnet tett inntil mitt bryst, og jeg følte en enorm sorg og tristhet. Den emosjonelle tilstanden min i denne drømmen var ubeskrivelig. I drømmen har jeg en anelse om at det er nettopp dette barnet som skal slaktes, og at det er han Zartasht sahib sitter og venter på. Jeg blir stående og forsetter å holde barnet tett inntil mitt bryst, og deretter med en hjerteknusende sorg snur jeg ansiktet mot høyre i det jeg rekker barnet til ham. For jeg vet at jeg ikke vil

Hva var følelsene dine etter at du hadde sendt sønnen din til Jamia?

Det var ingen lett sak. En må klare å passere nåløyet. Jeg sa til han: «Du må gjøre det Jama'aten har bestemt for deg, om så du liker det eller ei.» Vi, foreldrene, vil være enige med det Jama'aten sier.

Hva tenker du nå når du ser ham som en ferdigutdannet misjonær?

Takket være Gud var min ektefelle Murrabi, og det gleder meg å se min sønn i samme stilling.

Hvilket budskap ønsker du å gi til andre mødre og deres barn?

Jeg ønsker å si til alle mødre at de aldri skal si noe negativt om Jama'atens system. Det må aldri argumenteres mot systemet, fordi det kan ødelegge mye for barna. Mitt budskap til barna er at den beste gjerningen er å være lydig. Til enhver tid og under alle omstendigheter må man adlyd kalifen og systemet. Kjærlighet for kalifen er viktig for oss.

Tahira Zartasht, moren til Safeer Ahmad Zartasht

Når bestemte deg for at din sønn skulle bli waqf og hva var det som utløste dette ønsket i ditt hjerte?

Alle ting og avgjørelser blir fullkommengjort med Guds velsignelse, slik Han ønsker og når Han ønsker det. Om ikke Han skjenker Sin velsignelse til en avgjørelse, så er ingenting mulig. Som foreldre ble vi skjenket seks døtre av Gud. Vi hadde ingen sønner. Hazrat Khalifatul Masih IV[ra] ba mye for oss i den forbindelse og gjorde oss stadig oppmerksomme på at vi ikke skulle gi opp. I 1986, da vi flyktet fra Pakistan til Norge, kom også elskede Huzoor på besøk til Norge i nøyaktig den samme perioden. Under besøket med Huzoor var hans

Safia Kahloon Sahiba, moren til Shahid Ahmed Kahloon Sahib

Når og hvordan kom du på tanken om å vie livet til din sønn?

Jeg er både kone og mor til en som har viet livet til Islam Ahmadiyya. Sønnen min var bare fem år gammel da han ga uttrykk for at han skulle vie livet sitt til menigheten. Da mannen min ble sendt til Sierra Leone som misjonær flyttet jeg og ungene fra Lahore til Rabwah. Jeg la stor vekt på barnas oppdragelse. Jeg begynte å lære ungene småting som for eksempel å hilse med den islamske fredshilsenen når noen kom hjem, innlede enhver handling med å resitere *Bismillah*, og utføre morgenbønnen før frokost. Jeg lærte dem å delta i husarbeid. Og samtidig lærte jeg ungene mine noen av åpenbaringene til den utlovede Messias[as] som for eksempel «konger skal søke velsignelse i dine klær», «jeg skal spre din forkynnelse til verdens ende» og «om du blir min, skal hele verden bli din». Det var gode tider i Rabwah, ungene kom hjem før Maghrib bønnen. De tok med deres luer og dro til moskeen for fellesbønn. Det kom noen vansker i barnas oppdragelse men jeg hadde fullstendig tro på Gud.

La meg fortelle deg en hendelse. Fristen for å betale skoleavgiften var ankommet for en av barna mine, beløpet var stort og jeg hadde brukt det til noe annet. Ungen maste om penger. Jeg var lei meg, men ba hele tiden til Gud om hjelp. Plutselig banke noen på døren. Det var en Murrabi som nettopp hadde kommet hjem fra Sierra Leone. Han ga meg pakistanske rupis som var nok til skoleavgiftene. Mannen min hadde sendt disse pengene fordi han ikke hadde hatt bruk for dem. Slik lærte barna at den uforventede hjelpen kommer fra Gud.

Var sønnen din selv eller var det du som bestemte at han skulle ta utdannelse ved Jamia?

Etter at han ble ferdig med ungdomskolen ønsket han å bli lege. Etter oppfordring fra sin far ba han mye til Gud før han bestemte seg for å avlegge opptaksprøve for Jamia. Jeg ønsket at han skulle i hvert fall ta bachelorgrad før han avla prøven. Han tok sin bachelorgrad mens han studerte ved Jamia og etter at han var utdannet som misjonær, tok han sin mastergrad. På den måten oppfylte Gud ønskene mine.

Intervjuer

Mødre av misjonærer

Dere skal oppdra avkom som skal leve for sannheten – de skal være blant de beste tjenere av religionen.

Videre følger intervjuer med syv mødre som har fått den unike muligheten av å vie sine sønner for å tjene Jama'aten. Mødrene deler sine tanker rundt *Waqf* og den emosjonelle strømmene av følelser som etterfølger det avgjørende valget. De forteller hvordan de kom på tanken om å vie sine sønner, hvordan sønnene deres taklet dette valget og hvilket forandringer de vitnet i deres natur og atferd. De deler sine drømmer, sin styrke og råd til andre mødre og barn. Måte Allah velsigne disse mødrene og deres sønner for den trofastheten de har vist mot sin tro. *Ameen*.

إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ

مِنِّي ۖ إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ٣٦

«(Husk) den gang da Imrans hustru sa: Å min Herre, jeg har lovet Deg det som er i mitt kjød, (at det skal være) helliget (til) Din tjeneste. Motta (det) derfor av meg, for Du er sannelig (alene) den Althørende, den Allvitende.»

Sura Al-e-Imran, vers 36

Den andre khalifen[ra] beretter at den hellige Koranen kun gir fritak til syke og reisende fra å faste. For ammede mødre og gravide kvinner, finnes intet fritak i den hellige Koranen. Imidlertid har den Hellige Profeten[saw] kategorisert disse som syke, slikt at de ikke er pålagt å faste. Hva angår de som er permanent syke eller som ikke makter å faste på grunn av uoverkommelig sykdommer eller hindringer, sier den hellige Koranen følgende:

«Men den av dere som er syk eller på reise, (skal faste) et (like stort) antall andre dager, og for dem som (bare) med vanskelighet kan utholde den, (gjelder som) erstatning bespisning av en fattig.» (Sura Al-Baqarah vers 185).

Den fjerde kalifen[ra] beretter at vers 185 i Al-Baqara henviser til to kategorier av syke folk. For det første er det de som makter å faste, men som grunnet kortvarige sykdommer eller uoverkommelige hindringer, ikke får fastet. For disse er det påbudt å faste på et senere tidspunkt, men de bør også betale *Fidya* for de tapte dagene. For det andre gjelder det de som ikke makter å faste i det hele tatt. For dem er det nok å betale *Fidya* uten plikt til å faste på et senere tidspunkt. (Al Koran s. 47, fotnote 1).

Fasten bør åpnes med dadler, melk eller vann, ettersom dette anses for å være Profeten Muhammeds[saw] sedvane. Det fremkommer av Hadith at fasten bør åpnes ved å spise dadler, for det leder til velsignelser. Dersom man ikke har tilgang til dadler, bør fasten åpnes med vann, siden vann er rent. (Fiqah Ahmadiyya s. 277)

Det er en rekke handlinger som ikke bryter fasten. Dersom man ved glemsel spiser noe, avbrytes ikke fasten. Tilsvarende gjelder for tilfeller der man får vann i ørene eller tar øye- eller øredråper. For kvalme som ikke medfører oppkast eller oppgulp, avbrytes ikke fasten. Videre vil ikke fasten avbrytes dersom man pusser tennene, lukter gode odører, bruker nesespray eller olje på håret eller skjegget. Fasten brytes heller ikke ved å kysse små barn på kinnet eller på pannen. Heller ikke avbrytes fasten ved inntak av røyk eller støv som ikke er tilsiktet. Også dersom man svelger en flue, en mygg eller noen få dråper vann mens man skyller munnen, avbrytes ikke fasten. Den hellige Profeten[saw] beretter at dersom en person av glemsel spiser noe, brytes ikke fasten. Vedkommende skal fullføre sin faste, fordi det er Gud som gir ham føde. (Fiqah Ahmadiyya s. 278 og 279).

Den utlovede Messias[as] beretter at dersom syke eller reisende faster, vil dette være i strid med Guds vilje. (Fiqah Ahmadiyya s. 288) Dette gjelder ikke de som reiser jevnlig med jobben; typisk piloter, konduktører, sjåfører og handelsagenter, ettersom de ikke anses for å være reisende, men for å være boende i de landene de pendler mellom, og dermed blir fasten påbudt disse.

Den utlovede Messias[as] ble spurt om fasten kunne brytes dersom reise ble aktuelt mens man fastet. Den Utlovede Messias[as] svarte at det var best å avstå fra unødvendige reiser i Ramadan. Reise bør først skje dersom det er nødvendig. Hvilke reiser som er nødvendige, avgjør den reisende selv, for Gud vet hva han har i tankene. Ingen andre enn den reisende har rett til å avgjøre om reisen er nødvendig. Ellers er det slik at dersom reisen er nødvendig, skal man heller ikke faste under reisen. Den andre kalifen[ra] ble spurt om fasting under reise, og han svarte at under reise bør man ikke faste, og av hensyn til andre fastende bør man avstå fra å spise i offentligheten. Sharia har ikke fastsatt noen tids- og avstandsramme for når det skal være gyldig å avstå fra fasten. Det er den reisende selv som avgjør. (Fiqah Ahmadiyya s. 279).

Den andre Khalifen beretter at fasten bør være påbudt fra et tidspunkt mellom femten til atten årsalderen, ettersom dette er alderen man blir ansett som voksen. Fra man fyller femten bør man bli vant med fastingen og ved fylte atten år, bør man anse fasten for å være påbudt. Dessuten oppstår det ofte et spørsmål om det er tillat for studenter som skal avlegge eksamen i Ramadan å avstå fra å faste. Fasten innebærer ikke at man skal gi avkall på sine hverdagslige plikter og gjøremål. Fasten skal ikke medføre at man blir sittende uten arbeid. Dersom fasten medfører at man ikke får utført sine hverdagslige oppgaver, anses man for å være blant de syke og får fritak fra å faste. Kravet for fritak er strengt regulert og vedkommende er fullstendig ansvarlig for sitt valg dersom han velger å avstå fra å faste. Gud behandler vedkommende etter hans intensjoner og hans forhold som tilsier at fasten blir urimelig bebyrdende. (Fiqah Ahmadiyya s. 291 til 292).

Videre beretter den andre kalifen[ra] at eldre folk med sykelig helse og de blant dem som ikke makter å faste lenger, bør avstå fra å faste. Dette gjelder også dersom de eldre faster, og dermed ikke makter å gjøre annet enn å avstå fra å spis. Men det er pålagt å faste for de eldre som fortsatt har styrke til det og som oppfyller alle kriteriene for å kunne faste. (Fiqah Ahmadiyya s. 290 til 291)

Fasten

Ramadan – en velsignet måned

Balqees Akhtar

I denne tilbedelsesmåneden oppfyller Gud de fleste bønner, man oppnår Guds kjærlighet og sjelen renses. Fasten innebærer at man avstår fra visse tillatte handlinger av kjærlighet til Gud. I den hellige Koranen leser vi følgende vers:

«O Dere som tror, det er foreskrevet dere å faste, liksom det var foreskrevet dem før dere, for at dere skal bli rettferdige.» (Al Baqarah, vers 184)

Hazrat Khalifatul Masih II[ra] beretter at fastens formål ikke er å sulte eller å tørste seg selv i hjel. Dersom man kunne oppnådd Paradiset ved å sulte eller tørste i hjel, ville selv de vantro og de falske ha vært klare for dette. Død forårsaket av sulte og tørste er intet stort fenomen. (Al Fazl 30. Mars 1922).

Alle muslimske menn og kvinner som er myndige, friske og som ikke er på reise er pliktet til å faste. For de syke eller reisende er det en lempelse ved at de kan faste på et senere tidspunkt, slikt at de kan ta igjen for de tapte dagene. Fasteperioden starter når Ramadan-månen er synlig på himmelen.

Muslimer er pliktige til å faste under denne måneden. Dette gjelder ikke dersom det foreligger noen saklig grunn som fritar vedkommende fra å faste, hvilket utelukker dårlige eller forfengelige unnskyldninger. Den Hellige Profeten[saw] beretter at den som ikke opprettholder fasten og som ikke har saklig grunn for det, vil ikke kunne avbøte den tapte fasten selv om vedkommende faster resten av sitt liv. Denne feilen kan aldri rettes opp. (Fiqah Ahmadiyya 279).

Den andre kalifen[ra] beretter at det er flere som anser fasten som en alminnelig eller uviktig ordre fra Gud og avstår fra å faste med dårlige unnskyldninger. Det er i utgangspunktet ingen gyldig unnskyldning å hevde at fasten kan føre med sykdommer i fremtiden. Slike hypoteser må være velbegrunnet for at man skal få fritak fra å faste. Fasten kan imidlertid avstås ved sykdom som er av en slik art at fasting i slik tilstand kan virke helseskadelig. Dersom fastingen ikke har noen påvirkning på sykdommen, vil heller ikke fasten kunne avstås. (Fiqah Ahmadiyya s. 279 til 280).

kravene for rettferdighet blir ikke oppfylt. I de nåværende omstendighetene i verden, er det med beklagelse at vi kan se at grunnlaget for enda en verdenskrig allerede er lagt».

Til president Obama, sa han: «Som vi alle vet, de viktigste årsakene til andre verdenskrig var svikt i Folkeforbundet og den økonomiske krisen som begynte i 1932. I dag hevder ledende økonomer at det er mange paralleller mellom den nåværende økonomiske krisen og den i 1932. Vi ser at politiske og økonomiske problemer igjen har ført til kriger mellom mindre nasjoner, og til at intern splid og misnøye florerer i disse landene. Dette vil til slutt resultere i at visse krefter oppnår regjeringsmakt og fører oss til en verdenskrig. Hvis konflikter i de mindre landene ikke kan løses gjennom politikk eller diplomati, vil det føre til dannelsen av nye blokker og grupperinger i verden. Dette vil være forløperen for utbruddet av en tredje verdenskrig (…)».

Til Folkerepublikken Kinas statsminister Wen Jiabao, skrev han: «Det er min bønn at verdens ledere handler med visdom og ikke tillater at gjensidig fiendtlighet mellom nasjoner og folk i en liten skala, å bryte ut i en global konflikt».

Og til Storbritannias statsminister, skrev han: «Det er min anmodning at vi må prøve vårt beste for å slukke hatets flammer på alle nivåer og i alle retninger. Bare hvis vi lykkes i dette arbeidet, vil vi være i stand til å garantere en lysere framtid for våre kommende generasjoner. Men hvis vi mislykkes i denne oppgaven, bør det være ingen tvil i våre sinn at våre fremtidige generasjoner over alt vil måtte bære de forferdelige konsekvenser av kjernefysisk krigføring. Og de vil aldri tilgi sine eldre for å ha ledet verden inn i en global katastrofe (…).»

Dette var en liten del av de brevene Hazrat Mirza Masroor Ahmad[aba] sendte til verdens store ledere. Dette var et oppriktig og ærlig forsøk på å få verdens ledere til å forsøke å skape fred i verden, og unngå utbruddet av en ny verdenskrig. Og denne boken, *Verdenskrise og veien til fred*, ble også skrevet for å være en kilde til veiledning for menneskeheten i denne farlige tiden.

Bokanmeldelse

Verdenskrise og veien til fred av Hazrat Mirza Masroor Ahmad[aba]

Amna Javaid

Verden går gjennom turbulente tider. Den globale økonomiske krisen fortsetter å åpenbare nye og stadig mer alvorlige faser nesten hver uke. Stadig finner vi likheter til perioden før annen verdenskrig, og det synes klart at verden beveges mot en svært forferdelig tredje verdenskrig i et enestående tempo. Det er en overveldende følelse av at ting raskt holder på å komme ut av kontroll, og at folk ser etter noen som vil tre fram og tilby konkret og stødig veiledning som de kan ha tillit til. En som taler deres hjerter og sinn og gir dem håp om at det finnes en vei som kan føre til fred.

I denne boken altså, *Verdenskrise og veien til fred*, har det blitt samlet veiledning av Hazrat Mirza Masroor Ahmad[aba], leder for den verdensomspennende Ahmadiyya Muslim Jama'at. Etter hvert som hendelser har funnet sted de siste årene, har han uredd kunngjort for verden hvordan ting utfolder seg – ikke for å skape frykt, men for å forberede dem til å tenke på hvordan verden har kommet til denne tilstanden; og hvordan den kan avverge katastrofen, og stake ut en kurs mot fred og sikkerhet for alle mennesker som bor i denne globale landsbyen.

I denne anledningen skrev Hazrat Mirza Masroor Ahmad brev til flere av verdens store ledere, deriblant til USAs president, Barack Obama, Israels statsminister og til den iranske presidenten.

I sitt brev til Israels statsminister, skrev han «Derfor er det min anmodning til deg at i stedet for å lede verden inn i en verdenskrig; gjør ditt ytterste for å redde verden fra en global katastrofe. I stedet for å løse tvister med makt, bør du prøve å løse dem gjennom dialog, slik at vi kan gi våre kommende generasjoner en lys framtid i gave, i stedet for å gi dem funksjonshemminger og defekter.»

Til presidenten av Den islamske republikk Iran, formante han: «Det er for tiden stor uro og rastløshet i verden. I enkelte områder har det brutt ut små kriger, mens andre steder handler supermaktene i påskudd av å forsøke å få til fred. Hvert land er engasjert i enten å hjelpe eller motsette seg andre land, men

Somalia var på sitt verste at Huzoor[ra] fortalte hvordan bare tanken på pine og sult forårsaket alvorlig uro i hans hjerte. Huzoor[ra] påpekte at vi mennesker er forpliktet til å bli påvirket av lidelsene til våre medmennesker. Det var under denne sultkrisen at Huzoor[ra] forsto hvor vanskelig det kunne vær å hjelpe på grunn av problemer som oppstod i koordinering med hjelpeorganisasjonene som var etablert i Somalia. Derfor ga Huzoor[ra] instrukser til Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya i 1993 om å sende en frivillig humanitær bistandsgruppe for å hjelpe ofrene i det tidligere Jugoslavia. Straks denne konvoien hadde etablert seg i Bosnia, Kroatia, Ungarn og Slovenia, godkjente Huzoor[ra] etableringen av en veldedighetsorganisasjon ved navnet *Humanity First*. Huzoor[ra] gjorde alle oppmerksom på at denne hjelpeorganisasjonens formål skulle være å tjene menneskeheten uten å gjøre forskjell på farge, rase eller tro.

Humanity First er fra starten av finansiert av blant annet donasjoner fra privatpersoner i menigheten. I dag har *Humanity First* konsultativ status i det økonomiske og sosiale råd i FN. Organisasjonen drives av frivillige og har sitt virke i førti land. Av de innsamlede midler går 93 % uavkortet til prosjekter. Den faktiske bistandsverdi – inkludert gratis behandling fra leger, ingeniører og lignende – er merkbart større enn verdien av donasjoner som mottas. Organisasjonen deler sitt arbeid inn i to områder; katastrofehjelp og langsiktig bærekraftige prosjekter som vannprosjektet i Benin.

Den fjerde kalifen[ra] var en høyst unik velsignelse fra Allah, den Nåderike, den Allvitende. De som har tro på Allah tror også på at slike uvanlige velsignelser kan forekomme og at de vil fortsette å forekommer, *InshAllah*. Kalifatet er et av Allahs mange velsignelser til vår menighet og dets betydning for vår menighet er som solens betydning for jorden. Liksom solen lyser kalifatet opp mørket som verdens befolkning i dag er omgitt av, og fører oss Ahmadiyya muslimer på den rette vei. Måtte Allah opprettholde og beskytte kalifatet i all fremtid og skjenke våre kommende generasjoner kalifatets beskyttelse.

I 1928 kom jernbanesporet til Qadian. Med denne historiske begivenheten, ble det lille tettstedet i delstaten Punjab i India satt i kontakt med omverdenen. Ved hjelp av dette kommunikasjonsmiddelet fikk menigheten bedre forbindelse og mulighet til å spre sitt budskap til et enda større publikum. Det samme året var også fødselsåret til Huzoor[ra]. På samme måte som jernbanesporet satte Qadian på verdenskartet, skulle denne velsignede personligheten sette Ahmadiyya menigheten på verdenskartet ved å nå hele verdensbefolkningen gjennom lansering av TV-kanalen MTA – Muslim Television Ahmadiyya.

MTA er en av de viktigste velsignelsene som Allah skjenket dette kalifatet. TV-kanalen fikk sin spede begynnelse i året 1992. I januar 1994 ble MTA innviet som en selvstendig TV-kanal. Dette var den første TV-kanalen i verden som introduserte islam til et internasjonalt publikum. Huzoor[ra] var en viktig inspirasjonskilde og pådriver til etableringen og utviklingen av MTA. Under hans kunnskapsrike veiledning ble TV-kanalen stadig utviklet, og flere og flere interessante, religiøse programmer i tillegg til fredagstalene ble lansert. Huzoor[ra] ledet selv programmer som *Children's Class*, *Question and Answer Session* og *Tarjumatul Quran Class*. TV-kanalen dekket Huzoor[ra] sine utenlandsreiser og andre religiøse begivenheter som blant annet Jalsa Salana. I april i 1996 startet kanalen med døgnet-rundt sendinger. I dag har kanalen utvidet seg til ytterlige tre TV-kanaler som er tilpasset geografiske områder og språk.

I 1987 holdt Huzoor[ra] en tale der han oppfordret Ahmadi muslimer rundt om i verden til å vie livet til sine ufødte barn i religionens tjeneste og oppdra barna på en slik måte at de ville vokse opp til å frivillig ofre alt for Guds skyld. Slik vil denne generasjonen kunne påta seg ansvaret for menighetens velbefinnende og utvikling i den kommende tiden. Hudoor[ra] gav stiftelse navnet Waqf-e-Nau. Opprinnelig ble ordningen lansert for to år, men ble senere en permanent del av menighetens struktur. I dag er Waqf-e-Nau en blomstrende institusjon der tusenvis av Ahmadi muslimer vier livene til sine barn slik at de kan tjene menigheten i fremtiden.

Et sofistisk ordtak lyder som følgende: «Allahs venn er han som er like generøs som en elv, har velvilje lik solen, og en gjestfrihet som jorden». Huzoor utstrålte disse universelle kvalitetene av kjærlighet til menneskeheten med den største oppriktighet. Det var i sin fredagstale den 28. august i 1992, da sultkrisen i

Den fjerde kalifen[ra]

En velsignelser for menigheten

Roshanda Chaudry

Hazrat Mirza Tahir Ahmad ble født i 1928. Denne skikkelsen som er bedre kjent som Khalifatul Masih IV[ra], nemlig vår fjerde kalif, var en velsignelse for menigheten. Etter utreisen fra Pakistan, under Huzoors[ra] ledelse opplevde Ahmadiyya menigheten en dynamisk og eksponentiell vekst av et unikt slag. Selv etter hans tid fortsetter vår menighet å høste frukter fra hans taler, bøker, stiftelser og ikke minst den ustoppelige innsatsen for å spre islams budskap.

Huzoor[ra] sa selv disse ordene i en av sine første fredagstaler etter at han var blitt menighetens fjerde kalif: «Denne tiden som vi går i møte, er en uvanlig tid …» For Ahmadiyya menigheten var starten på den «uvanlige tiden» en dag i 1984 da Huzoor[ra] klarte å flykte til London til tross for de pakistanske myndighetenes forsøk på å stoppe hans utreise. Huzoor[ra] fortalte i en fredagstale i 1990, at hans reise fra Pakistan var forutsett i en drøm av hans far, Hazrat Musleh-e-Maud[ra], allerede før Hudoor[ra] var født.

Året 1984 som ifølge fiendens plan skulle bringe menigheten til taushet og utslette dets eksistens, ble med Allahs velsignelse og bistand det året som skulle være starten på menighetens enorme suksess og fremgang. Dermed begynte en ny epoke i menighetens historie under Huzoors[ra] ledelse; en epoke som allerede var forutsagt av den utlovede Messias[as]: «Jeg har drømt at jeg er i London og holder taler om islams sannhet. I mine hender bære jeg hvite fugler som flyr av sted og setter seg på forskjellige trær. Jeg tolker det slik at om ikke jeg selv, så vil mine skrifter spre seg blant disse innbyggerne og flere av dem vil finne den sanne vei» (Rohani Khaza'in, bind 3, side 377)

Under Huzoors[ra] sin ledelse og veiledning fikk menigheten en internasjonal anerkjennelse og utøver derfor i dag en betydelige religiøs innflytelse ikke bare i London, men i store deler av den vestlige verden. Menigheten får stadig flere tilhengere, blant dem eminente personligheter og konger.

folk valgte å gå fra store sykehus til deres små sykehus på grunn av den gode behandlingen.

Mange velstående borgere valgte å komme til disse sykehusene. En av dem ble spurt om hvorfor han valgte å gå til et sykehus som hadde blitt bygget gjennom Nusrat Jahan fremfor å dra til andre sykehus som hadde mye bedre standard i forhold til mat, rom, behandling og utdannede leger fra Europa. Han svarte at alt var mye bedre i de andre sykehusene med bedre standard, men det som var spesielt med sykehusene bygget gjennom Nusrat Jahan prosjektet, var at der følte han at han ble frisk. Han la til at den følelsen kom av at sykehuset var bygget i lys av islam.

Når det kom til skoler, var det hverken barneskoler eller ungdomsskoler med islamsk lære i Afrika. Alle skolene var kristne, og muslimske barn måtte også gå på disse skolene. Her fikk de lære om bibelen. Takket være Nusrat Jahan prosjektet, ble det bygget både barneskole og ungdomsskole for muslimer hvor barna kunne få islamsk lære.

Før den den første kalifen[ra] gikk bort, fortalte han mens han var syk at Gud hadde lovet ham at 500 000 afrikanske kristne skulle konvertere til islam. Nusrat Jahan prosjektet har oppfylt dette løftet ved at afrikanske kristne den dag i dag blir muslimer og det bygges skoler og sykehus gjennom Nusrat Jahan prosjektet. Den fjerde kalifen[ra] fikk også muligheten til å bygge gjennom Nusrat Jahan prosjektet ved at det ble åpnet homeopatklinikker. I 1995 ble det åpnet en fabrikk ved navnet Tahir hvor det ble produsert homeopatprodukter.

Den femte kalifen[aba] har også vist stor kjærlighet til Nusrat Jahan prosjektet, og da han besøkte Ghana i januar 2007, fikk han åpnet en kostholdsbutikk eid av en indisk lege.

250 frivillige leger har til nå fått muligheten til å jobbe ved sykehusene bygget gjennom Nusrat Jahan prosjektet. Den tredje kalifen[ra] har uttalt at ingen i hele verden kunne tro på den velsignelsen Nusrat Jahan prosjektet har skjenket Afrika. Den dag i dag hylles Huzoor av flere tusen kristne, Ahmadi muslimer og andre muslimer når han drar på besøk til Afrika. Den ubeskrivelige velkomsten Hudoor får gjennom folk som står på hver side av veien, synger, roper, viser respekt, og hopper med hvite tørklær, er takket være Nusrat Jahan prosjektet.

Nusrat Jahan Prosjektet

En velsignelse til det afrikanske folk

Amarah Dar

Nusrat Jahan prosjektet ble opprettet av Hazrat Mirza Nasir Ahmad[ra] under et besøk til Afrika i 1970. Den afrikanske befolkningen hadde lenge lidd som følge av all ødeleggelsen imperialismen hadde ført med seg. Nusrat Jahan prosjektet skulle gjenoppbygge Afrika gjennom islam.

Hazrat Mirza Nasir Ahmed[ra] besøkte seks land i den vestlige Afrika, hvorav Nigeria, Gana, Elfenbeinkysten, Liberia, Gambia og Sierra Leone. Besøket hans til disse landene var en stor ære for befolkningen. Aviser, radiokanaler og fjernsynskanaler kringkastet hele reisen. Reisen var en enorm suksess på mange måter. Det er under denne reisen Nusrat Jahan prosjektet ble opprettet. Målet med dette prosjektet var å serve de afrikanske nasjonene med bidrag fra Ahmadiyya menigheten gjennom åpning av skoler, sykehus, klinikker og lignende.

Før Huzoor[ra] sin reise til Afrika i 1970, ba han imamen i London om å overføre ti tusen pund til en konto i Afrika. Dette så imamen på som en umulig sak da den økonomiske situasjonen til Jama'aten var svekket. Overraskende nok og med Guds velsignelse, klarte de å samle ti tusen pund. Huzoor[ra] opprettet prosjektet for tre år i første omgang, og i løpet av kort tid ble det samlet inn femti tusen pund. Huzoor[ra] hadde et ønske om at det skulle bygges sykehus og skoler innen fem år, men med Guds velsignelse, ble det bygget både skole og sykehus innen to år. Huzoor[ra] fikk blant annet et brev fra en Ahmadi muslim hvor det stod at han hadde gitt de pengene til Nusrat Jahan prosjektet som han egentlig hadde samlet til sitt eget bryllup. Utallige barneskoler, videregående skoler, klinikker og sykehus ble bygget og mange kvalifiserte leger, tannleger og lærere jobber på disse stedene den dag i dag som følge av Nusrat Jahan prosjektet.

Det ble gjort flere forsøk på å stoppe prosjektet, men gjennom Huzoor[ra] sine bønner ble forsøkene mislykket. Skoler og sykehus ble forsøkt å bli stengt og Ahmadi leger ble beordret om å forlate jobbene sine. Legene ved sykehusene, som ble bygget med velsignelse fra Nusrat Jahan prosjektet, var så dyktige at

Hver minste arbeid ble utført med omhu og med langsiktighet. Det var som om Guds skygge hvilte over han. En skygge som veiledet hvert minste valg og tiltak. I dag kan man se at den store utviklingen som har skjedd de siste hundre årene gagner oss meget. Den andres kalifens arbeid har løftet menigheten til nye høyder. Men ihukom at Allah ga et løfte om en Sønn og en Reformator, hvis ledelse skulle høste frukter selv i fremtiden. Misjonsvirksomhetene som ble utviklet i utlandet, kom til hjelp da mostanden i Pakistan overtrådte alle grenser, noe som førte til at vår fjerde kalif kunne emigrere uten videre komplikasjoner.

I 1965 mistet verden en av sine mest hengivne tjenere, da Hazrat Musleh Maud[ra] trakk sin siste pust en vårdag i mars. Bortgangen fant sted etter en langvarig utmattelse etter angrepet i 1954, da en mann forsøkte å ta livet av den andre kalifen. Likevel fortsatte han sin tjeneste i menigheten. Ved hans bortgang spredde det seg frykt i menigheten, ettersom mange ikke kunne forestille seg hans fravær. Hans unike gaver vil til all tid være med oss, for dette var forutbestemt av Allah, del Allvise, den Allmektige.

Løsning:

			I								R		
	M	U	S	L	I	M					A		
	U		L			A					M		
	H		A			S				N	A	S	R
	M		M			R		K			D		
	M					O		H			A		
	E				K	O	R	A	N	E	N		
A	D	H	A	N		R		L					
L				I				I					
L				M				F		G			
A			Z	A	K	A	T			A			
H				Z		R				B			
					M	A	R	T	Y	R			
						B				I			
						I			M	E	K	K	A
				M	O	S	K	E		L			
						K							

Khuddam-ul-Ahmadiyya ble stiftet som et resultat av den andres kalifens ønske om å fremme tjenesteånden blant unge menn, slik at de kunne befri seg fra alle tanker om stolthet og arroganse. Barn ble delt inn i egne ordninger, for at de fra barndommen av skulle lære seg prinsippene knyttet til deres tro om den sanne islam. Disse ordningene har improvisert med årene og har vært midler for avansering innad menigheten.

Menigheten skulle spre seg, jamfør åpenbaringen om at «jeg skal spre ditt budskap til alle verdens hjørner». Som en del av åpenbaringen om den Lovede Sønnen og Reformatoren, viste det seg at perioden til den andre kalifen var den mest gunstige perioden for at dette skulle forekomme. Samtidig vokste opposisjonen mot menigheten i Qadian, og det ble nødvendig å utføre tiltak for å stagge den. Tehrik-e-Jadid – det moderne tiltak – ble utviklet for å utdanne misjonærer, trykke litteratur og promotere lik levestandard for alle. For at dette skulle muliggjøres ble det satt begrensinger ved medlemmenes konsum og handlinger. I 1934 ble Tehrik-e-Jadid utviklet som en midlertidig ordning for tre år, men senere i 1953 bestemte Hazrat Musleh Maud[ra] for inkludere den som en permanent del av menighetens struktur. I 1957 ble Waqf-e-Jadid – den nye vielsen – etablert for å fremme reformerende misjonsvirksomheter i alle indiske og pakistanske byer og landsbygder.

Videre dannet Hazrat Musleh Maud[ra] et fundament for kunnskap i menigheten, ved blant å presentere utmerkede verker som tolkninger av den hellige Koranen på ti bind – Tafsir-e-Kabir – og en kommentar til den hellige Koranen – Tafsir-e-Saghir. Disse verkene var et bevis på hans gudsbegavede kunnskap. Den dag i dag nyter man godt av det dype arbeidet utført av den andre kalifen som et medium for å spre det sanne og ubesudlede budskapet til den hellige Koranen.

Ytterlig motstand mot menigheten slo rot i subkontinentet, og en bitter tid var i vente. Hazrat Musleh Maud[ra] måtte i 1947 under delingen av India og Pakistan lede hele menigheten over grensen. I krigen i 1952 gikk flere tapt, og samtidig ble Ahmadi muslimer forfulgt, boikottet og angrepet av sine motstandere. Takket være Allahs Nåde og Bistand samt ledelsen av den andre khalifen, klarte menigheten å komme seg gjennom disse ergerlige årene. Samtidig ble menighetens andre hovedkvarter i Pakistan grunnlagt ved navn Rabwah – et opphøyd stykke land.

Hazrat Musleh Maud[ra]

Den Lovede Sønn og Reformator

Andleeb Anwar

«Selv om hele verden vender deg ryggen, vil jeg stå ved din side og motsette meg all opposisjon rettet mot ditt oppdrag.»

I 1908 ga en storartet sønn et løfte til sin døende far. Et løfte som skulle vise seg å støtte Guds fastsatte Vilje. I en ung alder av tjuefem år fikk denne mannen som oppdrag å lede en guddommelig menighet. Det vokste frem sterk motstand både utenfor og innad de medlemmene, men Guds bistand skulle vise seg å være nok for å feie disse av veien. I 1914 startet en enestående periode i Ahmadiyya Muslim Menighet der hele verden fikk vitne oppfyllelsen av Guds åpenbaring om den Lovede Sønn.

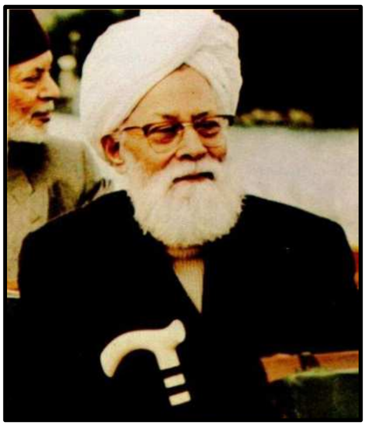

Den 20. februar i 1886 publiserte den utlovede Messiasas en åpenbaring som forutsa fødselen til en sønn. Det skulle vise seg at denne sønnen skulle besitte femtito ulike kvaliteter. Et barn ble født den 12. januar i 1889 som et direkte tegn på Guds Nåde – *Fazl*. Denne mannen ved navn Hazrat Mirza Bashir-ud-Din Mahmud Ahmed[ra] ledet kalifatet i femtito år, og det viste seg at han sannelig var et mennesket bestående av uklanderlige kvaliteter. Gud tok selv ansvaret av å avle opp denne sønnen i henhold til sine løfter. Dermed ser vi at historien bærer vitnesbyrd om den andre kalifens renhet, intelligent, milde hjerte og messianske egenskaper som helbredet åndelige sykdommer. I tillegg til det besittet han store mengder med verdslig og religiøs kunnskap, til tross for sin manglende verdslige skoleutdanning.

Denne kunnskapen skulle vise seg å gagne menigheten på et avgjørende vis. Han ledet menigheten mot evig fremgang blant annet gjennom sin utarbeidelse av administrative strukturer. Ledende Anjuman ble stiftet for å skape et velfungerende system på lokalt basis. Medlemmene ble delt inn ordninger basert på alder og kjønn, slik at de kunne utfører målrettet utdanning. I 1922 ble Ladjna Imaillah stiftet som et arena for kvinners selvstendige oppdragelse og utdanning.

Messias[as] i Qadian. Huzoor[as] sa: «Du er ferdig med å jobbe, så bli igjen her hos meg.» Den første kalifen[ra] tenkte at han godt kunne bli et par dager til. Etter en uke sa Huzoor[as] at siden han bodde her alene, kunne han sørge for at konene hans også fikk kommet til Qadian. Den første kalifen[ra] hentet konene sine til Qadian. Deretter sa Huzoor[as] at siden han likte å lese bøker, kunne han få brakt sitt bibliotek hit. Så biblioteket hans ble brakt fra Bahera til Qadian. Noen dager senere sa Huzoor[as] til ham: «Nå burde du glemme Bahera.» Den første kalifen[ra] sier at han senere glemte Bahera slik at han ikke en gang drømte om hjembyen sin.

Etter å ha flyttet til Qadian var det flere folk som ba han om å åpne et sykehus i Lahore eller Amritsar, men han selv valgte å være hos sin kjære Huzoor. Og her ble han og tjente sin tro døgnet rundt. Han var alltid klar for å oppfylle selv et av Huzoors aller minste behov.

Den første Kalifen[ra] besittet mye kunnskap, både religiøs og verdslig. En sann muslim tilbringer hele sitt liv med å lære og øke sin kunnskap, derfor er det viktig at vi inkluderer Allah i vårt higen etter visdom:

«Å Herre, øk min kunnskap»

at hans kropp så vidt var nær den. (Tahreek-e-Ahmadiyyat, side 561). Han var en mann som til tross for sin velstående bakgrunn og høye utdannelse var så ydmyk at han gledelig satte seg ned på gulvet, og følte seg æret nettopp fordi han var i selskap med Allahs profet.

Høyest ærede Muhammed Sadeeq av Miani forteller: «Da den første kalifen[ra] en gang satt i bønnerommet omringet av folk, sa en person til han: «Maulana Sahib, Huzoor tilkaller Dem». Da han fikk høre dette fløy han ut i en slik hast at han ikke en gang rakk å kle på seg anstendig og måtte dra sandalene og ordne hodeplagget bare for å ikke la vår kjæreste Messias vente mer enn nødvendig.» (Hayyate Noor-ud-Din, side 188).

En gang spurte en hindu fra Batalla om den første kalifen[ra] kunne bli med ham til Batalla slik at han kunne få medisin og råd for sin syke hustru. Den utlovede Messias[as] godkjente dette og sa at han håpet at han ville være tilbake samme dag. Med hest og kjerre tok det hele kvelden å komme frem til Batalla. Etter at han fikk gitt medisin og mat til den syke, fikk han med nød og neppe arrangert en hest og kjerre for tilbakeveien, da dette var vanskelig på grunn av mye gjørme, noe som førte til at hesten stoppet opp under flere anledninger. Da denne transportmetoden ble umulig begav han seg på tilbakereisen barbeint. På hjemveien ble føttene han oppskåret av småstein og torner, men han neket å gi seg og ankom Qadian rundt midnatt. Han fikk til og med muligheten til å lede morgenbønnen. Han fortalte den utlovede Messias[as] at reisen ikke hadde vært problematisk, og gav ikke hint til noen av de mange komplikasjonene som hadde oppstått under reisen.

Det er flere slike hendelser som viser til at det den utlovede Messias[as] sa var noe den første kalifen[ra] iakttok som en nødvendighet snarer enn en mulighet. Den første khalifens nevø Maulana Dost Muhammed var syk. Den første kalifen[ra] ba om tillatelse fra Huzoor og dro dermed til Myani og planla å vende tilbake til Qadian samme dag. En del folk ba ham om å bli igjen en dag til, men til det svarte ham: «Jeg har ikke lov av *Mursjad* – min Mester.» Hazrat Khalifatul

Etter å ha pensjonert seg dro han tilbake til sin hjemby, Bahera. Han satte seg som mål å opprette ett stort sykehus, og i tillegg begynte han byggingen av et fantastisk hus. I 1893, da byggingen av huset fremdeles pågikk, dro den den første kalifen[ra] til Lahore og bestemte seg også for å besøke den utlovede

Den første khalifen[ra]

Et symbol på lydighet og hengivenhet

Raghiba Sadaf

Hazrat Hakeem Maulana Noor-ud-Din, Khalifatul Masi I[ra], fikk æren av å være den første personen til å akseptere den utlovede Messias[as]. Og til gjengjeld fikk han den glede av å kunne kalle seg hans sanne venn. Det ble ofte gitt eksempler på hvor mye den første khalifen ofret for den utlovede Messias[as]. Han viet seg selv med en lidenskap som fikk han til å glemme alt og alle, inkludert seg selv. Det minste lille tegn fra den utlovede Messias[as] var et ordre han følte en higen etter å adlyde. Han var så lydig at når han skrev lister over navn på nye konvertitter skrev han sitt eget navn øverst med et utsagn om at han ikke var troende før han hadde truffet den utlovede Messias[as]. Han lærte Islams sanne betydning takket være innflytelsen til den utlovede Messias[as]. Selv den utlovede Messias sin gjengivelse av den første khalifens lydighet er til dags dato ihukommet på en så fantastisk måte at det i seg selv gir inntrykk av hvilket perfekt menneske han var.

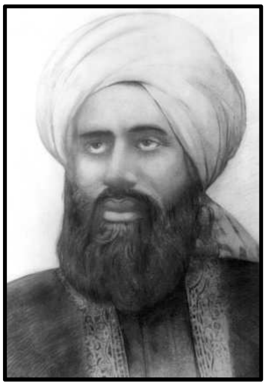

«I hver eneste av min saker er han så støttende og hjelpsom, liksom blodet som pulserer i min pulsåre.» (Minqat siden 40). Etter å ha selv blitt kalif, pleide han ofte å si: «Visste du at Noor-ud-Din hadde en elsker ved navn Mirza? Noor-ud-Din var såpass gal etter ham, at han ikke hadde sans og samling for sin egen hatt og stokk.» (Hayate Noor-ud-Din, side 188*)*.

Hazrat Mirza Bashir Ahmed forteller som øyevitne om en hendelse som inntraff: «En gang da min lillebror Mubarak Ahmed var veldig syk kalte den utlovede Messias[as] på den første kalifen[ra]. På den tiden var Mubarak Ahmed sengeliggende i Daar-ul-Massih, og den utlovede Messias[as] satt ved hans side. Den første khalifen kom inn og så på Mubarak Ahmed. Da han skulle fortelle om hans tilstand til den utlovede Messias[as] satte han seg på den bare bakken ved siden av sengen. Til dette svarte den utlovede Messias at han skulle sette seg på sengen istedenfor. Han lirket seg nærmere, la en hånd på sengen og sa at han satt meget komfortabelt. Til dette responderte den utlovede Messias[as] igjen; han ba ham om å sette se på sengen. Hazrat Khalifatul Masih[ra] satte seg på sengen slik

å presse, skal dere huske at jeg har slike som Khalid bin Walid ved min side som vil straffe dere.” Med dette mente han at han var blitt velsignet med ledsagere som ville ofre alt for å beskytte kalifatet mot de som gjorde motstand.

Videre sier den første kalifen at: «Jeg er valgt som kalif av Gud for deres eget beste. Ingen har makt til å kunne avsette den som Gud har utnevnt til kalif, og derfor vil ingen av dere kunne ta fra meg denne stillingen. Den dag Gud vil avsette meg, vil Han sørge for min død.»

Den andre kalifen etter den utlovede Messias[as] ga følgende budskap til den kommende kalifen: «Jeg kan allerede fortelle den tredje kalifen at dersom han reiser seg med sin fulle tillit til Gud, vil selv de store statsmakter som gjør motstand bli ruinert.» Og vi er alle i dag vitne til hvordan de myndighetene som utfordret kalifatet, ble ruinert av Gud.

På samme måte ga den fjerde kalifen også et gledelig budskap til de kommende kalifer: «De tidligere kalifene ga de kommende budskapet om at de skulle sette sin lit til Gud og ikke frykte noen motstandere. Og jeg forteller de kommende kalifer det samme; Ved Gud, ikke frykt noen og utvis styrke og utholdenhet slik som meg. Den Gud som tidligere har hjulpet oss overfor mindre former for motstand, vil i fremtiden også beseire den største mostanden vi vil bli møtt med. Ahmadiyya menigheten vil uansett oppnå den ene fremgangen etter den andre, og ingen makt i verden kan forhindre dette.»

Vår menighet innser hvilke store velsignelser kalifatet innebærer og vi har et nært bånd knyttet til denne institusjonen. Vår nåværende kalif, sa følgende om hvordan vi kan styrke og fortsette å holde fast ved kalifatet: «Ahmadi muslimene er dypt velsignet av Gud. Vi har ikke bare fått muligheten til å være en del av Profeten Muhammeds Umma, men i dag har vi også fått muligheten til å bli en del av den utlovede Messias og Mahdis menighet. I denne menigheten har vi kalifatet som utgjør et sterkt bånd som aldri vil bli brutt. Men husk at selv om dette båndet aldri kan brytes, må dere likevel være vaktsomme. Den minste uoppmerksomhet fra deres side kan føre til at deres forhold til denne institusjonen brytes. Måtte Allah beskytte enhver Ahmadi muslim fra en slik ulykke. Hold alltid fast ved dette båndet som knytter deg til Gud. I dag kan du ikke lykkes uten å være tilknyttet kalifatet.”

Den viktigste grunnen til at kalifatet medfører enorme velsignelser er at kalifatet representerer profetdommen og det faktum at vår kalif alltid vil være utvalgt av Gud. Den tredje kalifen etter Den utlovede Messias[as] sa følgende om dette:

«Det er vår fulle tro at kalifen velges av Allah. Hvis denne oppgaven hadde blitt overlatt til mennesket, hadde de valgt en kalif, som i deres øyne hadde vært best egnet. Men det er Allah selv som velger kalifen og det foreligger ingen svakheter ved Guds utvelgelse.»

Den første kalifen etter Den utlovede Messias[as] sa følgende om det samme tema:

«Det er ikke menneskets oppgave å velge kalifen, men Guds oppgave alene. Hvem valgte Adam som kalif? Allah sier i Koranen at: Jeg vil innsette en stattholder på jorden.» (Sura 2, vers 31)

Den andre kalifen etter Den utlovede Messias[as] sa følgende om de som ikke avla trosskapsed ved hans hånd:

«Ønsker de å utnevne en annen kalif? Dersom de ønsker dette, skal de huske at det ikke kan være to kalifer på ett tidspunkt. Og ifølge den islamske Sharia er dette heller ikke tillatt. Gud vil at menigheten skal samles ved min hånd og det er ingen som kan forhindre dette. Hvem er det som nå kan avsette meg? Det er Gud selv som har utnevnt meg som kalif og Han kan ikke ta feil i sin utvelgelse. Min stilling som kalif vil ikke forhøyes selv om hele verden aksepterer meg som kalif. Og hvis hele verden fornekter meg som kalif, vil heller ikke dette påvirke min stilling som kalif. Slik som en profet er profet uavhengig av andre, er også en kalif en kalif uavhengig av andres aksept eller fornektelse.»

En kalif kan aldri avsettes. Profeten Muhammed[saw] sa til Hazrat Usman at Gud ville skjenke ham en stilling i fremtiden som folk vil prøve å ta fra ham, men at han aldri skulle overgi denne stillingen.

Den første kalifen etter den utlovede Messias[as] har ved flere anledninger holdt fremragende foredrag om nettopp det at Gud alene velger kalifen. I et av disse prekenene sa han følgende: «Nå har Gud utnevnt meg som kalif. Nå kan jeg ikke avsettes etter noen andres ønske, og det er heller ingen som nå har styrke eller makt til å kunne frata meg denne stillingen. Hvis dere ikke gir dere og fortsetter

For at denne velsignelsen kan fortsette å være med oss, er det viktig at vi gang på gang kaster oss i bønn fremfor Gud, slik vi er blitt oppfordret til å gjøre. Dessuten er det også en rekke retningslinjer for hvordan vi kan beskytte denne velsignelsen vi har blitt skjenket. Jeg skal legge frem for dere noen av disse.

Ser man på selve prosessen ved valget av kalifen, kan det ved første øyekast fremstå som om det er mennesker som velger kalifen. Men sannheten er at disse ikke selv har noen formeninger om hvem de skal velge, alt skjer etter Guds vilje. Han utnevner den som i Hans øyne er best egnet til å bli kalif og lede menigheten. Dette har vært fremgangsmåten fra og med valget av den første kalifen ved det første kalifatet, nemlig kalifatet etter profeten Muhammed[saw]. Etter å ha fått åpenbaring om sin død, sa Profeten at det ikke var nødvendig for ham å navngi Hazrat Abu Bakr som kalif etter ham. Gud ville selv lede alle de troende mot Hazrat Abu Bakr og menigheten ville ikke kunne samle seg ved noen annens hånd enn hans.

Når vi sier at det er Gud selv som utnevner kalifen innebærer dette at intet menneske, menighet eller stat noen gang kan etablere kalifatet av egen vilje eller ønske. Dette er grunnen til at ingen i den muslimske verden, til tross for deres iherdige forsøk, har klart å etablere et kalifat de siste 1400 årene som er gått mellom det første kalifatet og den utlovede Messias[as] komme. Selv den dag i dag er det flere grupperinger innad i den muslimske verden som forsøker å gjenopprette kalifatet, men de vil aldri lykkes, verken nå eller i fremtiden.

Under valget av kalifen er det ingen som på forhånd kan annonseres som kandidat til å bli kalif. Og dersom man får vite om noen som sitter med et ønske om å bli kalif, kan ikke vedkommendes navn legges frem under valget. Det er heller ikke adgang til å drive propaganda verken for eller mot noen før eller under valget.

Akkurat som intet menneske kan utnevne en kalif, kan ingen avsette den som Gud har valgt. Aldri har noen, uansett hvor mye makt de enn besitter, klart å avsette en kalif. En kalif fortsetter i denne stillingen frem til Gud ønsker det. Og når Gud vil avsette ham kan dette kun skje gjennom kalifens bortgang.

Den utlovede Messias[as] forklarer denne profetien i *Risala Al-Wasiyyat* (*Testamentet*):

«Gud manifesterer to typer av Sin kraft: Først manifesterer Han Sin kraft gjennom profetenes hender. For det andre etter profetens bortgang, når de troende blir utsatt for en vanskelig tid. Fienden er på sitt sterkeste og begynner å tro at profeten har feilet katastrofalt i sin misjon. De begynner å innbille seg at menigheten nå vil oppløses. Til og med menighetens medlemmer blir fortvilte, som om deres ryggrad er brukket. Noen uheldige tar veien til frafall. Da viser Gud for annen gang Sin mektige kraft, og redder den ustabile menigheten. Den som viser utholdenhet helt til siste øyeblikk, vil derfor visselig bevitne Guds mirakel.

Dette var tilfellet under Hadhrat Abu Bakrs (ra) tid, da Den ærverdige profetens (sa) bortgang syntes å komme ubeleilig. Mange uvitende beduiner tydde til frafall, og disiplene til Den ærverdige profeten (sa) var fortært av sorg. Da opphøyet Gud Hadhrat Abu Bakr (ra), og gjennom Ham manifesterte Gud Sin kraft. Islam, som da var nær tilintetgjørelse, ble reddet, og det løftet ble oppfylt som Han har gitt til de troende i Koranen:

…Han vil sannelig for dem grunnfeste deres religion, som Han har utvalgt for dem, og Han vil sannelig skjenke dem sikkerhet og fred etter deres frykt.» (Al-Nur:56)

Kalifatets opprettelse avhenger av at det før dette har kommet en profet. Og at det er grunnlagt en menighet som har vokst under skyggen av profetens åndelige og moralske veiledning og som tror på kalifatet. Videre er det en betingelse om at denne menighetens handlinger er av slik god art at menigheten dermed gjør seg fortjent til de velsignelser kalifatet innebærer.

Det første kravet til opprettelsen av kalifatet er altså at det må foreligge en menighet av troende som har fått direkte del i profetens kjærlighet og som har nådd de høyeste stadier av gudfryktighet, og besitter evnen til å utføre gode gjerninger. Det er først når en menighet har oppnådd dette høye nivået at den blir velsignet med muligheten til å ta del i valget av en kalif. Det er Ahmadiyya menighetens tro at vi vil være velsignet med kalifatet frem til Dommens dag. *InshAllah*.

Kalifatet

Dets opprettelse og velsignelser

Shaista Basit

Opp gjennom religionshistorien har vi sett at Gud etablerer kalifatet som institusjon etter en profetdømme. Med henvisning til dette sier den hellige Profeten Muhammed[saw]:

«Kalifatet følger alltid profetdommen». (Kanzul 'Ummal, Vol 11, s.476).

Den hellige Profeten Muhammed[saw] proklamerte herved om det kommende kalifatet etter den fremtidige Messias. (Musnad Ahmad, s.273, nr. 7939). Den hellige Profeten[saw] erklærte at det ville være evig og vedvarende til Dommens dag. Dette utsagnet skal jeg utdype nærmere, men la oss først rette søkelyset mot hva den hellige Koranen, muslimenes autentiske og religiøse bok, sier om dette. I sura Al-Nur erklærer Gud:

«Allah har lovet de av dere som tror og handler rettferdig, at Han sannelig vil gjøre dem til etterfølgere på jorden, slik som Han skjenket etterfølgere (blant dem) før dere, og Han vil sannelig for dem grunnfeste deres religion, som Han har utvalgt for dem, og Han vil sannelig skjenke dem sikkerhet (og fred) etter deres frykt; de vil tjene Meg (alene) og ikke sette noen opp ved siden av Meg. Og den som er vantro etter dette, disse er de som er ulydige.» (Al-Nur:56)

Den hellige Profetens[saw] tradisjoner er fulle av henvisninger til det framtidige kalifatet. I en *Hadith* beretter Hazhrat Hudaifa bin Yeman[ra]:

«Profetdommen vil vare blant dere så lenge Gud vil. Deretter vil Han avslutte det, og erstatte det med et kalifat som vil vare blant dere så lenge Gud vil. Så vil Han avslutte det, og erstatte det med et kalifat som vil være basert på profetdømme for så lenge som Han ønsker, før Han avslutter det. Et tyrannisk kongedømme vil så komme og vil vare så lenge Gud vil, før det også avsluttes. Så vil det komme despotisk kongedømme som vil vare så lenge Gud vil, og som vil ende etter Hans bestemmelse. Så vil kalifatet igjen opprettes og det vil være basert på profetdømme. Den hellige Profeten[saw] sa ikke mer.» (Musnad Ahmad, s.273, nr. 7939)

for å takke Lajna Norge for arrangementet og for å fortelle hvor utrolig glade de var for å være en del av den kvelden. Den formelle delen av arrangementet ble avsluttet med stille bønn ledet av nasjonal leder for Lajna Imaillah Norge, Syeda Bushra Khalid. Etter den formelle delen av programmet var det duket for middag, dessert og sosial omgang og gjestene og medlemmene storkoste seg. Etter middagen ble det mulighet for å få en omvisning av Moskeen og alle gjestene benyttet seg av muligheten til å se Moskeen og få svar på sine spørsmål underveis. De fremmøtte valgte også å nyte godt av bokutstillingen som var satt frem av litteraturgruppa til Tabligh komiteen og et stort antall bøker og eksemplarer av Koranen ble delt ut. Flere av gjestene la også igjen hilsener i komiteens gjestebok. Kvelden var vellykket på alle mulige måter og alle de fremmøtte dro derfra med positive opplevelser.

Videre følger noen av inntrykkene fra gjestene:
«Dette bør arrangeres hvert år!», «Vi ble utrolig glade av å se Moskeen og den velkomsten vi fikk var bare fantastisk. Kjærligheten dere har dere imellom er utrolig», «Dere ligger langt foran oss og vi har utrolig mye å lære av dere», «Jeg er utrolig takknemlig for at jeg fikk komme i dag. Hadde jeg ikke møtt opp i dag hadde jeg angret ut livet», «Dere har virkelig klart å aktivisere den nye generasjonen – her har vi masse å lære.»

Arrangementets suksess og inntrykkene en får av å jobbe med ting relatert til Grunnlovsjubileet vitner igjen og igjen om hvor viktig det er for oss Ahmadiyya muslimer å fortsette å være aktive i vår integreringsprosess og sørge aldri for å være en del av de «ukjente». Det er vår oppgave å spre det sanne fredsbudskapet til islam som bl.a. snakker om at en skal ha masse kjærlighet for ens land. Det er viktig at vi fortsetter å ære, respektere og elske Norge og verdsetter alt vi har her. Vi er utrolig heldige som bor i et land som har gitt oss alt av muligheter og rettigheter og som ikke begrenser hverken vår ytringsfrihet eller religionsfrihet. Det er vår plikt at vi gir tilbake til samfunnet ved å være gode samfunnsborgere, medmennesker og er med på å markere årets jubileum ved å knytte kontakt med andre norske borgere. Måtte Allah den Allmektige velsigne Norge og bevare dets frihet i evig tid, Ameen.

Pakistan eller andre land, mens vi selv er født og/eller oppvokst i Norge, hvilket land er vårt? Hudoor[aba] har ved flere anledninger snakket om at landet vi nå bor i, er vårt land, selv om vår opprinnelsesland er annet, og har flere ganger pekt på viktigheten av å respektere og elske dette landet i lys av islams sanne lære. Senest under fjorårets Jalsa Salana UK snakket han om hvor viktig det var at de besøkende som var interessert i permanent opphold ikke skulle snike seg unna immigrasjonsreglene ved å bruke visumet de har fått for å besøke Jalsa, som deres nøkkel til permanent opphold, og at de skulle respektere reglene til Storbritannia og ære det faktum at de har fått muligheten til å komme på Jalsa. Dette poengterer igjen viktigheten av at vi ærer vårt land. Her kunne det ha blitt ramset opp utallige andre eksempler, men av hensyn til innleggets grenser vil jeg ikke ta opp noe mer akkurat her.

I lys av dette fikk Lajna Imaillah Norge med den nasjonale Tabligh komiteen muligheten til å arrangere et middagsarrangement i Masroor hallen i Baitun Nasr Moskeen den 7.mai 2014. Dagen før hadde den nasjonale komiteen og medlemmer av det nasjonale styret til Lajna møtt opp for å dekorere hallen i det norske flaggets farger; rødt, hvitt og blått. Selve arrangementet begynte kl. 18 den 7.mai 2014 og rundt 80 gjester og 100 Lajna medlemmer tok turen innom. Arrangementet begynte med resitasjon av Koranen med norsk oversettelse, av Madiha Arooj, etterfulgt av Hadith opplesing med forklaring av Iram Khalil. Så fikk forsamlingen høre på en kort introduksjon til vår Jam'at av Andleeb Anwar og Safia Sahar Qaisrani. Deretter fikk en av kveldens hedersgjester, Ragnhild Bergheim, varaordfører i Lørenskog kommune, muligheten til å tale til forsamlingen. Hun snakket om hvor imponert hun var av arrangementet, hvor glad hun var for å være med og litt om likestilling i lys av sin egen barndom. Etter hennes innlegg var det duket for kveldens hovedtale om kveldens emne: «Kjærlighet til landet er en del av troen». Denne talen ble holdt av undertegnede; nasjonal Tabligh sekretær, Annum Saher Islam, og handlet om hvorfor det er så viktig at vi er aktive samfunnsborgere i den norske stat og hvor viktig det er at vi elsker og ærer dette landet som var så barmhjertig og tok imot oss og ga oss alle muligheter og rettigheter. Undertegnede snakket også om hvorfor vi er så glade i Norge og hvor glade vi er for at Grunnloven har rundet 200 år. I tillegg tok jeg opp litt av vår menighets arbeid innenfor dette samt Hudoors fredsbudskap og fredsbrev og hans kontinuerlige arbeid med å spre islams sanne budskap til verden. Etter talen fikk gjestene muligheten til å dele sine inntrykk av kvelden så langt og tre gjester benyttet seg av denne muligheten

Hva var det egentlig som skjedde den 17. mai 1814? Hvordan ble Grunnloven til? Selve prosessen var lang og tidkrevende og det hele ble ikke avsluttet på en dag. Det ville ta meg flere hundre sider å forklare hele den historiske bakgrunnen, men av enkelthetens skyld skal jeg kun ta med noen korte, men viktige, historiske bemerkninger fra tiden rundt sanksjoneringen av Grunnloven.

På Eidsvoll, i nåtidens Akershus fylke, ble det fra 10. april til 20. mai 1814 kalt inn en riksforsamling som hadde som sin hovedoppgave å utarbeide Norges Grunnlov. Forsamlingen ble innkalt av den tidligere norske og danske Kongen, Christian Frederik, som på den tiden var prins og stattholder. Han sendte ut et brev og satte i gang valg av representanter via landets hovedkirker. Til slutt ble Riksforsamlingen endelig satt sammen av 112 representanter fra Sør-Norge i sør til Nord-Trøndelag i nord. Nord-Norge for øvrig var ikke representert på grunn av lange avstander og tidsnød. Denne forsamlingen utgjorde «Eidsvollfedrene» som de er kjent som i dag og fikk den største oppgaven; å utarbeide en lov som kom til å sikre den norske befolkningens trygghet. Skal man gå tilbake til historiebøkene får vi vite at Eidsvollsmennene var dels radikale og tungt forankret i datidens opplysningsfilosofi og ideer om folkesuverenitet og konstitusjonelt monarki. Dette preget selvsagt Grunnloven og det vi fikk av lover og regler på den tiden. Den 16.mai 1814 ble Grunnloven godkjent av Riksforsamlingen på Eidsvoll i Eidsvollsbygningen, den 17.mai samme år ble et underskrevet eksemplar overrakt kong Christian Frederik og den 18. mai ble Grunnloven beseglet av alle representantene. Loven ble imidlertid datert den 17.mai og derfor har dette blitt Norges nasjonaldag.

Det ovennevnte er bare et lite utdrag av historien bak og veien til Grunnloven. Men den viser allikevel at vi her taler om noe av det desidert største som kom til for den norske borgeren. Det er derfor ikke vanskelig å forstå hvorfor 17.mai er av en såpass stor viktighet, og hvorfor årets Grunnlovsjubileum bør markeres.

Profeten Muhammed[saw] har sagt: «Kjærlighet til landet er en del av troen». Dette betyr at vår tro ikke er komplett uten at vi har kjærlighet for vårt land. Og da er det mange som lurer; hvilket land er vårt? De fleste av oss har foreldre fra

Grunnlovsjubileum og rapport fra grunnlovsdagen

Kjærlighet til landet er en del av troen

Annum Saher Islam

Den 17. mai 1814 kan regnes som fyrtårnet hva gjelder norske merkedager. 17. mai 1814; dagen den norske Grunnloven ble sanksjonert. Dagen friheten og rettigheten til den norske borgeren ble bekreftet. Hvert år markeres denne dagen med barnetog, samlinger og fester rundt om i hele landet og det norske mangfoldet og den norske friheten blir synlig gjennom den gjennomsnittlige innbyggeren i dette landet som sammen med tusenvis av andre tar til gatene for å feire Grunnloven. I år er markeringen ekstra høytidelig da den norske Grunnloven har 200 års jubileum og på denne måten er et av verdens eldste Grunnlov.

La oss først begynne med å snakke om hva Grunnloven egentlig er. Wikipedia sier følgende: «Kongeriket Norges Grunnlov er Norges konstitusjon. Grunnloven er den høyeste rettskilden i Norge. Det betyr at andre bestemmelser som kommer i strid med den, må vike etter lex superior-prinsippet. Grunnloven inneholder bestemmelser om statsformen, om menneskerettigheter, om den lovgivende makt (Stortinget), den utøvende makt (Kongen i statsråd) og den dømmende makt (domstolene). Grunnloven, naturrettens rettsprinsipper, konstitusjonell sedvanerett, menneskerettighetene og internasjonal rett utgjør de viktigste fundamentene for Norges statsform, rettsforståelse, og lovverk. I tillegg til å danne basis for statsforfatningen og -forvaltningen, nedfeller Grunnloven en rekke individuelle rettigheter og utgjør hoveddokumentet som sikrer den norske rettsstaten. Annet lovverk utdyper og konkretiserer Grunnlovens bestemmelser. Grunnloven utgjør en skriftlig samfunnskontrakt mellom styrende og styrte. De viktigste prinsippene Grunnloven og dens samfunnskontrakt bygger på, er folkesuvereniteten gjennom bestemmelsene om folkevalgt styre og representasjon, maktfordelingsprinsippet om skillet mellom de lovgivende, utøvende og dømmende statsmakter, samt menneskerettighetene som sikrer borgerne mot rettssikkerhet og vilkårlighet, og fastslår individuelle rettigheter som eksempelvis trosfrihet og ytringsfrihet»

motsigende versene på enn å tolke aksept av bønner som aksept av tilbedelse, det vil si å anse bønner som en type tilbedelse som er utført med oppriktighet og med ydmykhet og hengivenhet. Bønner er i virkeligheten en form for tilbedelse, som på grunn av dette for en verdifull betydning. Selvfølgelig vil man bli skjenket det som allerede er forutbestem når man ber for det, ikke på grunn av bønnene, men bare fordi det var slik det var bestemt. Uansett er den store fordelen med bønner, at når man ber blir hjertet overveldet av Guds Høyhet og Allmektighet, og denne følelsen overkommer all angst som har vært kilden til uro, og den bedende opplever utholdenhet og et heltemot uten like. Dette er en naturlig konsekvens av tilbedelse og dette er hva aksept av bønner innebærer.

En viss Herr Sayyid Sahib kritiserte dette konseptet på følgende vis:
Hva er meningen med bønner når vi vet at ingenting kan skje forut det som er bestemt? Det vil si at vi vet at noe som er forutbestemt vil under alle omstendigheter forekomme – uavhengig av om man ber eller ei – og det som ikke er bestemt vil ikke skje – uansett hvor mange bønner man utfører; dermed forekommer bønner som noe fåfengt. (…) Det er en del av menneskets natur å søke hjelp under urolige tider, og det er på grunn av dets naturlige egenskaper at han ber uten å bry seg om aksept. Han ber kun fordi det er inngrodd i hans natur å søke alt fra Gud.

Den utlovede Messias besvarte kritikken på følgende vis:
Det er ingenting godt eller ondt som ikke har blitt forutbestemt, naturen har derimot utpekt visse krav og lover, og ingen forstandig person vil noen gang sette spørsmålstegn ved naturens effektive måter. Hvis vi for eksempel anså alt for å være forutbestemt ville det være unødvendig å ta i bruk medisiner eller ei, akkurat som det ville ha vært det samme om vi ba eller ei. Men Sayyid Sahib ville aldri si at medisinsk vitenskap er fullstendig grunnløs, og at den Sanne Fysikeren ikke har gitt medisin evnen til å helbrede. Hvis Sayyid Sahib til tross for sin tro på guddommelig Determinisme også tror på effekten av medisin, så hvorfor driver han ugagn og diskriminerer de samsvarende paralleller til Gud den Allmektiges lover?

Den utlovede Messias[as]

Utdrag fra *Blessings of Prayers*

Mirza Ghulam Ahmad (1835-1908)

Den utlovede Messias skriver følgende om aksept av bønner i islam:

«En kan ikke forvente at enhver bønn vil uten unntak bli akseptert av Gud. Hvis dette skulle være tilfelle ville det oppstå to komplikasjoner: For det første er det tusener av bønner som blir utført med den ytterste ydmykhet og smerte i sinnet, men likevel oppnår ikke alle bønner aksept. Det andre dilemmaet som forekommer i denne henseende er at i lyset av determinismen er alt forutbestem, selv det som ikke skal skje. Ingenting kan derfor skje i motsetning til det som har blitt bestemt. Hvis aksept av bønner ble tolket som en kilde til alt man ønsket seg, ville ikke følgende guddommelige løfte indikere til bønner som allerede er forutbestemte: ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ I lyset av denne tolkningen kan ikke dette løftet bli ansett som et generell løfte, siden kun de forutbestemte bønnene vil bli akseptert. Og likevel er løftet om aksept av bønner et generelt løfte uten unntak. Dessuten står det skrevet i den hellige Koranen at det forutbestem vil aldri forandres, men i den samme Boken står det også at ingen bønner vil bli avvist og alle vi bli akseptert – Gud har selv lovet å akseptere alle bønner, jamfør overnevnte vers. Det kan ikke var andre måter å forsone disse

Utdrag fra den hellige Koranen

بسم الله الرحمن الرحيم

I Allahs navn den mest Nåderike, den evig Barmhjertige

Sura Al-Saff
Vers 7-10

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ ۖ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ مُبِينٌ ﴿٧﴾

7. Og da Jesus, Marias sønn, sa: Å, Israels barn, jeg er visselig Allahs sendebud til dere, som bekrefter og oppfyller det som er før meg, (av profetiene) i Torahen, og bringer gledelig budskap om et sendebud som skal komme etter meg, hvis navn skal være Ahmad. Så da han kom til dm med de klare bevis, sa de: Dette er åpenlys magi.

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعَىٰ إِلَى الْإِسْلَامِ ۚ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿٨﴾

8. Og hvem er mer urettferdig enn den som oppdikter løgn om Allah, når han kalles til Islam? Og Allah rettleder ikke det urettferdige folk.

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ﴿٩﴾

9. De ønsker å slukke Allahs lys med deres munner, og Allah vil fullkomme Sitt lys, selv om også de vantro avskyr det.

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ﴿١٠﴾

10. (Det er) Ham, som sendte sitt Sendebud med rettledningen og sannhetens religion, for at Han kan la den seire over alle religioner, selv om også avgudsdyrkerne avskyr det.

I Allahs navn den mest Nåderike, den evig Barmhjertige

April, mai og juni 2014
Hidjreh år 1435

INNHOLDSFORTEGNELSE:

Utdrag fra den hellige Koranen…………..………………………….........3

Den Utlovede Messias' misjon…………………………………………………4

Grunnlovsjubileum og rapport fra grunnlovsdagen…………………………….6

Kalifatet……………………………………………………………………..10

Den første kalifen[ra]……………………………………………………………..15

Hazrat Musleh Maud[ra]………………………………………………….....18

Nusrat Jahan Prosjektet ……………………………………………………..21

Den fjerde kalifen[ra]……………………………………………………………….23

Bokanmeldelse ……………………………………………………………..26

Fasten ……………………………………………………………………....28

Intervjuer: *Mødre til Murabbi Silsila*…………………………………………….31

Barnesiden ………………………………………………………………….51

Nasirats jubileumsseminar…………………………………………………..53

Oppskrifter ……………………………………………………………….....53

Nasjonal Amir: Zartasht Munir Ahmad Khan
Leder Ladjna Imaillah: Syeda Bushra Khalid
Redaktør urdu del: Mansoora Naseer
Redaktør norsk del: Mehrin Hayat, Zainab komite

Kontaktinformasjon:

Adresse:
Bait-un-Nasr moske,
Søren Bulls vei 1
1051 Oslo

Tlf.: 22325859
Fax: 22437817
E-mail: zainab_ishaat@yahoo.com

دعائیہ تحریک

(فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ 30 مئی 2014)

*سورۃ الفاتحہ(کثرت سےپڑھیں) * درودشریف (نماز میں پڑھا جانے والا۔کثرت سے پڑھیں)

Hellig er Allah og all lovprisning tilkommer Deg (alene); Hellig er Allah den aller størst, velsign, Å Allah, Muhammad og Muhammads folk.	اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ، اللہ تعالیٰ پاک ہے بڑی عظمت والا ہے۔ اے اللہ محمد (ﷺ) پر اور آپؐ کی آل پر بڑی رحمتیں اور برکات نازل فرما۔	سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ
Jeg søker Allahs tilgivelse for alle mine synder og vender meg til Ham.	میں اپنے رب سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں اور اُسی کی طرف لوٹتا ہوں۔	اَسْتَغْفِرُ اللّٰہِ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ۔
Å vår Herre, la utholdenhet strømme nedover oss, og styrk våre føtter, og hjelp oss mot det vantro folk.	اے اللہ ! ہم کو صبر دے اور ہمارے قدموں کو مضبوط کر دے اور ہماری مدد فرما کافر لوگوں کے مقابلہ میں۔	رَبَّنَا اَفْرِ غْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَا مَنَا وَ انْصُرْ نَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْن
Vår Herre, la ikke våre hjerter forderves etter at Du har rettledet oss, og skjenk oss barmhjertighet fra Deg, for Du er alene den som skjenker alle ting.	اے ہمارے رب! تو ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو کج نہ کر اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت (کے سامان) عطا کر۔ یقیناً تو ہی بہت عطا کرنے والا ہے۔	رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْ بَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَ ھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّاب۔
Å Allah, vi tar deg som skjold mot våre fiender, og vi søker tilflukt hos deg fra deres ondskap.	اے اللہ! ہم کرتے ہیں تجھے مقابلہ میں ان کافروں کے اور پناہ مانگتے ہیں تیری اُن کے تمام شرّ اور مضر اثرات سے۔	اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْ رِ ھِمْ وَ نَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْ رِ ھِمْ
O min herre,enhver ting er under Din kontrol.Så O min herre,beskyttt meg,hjelp meg og vis meg nåde.	اے میرے رب ہر ایک چیز تیری خادم ہے ۔اے میرے رب پس مجھے محفوظ رکھ اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما۔	رَبِّ کُلُّ شَیْئٍ خَا دِمُکَ رَبِّ فَا حْفَظْنِیْ وَانْصُرْ نِیْ وَارْحَمْنِیْ
Vår herre,tilgi oss våre feil og våre synder i vår sak,og befest våre føtter og hjelp oss mot det vantro folk.	اے ہمارے رب!ہمارے گناہ بخش دے اور اپنے معاملے میں ہماری زیادتی بھی۔اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور ہمیں کافر قوم کے خلاف نصرت عطا کر۔	رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا ذُ نُوْ بَنَا وَاِسْرَا فَنَا فِیْ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَا مَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْ مِ الْکٰفِرِیْنَ۔
Å min herre! Hør på min bønn og knus dine og mine fiender,oppfyl ditt løfte og hjelp din tjener,og vis oss våre dager og gjør sverdet ditt skarpere for oss og spar ikke en eneste av de ikke troende som bevisst vekker beskymring.	اے میرے رب میری دعا کو سن اور اپنے اور میرے دشمنوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور اپنا وعدہ پورا فرما اور ہمیں اپنے (وعدوں کے) دن دکھا اور اپنی تلوار ہمارے لئے سونت لے اور شریر کافروں میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑ۔	یَا رَبِّ فَا سْمَعْ دُ عَا ئِیْ وَمَزِّقْ اَ عْدَا ئَکَ وَاَعْدَا ئِیْ وَاَنْجِزْ وَعْدَکَ وَانْصُرْعَبْدَکَ وَاَرِنَا اَیَّا مَکَ وَشَھِّرْ لَنَا حُسَا مَکَ وَ لَا تَذَرْمِنَ الْکَا فِرِ یْنَ شَرِیْرًا۔

از طرف شعبہ تر بیت لجنہ اما ئ اللہ

Zainab

Ladjna Imaillah Norge

Årgang 3 April, mai juni 2014